اعلام یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہل سنت

خلاصہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم

از رشحات قلم افادت شیم جناب محقق مدقق

سرکار حذاقت مدار مولوی حکیم سید علی اظہر

علامۃ الزمن جناب مولوی سید حسن زادت افاداتہ

رئیس کھجوہ بازار بندی ضلع سارن

مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی

واقع لکھنؤ کٹرہ ابو تراب خان ۱۳۱۳ھ

غرض مصنف لا شی ہے کہ اجمالاً بعض خصوصاً مقامات اس رسالہ عجالہ کو من اولہ الی آخرہ بیع جملہ مطالب متعلق اصل تحقیق عقد حضرت ام کلثوم میں کوئی امر زاید از مطلب ہرگز خارج از بحث جہاں تک ہو سکے اسکی اشاعت میں کوشاں ہوں گا۔ ناسور قلوب مخالفین کے لیے مرہم اعجاز ہے۔ والسلام۔

فہرست مطالب کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم علیہا السلام

عَلیکُم کُتُبَنا کُنتُم
هٰذا کِتابنا یَنطِقُ بالحَقِّ اِنّا کُنّا نَستَنسِخُ ما کُنتُم تَعمَلُون

الحمد للہ الملک الوہاب کہ درین ایام سعادت انتساب کتاب مستطاب عدیم النظیر ولاجواب متعلق بمبحث عقد حضرت ام کلثوم دختر جناب ولایت مآب صلوات اللہ وسلامہ علیہما افحاماً للاعداء العترۃ الاطیاب وارغاماً للانان المعرضین عن جادۃ الصواب الموسوم

بالکنز المکتوم فی حل عقد ام کلثوم

من مصنفات غرۃ محاسن الایام عمدۃ الافاضل الکرام النحریر المدقق الحبر المحقق حائز المقامات الفائز بالمدارج العلیۃ قاطع اعناق الجاحدین قامع اساس الضالین المتعب نفسہ فی حمایۃ الدین ذی الشرف الازہر الحکیم المولوی السید علی اظہر دامت برکاتہ وزادت افادتہ

مطبع نستعلیق مرتضوی حلیۂ طبع در بر کشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد بندہ افقر مولف
ذو الفقار حید علی اظہر بن المولی المؤتمن السید حسن دام ظلہ العالی بخدمت برادران
ایمانی عرض پرداز ہے کہ گو مدت مدیدہ سے یہ مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام
درمیان علمای فریقین دایر وسایر ہی مگر نہ علمای اہلسنت نے اس مسئلہ کو باستقلال
تصنیف کرکے پیش کیا نہ علمای شیعہ ایدہم اللہ نے توجہ کامل فرمائی بلکہ جسطرح
مخالفین نے ضمنا و تطفلا اسکا تذکرہ کیا علمای اہلحق نے بھی اوسیطرح رد و ابطال
اسکا فرمایا خواہ تحقیقاً یہ انکار کلی خواہ الزاماً یہ تسلیم فرضی اسلیے کہ یہ امر بفرض وقوع
بھی کسیطرح نہ مفید مخالفین ہے نہ مضر اہلحق لیکن چونکہ تا بحال کوئی کتاب بالاستقلال
اس مادہ مین علمای فریقین سے نہین لکھی گئی تو کچھ عرصہ سے جب اہلسنت ہر مسئلہ مین عاجز آ گئے
تو بعض مسایل فرعیہ مین گفتگو شروع کی بے سر و پا رسایل چھاپنے لگے بالخصوص
اس مسئلہ مین زیادہ تر شور و غل مچایا اور عوام فریبی کا دام بچھایا علمای اعلام

ایدہم اللہ کی بے اعتنائی اور عدم توجہی سے اور بھی انہین سر چڑہایا یہانتک کہ
ابدالدہر خود علماے مذہب حق شیعہ اثناعشریکو اس مسئلہ مین بالکل لاجواب
اور مغلوب ٹھرایا حتی کہ صاحب آیات بینات جنکی تحقیقات پر عوام اہلسنت
بہت نازان ہین فرماتے ہین کہ شیعہ کسی مسئلہ مین ایسے زچ اور دق نہین ہوئے جیسا
اس مسئلہ مین دق اور زچ ہوے افسوس مقولہ صرف انہین بزرگ کا نہین ہے
جنکی لیاقت وحالت سے سارا عالم واقف ہے بلکہ خود مولوی حیدر علی فیض آبادی
جنکو اپنی قابلیت وہمہ دانے پر وہ ناز تہا کہ بمقابلہ اپنے اساتذہ کے کوس
لمن الملکی بجاتے تھے اور سواے اپنے سبکو نافہم بتاتے تھے اور اس زمانہ کے اہلسنت تو
اونکو اپنا امام ہی تصور کرتے ہین وہ حضرت بھی ازالۃ الغین مین ایسا ہی عذر
فرماتے ہین پہر بیچارے جاہلون کا کیا قصور بہرکیف جب غوغاے بیجا انحضرات کا
اس اہتمام مین بڑہا اور قابل تحمل واعراض الحق نرہا ناچار کمترین نے بنابر
اصرار بعض اعاظم دین ایدہم اللہ اسطرف توجہ کی اور بہت قلیل عرصہ مین
تفصیلا تحقیق اس مسئلہ کی کر کے ساتوین جلد ذوالفقار حیدری کی خاص اسی
باب مین قرار دی چونکہ اوسمین ہر روایت پر اہلسنت کی بحث کی گئی ہے اور
اختلافات اوسکے دکہائے گئے اور موضوع ہونا اون روایات کا اور کاذب اور
خائن ودجال ہونا اونکے راویونکا ثابت کیا گیا ہے علاوہ اسکے الحق کیطرف
سے جملہ اعتراضات بیجا وتوہمات واہیہ مخالفین کا جواب شافی ہی دیا گیا ہے اور
جو کچھ اغلاط وتحریفات تھے کہولے گئے ہین اور روایات فریقین سے بحث
کامل کی گئی ہے لہذا حجم اوس کتاب کا بیجا اس ساٹھ جزی زیادہ ہو گیا اور پوری

ایک جلد کامل اوسکی مرتب ہوئی چونکہ بوجہ ضخامت کتابت وکثرت مصارف
طبع ہونا اوسکا باعتبار استطاعت نحیف فی الحال ناممکن تھا اور نیز بنظر زبان بندی مخالفین
واطمینان خاطر مومنین اشاعت اوسکی حد وجوب وفرض سے بھی متجاوز معلوم
ہوتی تھی لہذا بعض احباب اطیاب سلمہم اللہ نے بکمال الحاح واصرار فرمایا کہ اجمالاً
لب لباب اوس کتاب کا مع اصل جواب جو تحقیقات مفصلہ سے ثابت ہو
شایع کرنا چاہیئے اور اوس بحر زخار کو کسطرح کوزہ مین بند کرنا چاہیے لااقل
بطور فہرست ہی سہی کہ شاید ان مضامین خوش آئین وتحقیقات حق آگین کے
مطالعہ سے مومنین ذوالاقتدار کے دلونمین شوق پیدا ہو اور جوش مین آکر اصل
کتاب کو جلد چھپوائین الغرض مین نے بھی اپنے احباب کی اس فرمائش کو بدل
قبول کیا اور بخیال بے اعتباری حیات ناپائیدار زیادہ تر مستعد ہوا کہ شاید
اجل موعود آجاے تو دل کی حسرت دل ہی مین رہجاے اور یہ جواہر تحقیقات گرانمایہ
نادر الوجود معرض شہود مین نہ آئین اور مومنین اس سے کچھ بہرہ مند نہون مخالفین
کی زبانین بند نہون ازین قبیل اور چند مصلحتون سے بکمال تعجیل یہ رسالہ بطور فہرست
کنز مکنوم پیشکش ارباب علوم کیا گیا وما توفیقی الا باللہ الحی القیوم
امید کہ جو حضرات اس رسالہ سے مستفیض ہون مولف کو دعاے خیر سے فراموش نکرین

تمہید مفید جو لوگ اسلام کے دائرہ مین داخل اور لااقل توحید ورسالت
ومعاد کے قایل ہین حسب حکم خدا ووصیت رسول وغیرہ واجب وفرض ہے
کہ تعظیم ومودت واحترام اہلبیت رسول انام مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کرین اور اوسکے اعزاز واکرام کے جملہ مراتب کو ملحوظ رکھین

میرا مطلب یہان یہ نہین ہے کہ اہلسنت خواہی نخواہی اونکی خلافت ہی کو مان لین کیونکہ جو ظلم ہونا تہا ہو چکا جسکو جو کچھ ملنا تہا مل چکا حریفان بادہا خوردند و رفتند بلکہ لااقل اتنا ہی لحاظ رکہین کہ کسی قسم کی اہانت و ذلت حضرات کی نسبت گوارا نکرین اور اپنی زبان کو اونکی توہین و تحقیر سے بچاتے رہین اس سے یہ بھی میرا منشا نہین ہے کہ کسی صحیح واقعہ کا بلا سبب انکار کیا جائے اور کسی امر واقعی کا اخفا کر دیا جاے فان اللہ لا یستحیی من الحق بلکہ صرف اسیقدر چاہتا ہون کہ جو واقعات انحضرات کے راست راست ہون اونہین کو ظاہر کرین اور بلا تحقیق کامل کوئی امر خلاف شان اونکی طرف منسوب نہ کرین نہ میری یہہ فرمائش ہے کہ جیسے خلفا و صحابہ کے معائب و الزامات مٹانیکے لئے یقینیات و متواترات و احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہین وہی سلوک یہان بھی کیا جاے اور اسکی بھی امید نہین کر سکتا کہ جو کچھ فرضی و وہمی دختر حضرت خلیفہ اول کی تعظیم کیجاتی ہے بضعہ رسول کے حق مین اوسکی مراعات ہو جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے وا بو المطرف فتوی کرد بتادیب شدید در حق کسیکہ راضی نشد کہ زنے را سوگند در شب دہد و بآن زن گفت اگر تو دختر ابو بکر باشی ترا در روز سوگند خواہم داد و فتوی بتادیب آنشخص بواسطہ آن داد کہ بے ادبی کردہ درین نوع قضیہ نام دختر ابو بکر بردہ بود یہانتک کہ یہ آرزو بھی نہین کر سکتا کہ اپنے خلیفہ ہارون رشید کی خواہر عباسہ کے برابر ہی اہلبیت رسول کی قدردانی کرین کیونکہ اقتدار دنیوی انکو کہان حاصل ہوا جو دنیا پرست لوگ انکو طرف خدا کی بلکہ مین فقط اسیقدر چاہتا ہون کہ اس مسئلہ عقد دختر بضعۃ الرسول حضرت ام کلثوم

حاشیہ: ۱؎ تعبیر ... ۱۲ منہ

حاشیہ: ص ۵۶ ورق قلمی ترجمہ صواعق محرقہ

حاشیہ: ۲؎ تفصیل ... ۱۲

علیہا السلام کے بارہمین صرف تعصب جنبہ داری سے ہی دست بردار ہو کر
انصافانہ تحقیق کرین کہ آیا واقعی یہ عقد خلیفہ دوم کے ساتھہ ہوا یا نہین ہوا
مجادلہ مکابرہ ہٹ دھرمی کو دخل نہ دین پھر دیکھین کہ عقلاً و نقلاً کسیطرح یہ امر
ممکن الوقوع ہی یا نہین کیونکہ مقصود راقم یہان صرف تحقیق امر واقعی ہی نہ اظہار معائب
و مطاعن خلیفہ دوم یا اونکے اسلام و نفاق سے گفتگو کرنا اور حضرات اہل سنت
سے بھی ملتمس ہون کہ بالفرض اگر اہلبیت ع کو مستحق خلافت نہین جانتے اور نصوص
صریحہ وراثت و امامت کو انکے بارہمین نہین مانتے کسی خیال سے ہو تو خیر نہ سہی
ابتو نہ طمع مال ہے نہ امید حصول سلطنت فکر نجات آخرت البتہ لاحق ہے پھر کیون
کردار آبائی کے نباہ کے لیئے انصاف و ایمان کے پہلو کو چھوڑ دین اور ترک مودت
ذوالقربے سے اجر رسالت فخر المرسلین کو رایگان کرین بنظر افزائش قدر و جنبہ داری
صحابہ (جنسے فلاح اخروی کا حصول محال ہے) اہل قرابت کی پایہ منزلت کو جو
عقلاً و نقلاً بعد رسول سب سے اعلی اور سب پر مقدم ہے ناحق بغرض اعلاء مراتب
خلیفہ ثانی بلا تحقیق و بلا ضرورت گھٹائین (کیونکہ یہ امر نہ مثبت حقیت خلافت ہی
نہ مفید ایمان و فضیلت نہ دافع الزام و معائب) خواہی نخواہی تہمت لگائی
جائین اور خدا و رسول سے بھی نہ شرمائین عقل و نقل سے کام لین تحقیق امر واقعی
فرمائین یہ بڑی نافہمی ہے اونلوگونکی جو اس مسئلہ کو موجب ندامت و عار
مذہب شیعہ جانتے ہین جس سے بڑھ کر کوئی غلط فہمی نہو گی کیونکہ اولاً توقیر
و تعظیم اہلبیت طاہرین تو تمامی اہل اسلام پر عموماً فرض ہے سنی ہو خواہ شیعہ ثانیاً
درصورت تخصیص شیعونکی بھی اہلبیت طاہرین کے ساتھہ اس مسئلہ مین کوئی الزام نہین ہے

اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہین یا عقد نہین ہوا یا ہوا پہلی صورت یعنی
درصورت عدم وقوع عقد تو کوئی بات ہی نہین ہے جیسا کہ فی الواقع یہی ہے
نہ عقد ہوا نہ خطبہ نہ دوسرا کوئی امر چنانچہ بہت سے اکابر اہل حق اس قصہ کے بالمرہ
منکر ہین خود جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اوستاد جناب سید مرتضی علم الہدے
اعلی اللہ مقامہما جنسے جناب سیدۃ نساء العالمین نے اپنی اولاد کی تعلیم کی فرمائش
کی اور جناب امیر نے بخلعت فاخرہ انت شیخی و معتمدی مخلع فرمایا اور
دیگر حضرات باوصف قرب عہد ائمہ معصومین علیہم السلام اس واقعہ سے بالکلیہ
انکار کرتے ہین چنانچہ کلام اونکا بعد اسکے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی حتے کہ
خود علماے اہلسنت بھی اس انکار کے مقر ہین گو اوسپر معترض بھی ہون چنانچہ
ترجمہ صواعق محرقہ ص ۱۵۹ مین ہے زیادہ شد تعجب من از اہلبیت زمان بالکہ انکار تزویج
عمر با ام کلثوم میکنند ولیکن عجب نیست از ایشان چرا کہ اینجماعت با علماء اختلاط
نکردہ اند و معہذلک جہل روافض بر عقول ایشان استیلا یافتہ و در رفض النساء ابرا
مقلد خود ساختہ در خاطر شان در آوردہ اند کہ حکایت این تزویج دروغ است
بلکہ خود مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین ص ۹۵۹ مین فرماتے ہین نور الدین حسینی میگوید کہ عجب دارم
از روافض خذلہم اللہ کہ روایات اہلبیت و افادات شان کہ عقل و نقل از امور یاست
و قرآن وحدیث تاسیس آن میکند مرکز گوش جانمیدہند و نقد دین و ایمان
خود را بر روایات چندے از ابالسہ دجاجلہ کہ نقیض این احادیث است
حوالہ میکنند الخ ان عبارات کا جواب شافی بلکہ بعینہ ہونا انکا اس کلام
اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم مین بخوبی مذکور ہے پس اس سے بخوبی ثابت ہے

کہ شیعون کو اس حکایت سے بالمرہ انکار ہے اہلبیت رسول بھی بالمرہ منکر ہین اور
روایات اہلبیت طاہرین مین نقیض ان روایات اہلسنت کی یقینا موجود ہین خواہ مولویصاحب
اون رواۃ کو ابلیس فرمائین یا دجال بتائین اسکا اونکو اختیار ہے مگر اصل مطلب
ہمارا یعنی انکار اہلحق اس واقعہ سے بلکہ انکار اہلبیت رسول ور روایات اہلبیت
رسولؐ کا مناقض روایات اہلسنت وارد ہونا بخوبی ثابت ہوا باقی رہا امر واقعی
کا دریافت کہ نکاح ہوا یا نہین پس انشاء اللہ تحقیقات اسکی مابعد اسکے
کیجائے گی لیکن یہان سے لغوبیانی اون علماے اہلسنت کی بخوبی ظاہر ہوئی
جو اسکے مدعی ہین کہ کل علماے شیعہ وقوع عقد کے مقر ہین پھر کیف بلالحاظ
دیگر ادلہ قویہ کی جو مابعد مذکور ہونگے خود اہلبیت رسول ور اکابر اہلحق کا انکار
کرنا اس واقعہ سے اور اوسکو دروغ جاننا بنفسہ دلیل بطلان واقعہ مذکورہ
ہے چہ جائیکہ اور دلیلین بھی ہون کیونکہ شیعہ منکر ہین ور انکار کے لیئے حاجت
دلیل نہین اور اہلسنت مدعی والبینۃ علی المدعی پس بار ثبوت اونپر ہے اور شیعہ
مانع ہین مانع کے بارہین خود اہلسنت کا قول ہے مانع کو ضرورت دلیل نہین معہذالک
شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین بر عاقل پوشیدہ نیست کہ اقوال و افعال
شخص بر فرزندان و برادران و اقارب و عشایر او قسمیکہ مکشوف میباشد
بر دیگر یکہ گاہ گاہ بصحبت او رسد چرا خواہد بود پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا اور اصلیت
اوسکی ہوتی تو اہلبیت طاہرین کیون انکار کرتے اور روایات اونکی نقیض
روایات اہلسنت کیون وارد ہوتی جنکا خود اہلسنت بھی اقرار کرتے ہین
پس بقول شاہ صاحب ان اہلبیت رسول پر جو اقارب و عشایر ہی تھے

لہ انشاء اللہ المستعان تقریب ... الدین ودجال ... کذاب دجال ومفتری ... فانتظروا انی معکم من المنتظرین

ف انکار علمای شیعہ دلیل بطلان واقعہ ہے

اور بدانست اہلسنت محب شیخین سے تھے یہہ حال کیونکر مخفی ہوا اور کیونکر روایات
اونکی نقیض روایات اہلسنت واقع ہوے پس نکار اہلبیت ظاہر ہے دلیل قطعے
بطلان واقعہ مذکورہ ہے علاوہ اسکے جو جس مذہب کا ہوتا ہے با قرار فاضل
رشیدہ وہ شخص اپنے یہانکے واقعات کو خوب جانتا ہے جیسا کہ انتساب جواز متعہ
مین طرف امام مالک کے جو اقوال علماے اعلام حنفیہ سے بخوبی ثابت ہے
یہی عذر پیش کیا کہ اهل البیت ادری بما فی البیت قول مالکیہ نقل مذہب امام مالک مین
بہ نسبت نقل حنفیہ زیادہ قابل قبول ہے بلکہ برخلاف اوسکے نسبت کرنا صاحب
ستم برجان انصاف ست انتهى ملخصا اور خاتم علماے فرنگی محل مولوی عبد الحی
لکھنوی اپنی سعی مشکور مین کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ اصحاب مذہب جسقدر اپنے
مذہب سے واقف ہوتے ہین دوسرے مذہب سے وقفیت نہین رکھتے پس مالکیہ
کا اور اونکے کتب کا انکار امر مذکور سے مقدم کیا جاویگا اور نسبت کرنا ابن تیمیہ
یا ابن عبد الهادی وغیرہ کا امام مالک کیطرف کب مسموع ہوگا انتهى اور خود مولوی
حیدر علی فرماتے ہین وقوع ظلم بر اہلبیت بقصد احراق خانہ ایشان بجناب
فاروق نسبت کردن حالانکہ اہل حق ازان انکار می نمایند چنانکہ دانستی عنقریب
خواہی دانست ان شاء اللہ از غرائب فادات و دعوی قصد احراق از اکثر کتب
اہلسنت از عجائب ترہات جس سے معلوم ہوا کہ صاحب مذہب کا قول اپنے
مذہبی امور مین بہ نسبت دوسرون کے زیادہ معتمد ہے اور باوصف اوسکے
انکار کی نسبت کرنا ستم برجان انصاف اور غرائب فادات سے ہے گو وہ امور
اعاظم علما کے اقوال اور روایات متکاثرہ سے ثابت ہون پس یہی تقریر شیعونکی

طرفسے دربارہ دروغ ہونے حکایت عقد کے بوجہ انکار کرنے علماے کبار شیعہ کے کیونکر نہ مقبول ہوگی جنکے ناقل بھی خود یہی حضرات ہین کہ بذریعہ روایات اہلبیت طاہرین شیعہ اور اہلبیت اس واقعہ کو دروغ جانتے ہین حالانکہ خود اسکے بھی معترف ہین کہ شیعہ مذہب علی سے زیادہ واقف ہین جیسا کہ علامہ تفتازانی وغیرہ نے تصریح کی اور شاہ عبد العزیز نے بھی شیعون کی محب اہلبیت طاہرین ہونیکا اقرار کیا بلکہ مولوی عبد الحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی نے تو اس اقرار متابعت وولاے شیعہ کے ساتھہ چار و ناچار حقیت مذہب شیعہ کا بھی اظہار کیا چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقاید مین جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیت مذہب اشاعرہ اور بطلان سایر مذاہب کا دعوی کیا اور تمثیل مین کہا ہے مثل شیعہ کے کہ جو تمسک کرتے ہین اس چیز سے جو مروی ہے اونکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے انہین شیعون کے عصمت کو انہین ائمہ علیہم السلام فرماتے ہین قولہ اختلاج الخ یعنی اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اسوجہ سے کرتی ہین کہ اون ائمہ ع کو مجدد دین (یعنی نیا دین بنانے والے جانتے ہین) اور اونکو ناقل دین (یعنے ختم المرسلین صلعم کا ناقل نہین جانتے تو ایسا دعوی شیعون پر محض افترا و بہتان ہی اور اگر مقصود اوسکا یہ ہے کہ شیعہ اسوجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب سے احکام دین کے ناقل ہین اور عادل ترین امت ہین یہانتک کہ اونکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعون پر طعن یا اس بنیاد پر ہے معاذ اللہ کہ ائمہ اہلبیت عادل نہین ہین اور اونکی

حل المعاقد فی شرح العقاید صفحہ ۲۰ مطبوعہ مطبع علوی سنہ ۱۲..

فائدہ حقیت مذہب شیعہ باقرار مولوی عبد الحلیم صاحب

عدالت اور عصمت کا دعوی غلط ہے پس ایسا دعوی کرنا موجب نزول ایمان ہے
یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہلبیت کی متابعت جایز نہین ہے گو وہ
لوگ عدول امت سے ہون پس ایسا دعوی محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ
اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسیوجہ سے کہ اونکو عادل و
ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے
انتہی کلامہ جزاہ اللہ خیر البیں اس تقریر سے علاوہ اعرفیت شیعہ و متابعت
ائمہ ہدی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بکمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی بہرکیف
بتصریحات شاہ صاحب و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و مولوی عبد الحی
اہلبیت طاہرین اور شیعونکا انکار کرنا وقوع عقد مذکور سے باقرار اہلسنت
مقدم کیا جاویگا اور ان اہلسنت کا افترا و بہتان کب مسموع ہوگا حالانکہ
شاہ ولی اللہ صاحب تو اون روایات کو جو بطور اہلسنت اہلبیت طاہرین ع
سے منقول ہین صرف اسوجہ سے کہ شیعہ اہلبیت اونکو نہین مانتے یا نہین پہچانتے
غلط بتاتے ہین جیسا کہ قرۃ العینین مین فرماتے ہین پس اگر از حضرت مرتضی ع
و ذریت او این معانی منقول میبود لا اقل امامیہ و زیدیہ میشناختند و بہ آن
قایل میبودند ولیس فلیس پس جب شیعہ و زیدیہ کی نہ مانتے اور نہ قایل ہوئے
شاہ صاحب بعض مسائل تصوف کو باطل کرتے ہین حالانکہ روایات اہلسنت
مین وہ معانی اہلبیت کیطرف منسوب ہین تو روایات عقد باوصف انکار اہلبیت
و شیعہ و ورود روایات مخالفہ روایات سنیہ کیونکر مردود و باطل نہوگی چہ
جائیکہ خود روایات اہلسنت سے بھی عدم وقوع اس عقد کا ثابت ہوا ور

ثبوت حقیت مذہب شیعہ

صفحہ ۲۰ مطبوعہ دہلی قرۃ العینین

جملہ روایات عقد اونہیں کے قواعد و اصول کے مطابق موضوع و غلط قرار پاتی ہیں جیسا کہ عنقریب مذکور ہوتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ باقی رہی دوسری صورت کہ عقد ہوا کسیطرح ہو پس بنا بر اصول اہلسنت اسقدر محالات اور مفاسدات و الزامات عاید ہوتے ہین کہ دفعیہ اونکا ممکن نہین بجز انکار از وقوع عقد کوئی چارہ نہین بخلاف شیعون کے کہ بنا بر اونکے اصول کے درصورت تسلیم وقوع عقد بہی کوئی امر قابل الزام نہین کیونکہ بظاہر مفید اہلسنت و مضر شیعہ اس عقد مین یہی باتین ظاہر کیجاتی ہین کہ خلیفہ دوم اور جناب امیر مین اتحاد و اتفاق اسدرجہ تہا کہ ایسی مواصلت ہوئی تو دعوی شیعہ دربارہ عداوت غلط ہوا دوسرے یہ کہ خلیفہ دوم کا ایمان اور فضیلت ثابت ہوئی کہ ایسے نہوتے تو یہ عقد کیونکر ہوتا پس دعوی شیعہ دربارہ کفر و نفاق اونکے غلط ہوا اور ظاہرا انہین اغراض سے اہلسنت نے اس غلط قصہ کو مشتہر کیا ہے اب ان دونون امرونکو دیکہنا چاہیئے کہ کہانتک اسکی اصلیت ہے اور اصول شیعہ کے بنا بر یہ الزام عاید ہوتا ہے یا نہین افسوس کہ اس بحث کو مین اصل کتاب جلد ہفتم ذو الفقار حیدری مین جہان صاحب آیات بینات کی تمامی تقریر کا جواب لکہا بشرح و بسط سے لکہ چکا ہون یہان پر اوسکا تذکرہ بخوف طوالت ممکن نہین مگر کچہہ مختصر طور پر گذارش کرتا ہون امر اول یعنی اسکا دلیل اتحاد و موافقت و عدم عداوت ہونا اوسوقت راست ہوسکتا ہے کہ جب فرقہ شیعہ اسکا قایل ہو کہ کسیطرح نکاح بدون اتحاد کلی و موافقت ممکن نہین حالانکہ کسیکا یہ مقولہ نہین ہے نہ کسی عاقل ہی کا قول ہے کہ کسیطرح نکاح ہو جبرًا یا قہرًا صرف نکاح سے اتحاد و اتفاق ثابت ہو جاتا ہے

بلکہ خود اہلسنت بہی عام طور پر یہ دعوی نہین کر سکتے کیونکہ جن لوگون سے

جناب رسولخدا ص کی بیٹیان (حسب بیان اہلسنت) بیاہی گئین نہ عموماً

اونکے ایمان کے قایل ہین نہ اتحاد و نہ اتفاق کے مقر بلکہ صاف صاف

طور پر اونکو کافر کہتے ہین مثل عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب شوہر سابق حضرت

رقیہ و ام کلثوم و ابو العاص شوہر حضرت زینب جنکے بارے مین تنقیص جناب

سیدة النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کے لئے حدیث خیر بناتی زینب

یعنی بہترین دخترون سے میری زینب ہے روایت کرتے ہین پس جب ایسی

مناکحت و مواصلت ہین جو بلا جبر و اکراہ تہا با اینہمہ قرابت قریبہ فریقین نہ قایل

اتحاد و اتفاق ہین نہ مدعی ایمان و فضیلت (حالانکہ اثبات فضیلت خلیفہ

ثالث کے لیے مثل کلیۃ الصحابۃ کلہم عدول سہ کلیہ بنایا کہ داماد نبی بہشتی مگر کسیکہ

عاقبت او محمود شود کما فی ازالۃ الخفا با اینہمہ جن لوگون کو داماد نبی بیان کرتی ہین

اونہین کافر ہی کہتے ہین) تو پہر اس صورت خاص مین کہ حسب روایات خود

اہلسنت اگر ہوا تو جبراً ہوا کیونکر ان امور کا اثبات ہو سکتا ہے حضرت نوح

اور حضرت لوط پیغمبر کے ازواج جنکا کفر قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ خود خدا نے

سورہ تحریم مین بغرض تمثیل بی بی عایشہ و حفصہ کے فرمایا ضرب اللہ مثلاً

للذین کفروا امرأة نوح و امرأة لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا

صالحین فخانتاهما فلم یغنیا عنهما من اللہ شیئا و قیل ادخلا النار

مع الداخلین و ضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرأة فرعون اذ قالت

رب ابن لی عندک بیتا فی الجنة و نجنی من فرعون و عملہ و نجنی من القوم الظالمین

۱۲ چون نازل شد سورۂ تبت یدا ابی لہب [illegible] گفت ابو لہب [illegible] پسران خود را [illegible] اگر [illegible] دختران محمد را [illegible] صواعق [illegible] مدارج النبوة [illegible]

یعنی خدا نے مثال دی اونکی جو کافر ہو گئی زن نوح اور زن لوط کی کہ تھیں دو نیک بندون کی بی بیان تھین اون دو نون نے خیانت کی پس پیغمبر نزدیکی سے اونکو کچھ نفع نہ ملا اور حکم دیا گیا کہ جاؤ جہنم مین جانیوالون کے ساتھ اور ایمان لانیوالون کی مثال دی خدا نے زن فرعون سے جب یہ دعا کی کہ الٰہی گھر بنا میرے لئے اپنے پاس بہشت مین اور نجات دے مجکو فرعون سے اور اوسکے عمل سے اور نجات دے مجھے قوم ظالمین سے الایہ پس ان دونو انبیاء کرام اور اونکی دونو بیبیوں مین کہان اتحاد و نفاق تھا اور کہان اس مواصلت و مناکحت سے ایمان پایا گیا نہین حضرت لوط نے اون کفار سے جو بطلب ملائکہ آئے تھے کہا ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم ان کنتم فاعلین کہ یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین تمھارے لئے اگر ہو کرنیوالے یعنی ان سے نکاح کر لیں کیا حضرت لوط مین اور اون کفار مین اتحاد و اتفاق تھا یا وہ مومن تھے جو یہ فرمائش کیگئی حضرت آسیہ جو حسب روایات اہلسنت پھوپھی حضرت موسی کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے تھین زوجیت فرعون مین آئین پس کہان اتحاد و اتفاق و ایمان پایا گیا کذلک بہت سی مثالین ہین جنکا احصا نہین ہو سکتا پس جب ان مواصلت و مناکحت سے نہ اتحاد حاصل ہوا نہ اتفاق جیسا کہ دونون صورتون کا فیصلہ خود احکم الحاکمین نے کر دیا تو اس مسئلہ خاص مین کیونکر صرف نکاح ہو جانے سے اتحاد و اتفاق و ایمان کا ثبوت ہوگا خصوصاً درصورتیکہ روایات اہلسنت سے ثابت و متحقق ہے کہ یہ نکاح اگر ہوا ہے تو ایکطرف سے نہایت جبر و تشدد کے ساتھ اور دوسری طرف سے

انا اہل بیت... (حاشیہ: [illegible])

نہایت مجبوری کے ساتھہ کہ کسی عذر کیے گئے تمامی خاندان نے ناراضی
ظاہر کی ہین باانیہمہ کون عاقل کہہ سکتا ہی کہ ایسا نکاح دلیل کمال اتحاد
واتفاق ہے یہہ امر تو نہایت درجہ بدیہی ہے کہ جو لڑکی اوس خاندان
عالی سے ہو جسکے برابر کوئی خاندان شریف دنیا مین نہو اور اوسکی نسبت
حسب حکم رسول اپنے حقیقی چچا کی بیٹی سے مقرر ہو جو ہمسن اور ہمعمر اور ہمسر ہو
اور اوس خاندان مین یہ رسم بھی نہایت مضبوطی کے ساتھہ بحکم رسول مقبول
جاری ہو کہ اپنے ہی کنبہ مین بیٹی بیاہی جائے اور تمامی خاندان از جد تا
پدر و از عم تا برادر یہی چاہتا ہو کہ یہ رشتہ اسیطرح قایم ہو اور نہایت صغر السن
بھی ہو کہ کسیطرح قابل شادی نہو کیونکہ ابھی بالکل تین چار برس کی بیان
کیجاتی ہے باانیہمہ وہ لڑکی ایسی کارہ و متنفر ہو کہ آنکھہ ناک توڑنے پر
مستعد ہو لیس ایسی شریف لڑکی سے اگر وہ بادشاہ جابر عقد کرنا چاہے
جسنے اوس لڑکی کے تمامی خاندان پر انتہا کے ظلم اور ستم کئے ہون اور
اور ساٹھہ پیٹھہ برس کا اوسکا سن ہو جو اوس لڑکی کے نانا کا ہمسر ہو
اور نہایت ذلیل اور ذیل خاندان سے ہو اور ایسا بدخلق و بدخو ہو کہ اوسکی
جلیس و انیس لوگ اوس سے کارہ رہین وہ لڑکیان جو ہمسر کے بادشاہ
بیٹی ہو جنکے مان باپ بہن کی تعظیم و توقیر یہ بادشاہ سب سے زیادہ کرے
اور صلہ و انعام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اوس سے کارہ ہون
بلکہ وہ لڑکیان بھی اوس بادشاہ سے متنفر ہون جو اوس بادشاہ کی رعایا
سے ہون اور اوس بادشاہ کے احباب و وزرا و ارکین دولت حتی

حتی کہ رہا یا ہی معترض ہون پس با اینہمہ اگر بفرض محال خلاف عقل و نقل نکاح ہو جاوے تو کسی عاقل کے نزدیک ایسی مواصلت و مناکحت کسیطرح دلیل اتحاد و اتفاق ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہرگز نہین دان کل امرون کا ثبوت خود اہلسنت کی روایات مین موجود ہے جو اصل کتاب مین بشرح تمام مذکور ہے ہم بہرکیف امر اول غلط ہوا اور دعوے اتحاد و اتفاق کا بخوبی بطلان ہوا حالانکہ یہ امر یعنی بغض و عداوت خلیفہ دوم جناب امیر علیہ السلام کیساتھ اون دلائل قطعیہ و براہین یقینیہ سے ثابت ہے کہ اگر اسکی خلاف کا کوئی دعوے کرے تو خود مذہب اوسکا اور ساری کتابین جنکی صحت قرآن کے برابر یا زیادہ سمجھی گئی ہی باطل ہوتے ہین حتے کہ خود خلیفہ دوم نے جیسا اپنے منافق اور کافر ہونیکا اقرار کیا بلکہ اپنے نفاق پر قسم کھائی ویسا ہی جناب امیر کے اولے و احق ہونیکا بخلافت اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کیا جیسا کہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام مین محاضرات امام راغب اصفہانی و موفقیات زبیر بن بکار و نظم درر السمطین محمد بن یوسف زرندی سے منقول ہی ہان اگر اہلسنت کوئی ایسی روایت وضع کرتے کہ اولاد جناب امیر علیہ السلام اور اولاد خلیفہ دوم مین باہم با وصل و پیوند ہوا اور بخوشی جناب امیر علیہ السلام نے ایسی مواصلت جاری کی تو البتہ کسیطرح اتحاد و اتفاق کا دعوے کرنا ممکن ہوتا اس صورت خاص کو کہ چار پانچ برس کی لڑکی ساٹھ پینسٹھ برس کے بڈھے سے بایں اصرار و اجبار بیاہی جائے کوئی عاقل دلیل اتحاد و اتفاق

ص ۲۱۶

ص ۱۵۳ ورق قلمی جلد اول میزان الاعتدال علامہ ذہبی ذکر زید بن وہب

۱۔ استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۶۱۹ ۔ انفایت ص ۶۲۶

نہین کہ سکتا ازینجاست کہ شاہ ولی اللہ نے دعوی اتحاد و اتفاق سے
صاف صاف فاش غلطی دیدی کہ ازالة الخفا مین فرماتے ہین گویہ صحابہ جو قرآن
و ہمسران خلیفہ سے تھے ببرکت صحبت نبوی برخلاف عادت مستمرہ بنی آدم
ایذا و فک خلافت مین مرتکب کسی امر محرم کی نہوئی معہذا از انقباض خاطر
خالی نبودند در بسیاری از احادیث خواہی گذشت برانچہ دلالت میکند
بر انقباض خواطر و عدم اہتمام نصرت انتہی مختصراً پس باوصفیکہ اس انقباض خاطر کے
مقر ہین معہذا اس نکاح جبری سے اثبات اتفاق و اتحاد سراسر حیرت خیز
بلکہ سفاحت آمیز باقی رہا **امر دوم** یعنی ثبوت ایمان و فضیلت صرف
اس مناکحت سے پس یہ امر بھی امر اول مین ثابت ہوچکا کہ صرف مناکحت
یا فرزندیت سے ایمان کا اثبات نہین ہوسکتا اگر ایسا ہو تو پھر کسی کو کافر
نہین کہہ سکتے کیونکہ سب حضرت آدم صفی اللہ کی اولاد سے ہین انکے سوا
نہ معلوم کتنی پشتین انبیا اور اوصیا کی گذری ہین اور جب خاتم المرسلین اپنی پیاری
دختر نیک اختر جناب سیدة نساء العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہا سے فرماتین
کہ تم اسکا بھروسا نہ کرنا کہ میری بیٹی ہو عمل نیک کرو تب رستگاری ہوگی پھر
کس منہ سے کوئی ایسا غلط دعوی کر سکتا ہے (بوجہ کمال شہرت ان امور کے
ہمنے اس مختصر تقریر پر قناعت کی ورنہ ہزارون دلیلین کتب کلامیہ مین مرقوم ہین)
بہرکیف اصول شیعہ پر بھی دو اعتراض وارد کئے جاتے ہین جنکی رد نہایت
آسانی سے ہوتی ہے کوئی محنت مشقت ہی نہین کرنی پڑتی ہے یا عبث ہوا
کہ بعض علماے شیعہ نے بعد انکار یا بلا انکار اس نکاح کو مانکر جواب دیا اور

ص ۲۴۷ ازالة الخفا مقصد ۲

امر دوم ثبوت ایمان

[illegible]

اور بطور فرض محال تسلیم کرکے اون نتائج کو باطل کردیا کہ اب علماے
اہلسنت اونہین اقوال و روایات کو جو بطور فرض و تسلیم تھے نہ بر بنیاد تحقیق
و واقعیت ہمارے سامنے پیش کرکے وقوع عقد کا اثبات چاہتے ہین
حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ تمامی عقلا اس طریقہ کے پابند ہین کہ تقریر مخالف کو
قبول کرکے پھر نتیجہ غلط ٹھہراتے ہین اور کوی اوس امر تسلیمی کو امر تحقیقی نہین جانتا
خود خداوند عالم اپنے کلام مجید مین فرماتا ہے کہ اگر آسمان و زمین مین متعدد
خدا ہون تو دونون فاسد ہو جاوینگے پس تعدد الہ کو قبول کرکے نتیجہ برعکس
مخالف نکالا کیونکہ مخالفین متعدد خدا کے ضرورت نظام عالم کے لیے
بیان کرتے تھے اسیطرح علماے اعلام شیعہ نے بعد تسلیم جواب دیا کہ اگر
یہ نکاح ہوا تو اور بہی عداوت و نفاق خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و
ایمان پس اگر مشرکین آیہ قرآنی سے دو خدا کا وجود ثابت کرسکین تو اہلسنت
بہی ان اقوال سے وقوع نکاح ثابت کرسکتے ہین و دونہ خرط القتاد
دیکھیے شاہ عبد العزیز صاحب اس قول کے بارے مین کہ جب رسول خدا نے
قریب وفات لشکر اسامہ کے جانیکا حکم دیا اور خلفاے ثلثہ وغیرہ کو
نامزد کیا نہ جانے والون کی بہ نسبت لعن اللہ من تخلف عنہا فرمایا
تحفہ مین فرماتے ہین اینجملہ ہرگز در کتب اہلسنت و الجماعت نیست جناب
علامہ مفتی محمد قلیخان مرحوم نے جواب اسکے تشیید المطاعن مین فرمایا کہ یہ جملہ
ملل و نحل علامہ شہرستانی اور شرح مواقف مین بنقل آمدی موجود ہے اور ابوبکر
جوہری نے اسکی روایت کی اور ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نے بہی

وجہ جواب تسلیمی

جواب تسلیمی کا فرض جواب ہونا اور تحقیقی نہ ہونا

ص ۶۹ تشیید المطاعن

رسالہ عقائد مین تصریح کی ہے بورود لعن بر متخلف از جیش اسامہ مولوی

حیدر علی نے ازالۃ الغین صفحہ مین اولاً نقل کلام علامہ مین یہ تحریف کی کہ

اصل کلام (و ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نیز در رسالہ عقاید تصریح

بورود لعن بر متخلف از جیش اسامہ نمودہ) کو یون لکھا و در رسالہ عقاید

ملا یعقوب بمبانی بر سبیل تسلیم الخ بعد اسکے کہتے ہین صفحہ دوم آنکہ چون باعتراف

کنتوری کلام ملا یعقوب بر سبیل تسلیم است پس صحت واقعی جملہ معلوم کہ کلام

در آنست کجا لازم آید یا در کلام صاحب تحفہ جواب تسلیمی مذکور نیست جس سے

معلوم ہوا کہ جواب تسلیمی سے صحت کسی واقعہ کی یا اوس جواب کا تحقیقی ہونا

نہین لازم آتا پس علمای اہل حق شیعہ کو جواب تسلیمی سے کیونکر وقوع عقد حقیقۃ

ثابت ہو سکتا ہے اور از انجا کہ مولوی صاحب نے اس معرکہ مین یہان

اس امر کو ثابت کرنا چاہا کہ صاحب ملل و نحل نے تصریح کی کہ یہ جملہ لعن

موضوع ہے حالانکہ نسخہ قلمی و چھاپہ مین انکا وجود نہین ہے خواجہ

نصر اللہ کابلی و نصیر الدین و فرزند خواجہ کابلی و شاہ عبد العزیز کو ذکر کیا جو

متاخرین سے ہین لہذا ہم بھی یہان اونہین متاخرین کا نام لیتے ہین جنہون نے

بعد انکار بطور فرض و تسلیم جواب دیا پس منجملہ اونکے ہین علامہ دہلوی صاحب

تنزیہ کہ فرماتے ہین وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت و محفوظ بودن آن

انچہ الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے صحت روایت کا انکار کیا بعد اوسکے

بطور تسلیم جواب دیا صاحب تشیید المبانی صفحہ فرماتے ہین و انتساب تزوج حضرت

ام کلثوم بہ ابن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ بہر کیف و بر تقدیر تسلیم راید بر تزویج حضرت

ص ۳۲۷
ازالۃ الغین

ص ۳۲۸
ازالۃ الغین مطبوعہ
ثمر ہندی

اصل مطلب
سو لفاس
جملہ سے ہے

ص ۸۳
تشیید المبانی

رسالت پناہ با کفار نیست الخ یہ اقوال علماے متاخرین ہین جنہون نے بعد انکار واقعی بر سبیل فرض و تسلیم جواب دیا اور سابقا انکار علماے امامیہ اصل واقعہ سے خود باقرار ابن حجر و نورالدین و حیدر علی ثابت کرچکا ہون اور تقریر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ جو متقدمین اہلحق سے ہین بعد اسکے مذکور ہوگی پس معلوم ہوا کہ اولا علماے امامیہ بنا بر تحقیق منکر اصلیت واقعہ ہین ثانیا بعد تسلیم اہلسنت کے اعتراضونکا جواب دیتے ہین خواہ اوسکے ساتھ تصریح بالانکار والتسلیم کرین یا نہ کرین پس اس جواب تسلیمی سے صحت واقعے اوسکی مین لازم آتی جیسا کہ مولویصاحب نے بھی بتصریح کی منتہی الکلام مین روایت احراق خانہ جناب سیدہ ع کے بارہمین لکھتے ہین انہمہ کہ شنیدی مبنی برآن بود کہ روایت احراق سالم عن المعارض باشد وھو فی حیز المنع واز مجرد توجیہ و ذکر آن صحت و اعتبار آن لازم نمی آید پس جب یہ روایات احراق باوجودیکہ قطعی و یقینی ہین کہ حالت اونکی تشیدالمطاعن مین قابل ملاحظہ ہے مولویصاحب کے نزدیک باوصف ذکر توجیہ مستلزم صحت و اعتبار نہون تو علماے شیعہ کے فرض و تسلیم کرنے سے اور اوسکی توجیہات بیان کرنیسے صحت و اعتبار واقعی قضیہ عقد کیونکر سمجھا سکتا ہے سبحان اللہ فاضل رشید بجواب اس عبارت کے کہ صاحب بارقہ ضیغمیہ نے علامہ قوشجی و علامہ تفتازانی کے کلام سے نقل کیا کہ عمر نے بالاے منبر جا کر کہا ایہا الناس تین امر عہد رسول مین تھے جس سے ہم منع کرتے ہین اور ہم اونکو حرام کرتے ہین اور جو مرتکب اونکا ہوگا عقاب کرینگے ایک متعۃ النساء دوسرے متعۃ الحج

تصنیفات علماے متاخرین شیعہ

ص ۸۱ منتہی الکلام

صفحہ ۳۵ شوکت عمریہ قلمی

تیسرے حی علی خیر العمل شوکت عمریہ مین فرماتے ہین آرے در شرح تجرید علامہ قوشجی موجودست باین طریق کہ محقق طوسی جائیکہ در مطاعن حضرت عمر گفتہ ومنہا انہ منع المتعتین علامہ مذکور در شرح آن فرمود فانہ صعد المنابر وقال الخ و ازین کلام علامہ قوشجی لازم نمی آید کہ این روایت بجمیع الفاظہا در کتب اہلسنت بطریقی مرویست کہ احتجاج بآن بر اہلسنت بوقوع نسخ متعہ از طرف حضرت عمر نہ از جانب خدا و رسول صحیح باشد کما لایخفے جس سے معلوم ہوا کہ باوصفیکہ علامہ قوشجی نے بطور حتم وجزم بیان کیا کہ عمر نے بالائے منبر جاکر متعہ کو حرام کیا اور اوس سے لوگونکو منع کیا مگر فاضل رشید اوسکو قابل احتجاج نہین جانتے اور اوسکے بجمیع الفاظہا کے منقول ہونے کو کتب اہلسنت مین منع کرتے ہین پس علمائے اہلحق کا قول جو بطور فرض تسلیم فعل خلیفہ ہے کہ اگر نکاح ہوا تو اوس سے خلیفہ کو کیا نفع ہوا یا اگر نکاح کیا تو بمجبوری کیا وغیرہ وغیرہ جو اقوال علما مین مذکور ہے کیونکر معرض استدلال واحتجاج مین لایا جا سکتا ہے اس سے بھی زیادہ اعجب یہ ہے کہ صاحب بارقہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی ومسند احمد بن حنبل وعلامہ زمخشری وقاضی بیضاوی وصاحب مدارک وامام زاہدی وعلامہ سیوطی ثعلبی وحاکم وغیرہ سے ناقل ہین کہ آیہ فما استمتعتم بہ منہن دربارہ متعہ نازل ہوا فاضل رشید بجواب اسکے فرماتے ہین کہ این اقوال مرجوح وشاذ وقول اقل بمقابلہ اکثر اند واگر چنین باشند باعتراف علمائے فریقین صلاحیت استدلال مخالف ولیاقت ایجاد اعتراض

صفحہ ۱۲ ورق قلمی شوکت عمریہ

باتن بر صاحب مذہب نثار ند جس سے معلوم ہوا کہ فاضل رشید نے
ان اقوال کو جو مستند بروایات صحابہ و تابعین ہین اور اضعاف مضاعف
انکی موید ات سے موجود چنانچہ ضربت حیدریہ مین مختصرا منقول ہوے بالمقابلہ
بمقابلہ اپنے مذہب حرمت متعہ کی اسکو قول شاذ و مرجوح قرار دیکر
صلاحیت استدلال و احتجاج سے ساقط کرتے ہین پس اقوال علماے شیعہ
جو محض بطور فرض و تسلیم قول مخالف ہے زیادہ تر صلاحیت استدلال
سے خارج ہونگے اور اوس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ جہان صاحب
تشئید المبانی نے معارج النبوۃ میر ملا معین سے یہ روایت نقل کی کہ
جناب سیدہ کو جناب امیر سے چند اولاد خدا نے کرامت فرمائی حسن
حسین زینب و ام کلثوم رقیہ محسن جنکا اسقاط ہوا اور ایسی مرض سے
اوس معصومہ نے چھہ مہینے بعد وفات رسول انتقال کیا اور قبر اونکی فی الحقیقت
معلوم نہین مولوی حیدر علی بجواب اسکی ازالۃ الغین مین لکھتے ہین
کہ کتاب ملا معین ہرگاہ خلاف تصریحات جہابذہ محدثین افتد و مضاد
تحقیقات ثقات و معتمدین گردد چگونہ مورد اعتبار تواند بود پس اسیطرح
بالفرض اگر کسی نے علماے امامیہ سے وقوع نکاح کو تسلیم کیا تو باوصف
مخالفت اکابر اعاظم کے وہ قول کیونکر لائق اعتبار ہو سکتا ہے **تنبیہ**
واضح ہو کہ واضعین روایات عقد نے بڑی کیادی و شیطنت و تزویر سے
کام لیا ہے جو بطور میراث مادری مصداق ان کیدکن عظیم و قائلین
ان لی شیطانا و زعمت مقالۃ عجیبہ سر انکو حاصل ہے کیونکہ ان لوگون نے فریقین کو

فریب دینا چاہا اسلئے کہ جب اہلسنت ان روایات کو دیکھینگے جس سے بد انسبت و نقلی فضیلت
خلیفہ دوم ثابت ہوتی ہے تو بسر و چشم قبول کر لینگے او رکیسطرح کا عذر
نہ کرینگے کیونکہ ہمہ تن ہمت آن لوگون سے اسیمین مصروف ہے کہ کسیطرح
فضیلت خلفاے ثلثہ زیادہ تر فضیلت خلیفہ دوم اور محبت و ولا انکا
اہلبیت طاہرین کے ساتھ ثابت کرین یہانتک کہ اسیکے واسطے کتاب
الموافقہ تصنیف ہوئی اور کیا کیا افترا نہ کیئے گئے پس ایسے امر کو بلا غور
و تامل قبول کر لینگے اور ذرا بھی چون و چرا نہ کرینگے چنانچہ یہ فریب انپر
بخوبی کارگر ہوگیا کہ کسیطرح ان روایات کے فسادات بلکہ لزوم محالات
و مخالفت واقعات غلطی رواۃ و ضعف روایات مین متنبہ بھی نہین ہوتے
حالانکہ اس سے ادنے ادنے خرابی و فساد کی بدولت اپنی روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ کو باطل کردیتے ہین مگر اس بارہ مین کسیطرح عقل رزین
سے کام ہی نہین لیتے ناحق کی ہوا خواہی خلیفہ پر جان دیتے ہین
حالانکہ خود خداوند عالم نے ایسی قرابتون کو بشرط وقوع غیر موثر قرار دیا
رسول مقبول نے متعدد احادیث مین پکار پکار کر سنادیا کہ محض قرابت سے
کچھہ نتیجہ نہین جبتک ایمان و صلاح و سداد نہو خود خلیفہ دوم نے اسی
عالم بشارت من قال لا الہ الا اللہ وجبت لہ الجنۃ کے بدولت ابوہریرہ کو مار کر گرادیا
جو بیچارہ حسب الحکم نبوی یہ حکم سنایا چاہتا تھا اور آنحضرت کی نعلین مبارک اپنی تصدیق کے لیے
رکھتا تھا پس کیا خلیفہ دوم کو اتنی عقل نہ تھی کہ اگر ارشاد آنحضرت کہ ہر سبب و نسب داماد
بروز قیامت منقطع ہوگی الا میری دامادی و سبب نسب بطور عام ہے تو اس سے نجات

دونوں جنت کفار و مشرکین لازم آتی ہے کیونکہ نسب آنحضرت مین ہزارون
کفار شریک تھے سبب مین بھی مثل شیخین کے اور بہت سے سسری تھے
جو یقینی کافر ہے اسیطرح دامادی رسول صلعم خود اہلسنت کی روایات کے
مطابق عتبہ و عتیبہ و ابو العاص کافرونکو حاصل تھی پس اگر وہ بشارت
نبوی عام ہے تو انکا جنتی و ناجی ہونا لازم آتا ہے اور اگر خاص ہے
کسی شرط کے ساتھہ تو وہ امور حاصل کرنا چاہیئے بہر کیف اہلسنت کو
تو اس پردہ مین ثبوت موافقت وحصول ایمان کے فریب دیا جو ایسی
روایات وضعیہ کو انہوں نے بسر و چشم قبول کرلیا اور فسادات و تنازعات
پیدا ہوسکے مطلقاً غور نہ کیا باقی رہے شیعہ پس انکے لیے سب سے زیادہ اسباب
مکر و تزویر کو ان روایات مین مہیا کیا کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اولاً شیعہ
عداوت و بغض و حسد و ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو بخوبی ثابت کرتے ہین
اور جو روایتین اہلسنت کی اسناد مین ملتی ہین اونکے سامنے پیش کرتے ہین
لہذا ان واضعین کاذبین نے روایات عقد مین بھی وہنین مضامین
ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو درج کیا تاکہ شیعہ فریب مین آکر اسکو قبول کرلین
اور رو برو اہلسنت پیش کرین کہ دیکھو خود انہین روایات عقد سے ظلم و
تشدد خلیفہ دوم بخوبی ثابت ہو تا ہے ثانیاً چونکہ شیعہ مطلق قرابت و رشتہ داری کو
مفید نہین سمجھتے ہین جبتک شرائط ایمان و اعمال صالحہ نہون لہذا اوسی قرابت
و رشتہ داری کے مفید ہونیکو اس روایت مین بھی درج کیا کہ خلیفہ نے اسی بنیاد پر
عقد کا قصد کیا تاکہ شیعہ اوسکے تردید مین مشغول ہون اصل روایت کیطرف

التفات نکرین وہ مسلم ہوجائے اور عوام الناس کے اغوا اور تضلیل کا آلہ ہاتھ لگے کہ دیکھو صاحبو وقوع عقد کو مانتے ہین اوسپر بھی خلیفہ کو مومن نہین جانتے اور اونکے کفر و نفاق کے قایل ہین بھلا اگر خلیفہ دوم مومن عارف کامل الایمان نہوتے تو جناب امیرؑ ام کلثوم کا نکاح اونکے ساتھہ کسی حالت مین نہوتے دیتے جیسا کہ تقریر صاحب آیات بینات سے ظاہر ہے بہرکیف اس شطرنجی چال سے مکر و تزویر کا جال بچھایا اور اس قصہ کو وضع کیا کہ خواہی نخواہی لوگ اونکے فریب مین آجائین ادہر ظلم و تشدد خلیفہ دوم انہین روایتون سے ثابت کرنے لگین اودہر قرابت کے غیر مفید ہونیمین ادہین اصل روایت مین چون و چرا نہو مسلم ہوجائے ازینجاست کہ زیادہ چھیڑ چھاڑ اسکی نہ کی موقع پر چھیڑ کر خاموش ہوگئے کہ جب پورے طور سے علماے شیعہ اسکو تسلیم کرلین تب اسکی جڑ نکالیجائے کیونکہ بخوبی جانتے تھے شیعہ جسقدر بسطا عن خلفا مین گفتگو کرتے ہین اہلسنت ہی کی مستند کتابون سے اوسی بنا پر اسمادہ ہین بھی اہلسنت کے کتابون سے بحث کرینگے اور عداوت خلیفہ دوم اور قرابت کے غیر موثر ہونیکو انہین کتب سے ثابت کرینگے پس روایت مسلم ہوجائیگی چنانچہ یہ ودایع مستودعہ و وصایای محفوظہ زبیر بن بکار ناصبی وضاع سے شروع ہوئی اور مولوی حیدر علی پر ختم ہوئی دیگر حضرات اب انہین موضوعات پر زاد نغمۃً علی الطنبور کے مطابق بمفحواے ہر کہ آمد عمارت نو ساخت مضامین جدیدہ اسپر اضافہ کرنے لگے مگر الحمد للہ کہ بمفحواے لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا یہ تدبیر پر تزویر اونکے اہلحق پر کچھہ موثر نہوئی

انہون نے اوسے عاقلانہ طریقہ انکار و تسلیم سے کام لیا گا ہے انکار کلی کیا
اور موضوعیت روایات ثابت کی جسکی تصدیق خود علمائے اہلسنت
کی زبانی سے ثابت کی اور ما بعد اسکے بھی بعض اقوال مذکور ہونگے
گا ہے بطور تسلیم و فرض محال اون مقاصد کو باطل کیا ہے جنکی لیئے
یہ موضوعات بنائے گئے تھے انشاءاللہ تحقیق کامل اسکی حصہ مین اس قاصر کی پڑے
و کم ترک الاوائل للاواخر جتے کہ بعض اکابر نے اس قاصر کے حق مین شعر
انی وان کنت الاخیر زمانہ لات بمالم تستطعہ الاوائل سلیم کہ مشتی از خروار اند کے
از بسیار ہی بجا لہ میری تصدیق کرتا ہی چونکہ نواب محمد علیخان بہادر نے آیات
بینات مین تمامتر ایسے ہی اقوال و روایات شیعہ کو جو بطور فرض و تسلیم
ہین بثبوت واقع ہین پیش کیا ہے اور عوام الناس کے کانون مین
پہونک دیا کہ علمائے شیعہ کو تو اس نکاح سے اقرار ہے لہذا کچہ فہمائش انکی
اونہین کے مذاق مین ضرور ہے افسوس کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد ششم
جہان ہی بحث کی آیات بینات کی تردید کی ہے بکمال شرح و بسط
ان مطالب کو لکھا ہے اور بخوبی انکے ہر ہر ثبوت کی تردید کی ہے
دیکھیئے پروردگار عالم کب و سکے چھپنے کا سامان کرتا ہے اللھم عجل
بحق محمد و آلہ الامجاد بس دوسرا مطلب میرا زیادہ تر انہین کیطرف تھا اگر اور مرید لوگ
انکی سماعت اسکی کرین تو خیر ورنہ اونکے لیئے قول مولوی حیدر علی
کافی ہے جو سابق مذکور ہوا باقی رہے نوابصاحب پس اونکی لیے
کلام جناب سید احمد خان بہادر بالقابہ کافی ہے جو اپنی تفسیر مین بیان کیا ہے

صفحہ ۱۴۵ تفسیر سید احمد مطبوعہ علیگڈھ

ان سب سی زیادہ ایک اور امر ہے جسپر شارح مواقف اور صاحب
مواقف بلکہ اور کسی نے بھی غور نہین کیا اور وہ کلام غیر مقصود ہے
مثلا ایک شخص یہ بات کہے کہ جب آفتاب مغرب سے نکلے یا اونٹ سوئی کے
ناکے مین سے نکلجاوے تب یہ امر واقع نہوگا اور مخاطب اوسکو یہ جواب دے
کہ آفتاب کے مغرب سی نکلنے اور اونٹ کے سوئی کے ناکے مین سے
نکلجانے پر بھی یہ امر واقع نہوگا اس کلام مین آفتاب کا مغرب سے
نکلنا اور اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے نکل جانا کلام مقصود نہین ہے
بلکہ عدم وقوع اس امر کا جسکے وقوع کا قایل مدعی تھا مقصود ہے اور
اس کلام سے تسلیم اوس بات کی کہ درحقیقت کبھی آفتاب مغرب سے
نکلیگا یا اونٹ سوئی کے ناکے مین سے نکلجاویگا لازم نہین آتی پس
دلیل نقلی مین اس بات کا علم کہ وہ کلام غیر مقصود نہین ہے اشد ضروریات
مین سے ہے اور بغیر اسکی کوئی نقلی دلیل مفید یقین نہین ہوسکتی قرآن مجید
مین اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سی ہے مشرکین و اہل کتاب کے
عندیہ مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی تھین جنکا دراصل کچھہ وجود نہ تھا یا وجود
تھا مگر اسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھے ہوے تھے دراصل وہ نہ تھی وہ بات ظاہر مین دکھائی
دیتی تھی وربطور غلط العام یا باعتبار مشاہدہ اوسکو وہی سمجھے تھے حالانکہ حقیقت اور اصلیت
برخلاف اوسکی تھی اور قرآن مجید کو اوس سے بحث مقصود نہ تھی اسلئے اوسکو اوسیطرح بیان کیا۔
جسطرح مشرکین و اہل کتاب خیال کرتے تھے اور کبھی اسی بطور حجت الزامی کلام مقصود کی بنا
قایم کی اور کبھی بلحاظ مشاہدہ ظاہری اوسکو بیان کیا اور کلام مقصود سمجھا گیا ایسی کلام مقصود کے سبب وہ سوا جسقدر کلام ہے

کلام غیر مقصود ہے اور اوس سے کوئی ثبوت کسی کے واقعیت کا حاصل نہین ہوتا اور نہ وہ کسی امر کے لئے مفید یقین ہوتا ہے اور اس سے دلیل نقلی کے مفید بالیقین ہونیکو قطع نظران تمام باتون سے جو شارح مواقف اور صاحب مواقف نے بیان کی ہون ہم بات کا علم کہ وہ کلام غیر مقصود نہین ہے واجب و ضرور ہے یہ امر جو ہمنے بیان کیا اسکو کچھ کلام اللہ ہی سے خصوصیت نہین ہے بلکہ علم کلام کا اور نعوذ ہمارے روزمرہ گفتگو کا بلکہ تمام دنیا اور تمام قومون کی باہمی گفتگو و کلام کا یہی طریقہ ہے کہ جو امر بحث سے اور مقصود سے خارج ہے اوسکے صحیح یا غیر صحیح ہونے سے قطع نظر کر کے کہین بطور حکایت اور کبھی بطور تسلیم فرضی اور کبھی بغیر کسی خیال کے اسکا ذکر اور بیان آجاتا ہے اور اوس سے بجز اسکے کہ اسکے بعد کا کلام مقصود بیان کیا جاویگا اور کچھ مقصد نہین ہوتا یہی سبب ہی کہ بعض اشخاص غلطی سے سمجھتے ہین کہ قرآن مین بعض ایسی باتین بیان ہوئی ہین جو حقائق موجودہ کے برخلاف ہین اور بعض اس سے زیادہ غلطی یہ کرتے ہین کہ اسکو کلام مقصود سمجھکر اوس بات پر اصرار کرتے ہین کہ وہی دراصل حقایق موجودہ ہین اور دراصل دونو غلطی پر ہین انتہے بقدر الحاجۃ اقول انہین اشخاص سے جنکو ایسی غلطیون پر اصرار ہے صاحب آیات بینات اور اونکے پیشوا اور تابعین ہین کہ کلام مقصود و غیر مقصود مین تمیز نہین کرتے اور اپنے غلط خیال پر اڑے رہتے ہین کیونکہ کلام مقصود اہلسنت اثبات ایمان و حقیت و فضیلت خلیفہ دوم ہے جسکے منجملہ دلایل

دلایل سے اس نکاح موہوم کو بھی دلیل قرار دیتے ہین شیعونکا کلام
مقصود اثبات نفاق و عدم حقیت خلیفہ دوم وغیرہ سے نہ وقوع نکاح
پس جہان کل دلایل اہلسنت کو بذریعہ انکار وتسلیم باطل کرتے ہین وہان
اس دلیل کو بھی اوسی طریقہ سے باطل کرتے ہین اور بعد فرض وتسلیم ثابت
کردیتے ہین کہ اگر یہ نکاح ہوا بھی تو خلیفہ دوم کا نہ ایمان ثابت ہوا نہ کوئی
فضیلت نکلی جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل اتحاد وموافقت باخود ہا
قایم کیا شیعون نے خود اس نکاح کو دلیل عداوت وبغض وجور وتشدد
خلیفہ ثابت کردیا پس کلام مقصود ثبوت عدم اتحاد وموافقت ہوا نہ واقعیت
نکاح اور جب اہلسنت نے اس نکاح کو دلیل ایمان وفضیلت خلیفہ قرار دیا
شیعون نے اس نکاح کے دلیل ایمان ہونیکو باطل کرکے فرعون عتبہ عتیبہ
ابوالعاص زوجہ حضرت نوح وحضرت لوط وعایشہ وحفصہ کو نظیر مین
پیش کیا اب ایسے کلام غیر مقصود کو جو بطور فرض وتسلیم یا بجہت الزامی یا
بربنای غلط العام یا غلط واقعات مشہورہ پر ہے دلیل تحقیقی اور کلام مقصود
سمجھنا اور ردلایل تحقیقی مفید علم ویقین مین پیش کرنا موجب تشنیع ہے نہ لایق
توجہ دانشمند اب مین صاحب آیات بینات سے بکمال ادب ملتجی
ہون کہ اپنے کل ثبوتون پر غور فرماوین کہ وہ کل روایات واقوال وحکایات
ایسی ہے فرضی وتسلیمی والزامی ہین یا نہین بعد اوسکے اگر کچھ حوصلہ ہو
تو بسم اللہ ہمین چوگان ہمین میدان اور اگر حضرات اہلسنت اس سید بزرگ کا
قول نمانین تو اپنے مولوی حیدر علی صاحب کی تحریر دیکھین کہ اسی عبارت

ص ۹۰۹ ازالۃ الغین

ذوالفقار کے مطلب کو ان الفاظ سے بیان کرتے ہین وبساحت کے علما بعضے از چیزیہا را اعرا تقصود بالذات می آرند برسے مزید فواید جسسے معلوم ہوا کہ کلام غیر مقصود سے استدلال درست نہین ہے بہر کیف چونکہ نہایت متانت و استحکام سے اصل کتاب ذوالفقار حیدری مین انکی تقریرونکا جواب لکھ چکا ہون لہذا یہان اسے کلام مختصر پر ایک امر اور متعلق اس جواب تسلیمی کے باقی ہے اوسکو لکھکر اصل تحقیق پر رجوع کرتا ہون انشاء اللہ تعالے ہان اس تقریر پر کہ مومنات کا عقد کفار کے ساتھ اور کافرہ کا عقد مومن کے ساتھ پہلے ہی ہوا ہے خدا کے رسولون نے بھی کیا ہے اہلسنت یہ عذر کرتے ہین کہ انبیاے سابقین نے یا انحضرت نے جو اپنی بیٹیان کفار سے بیاہین تو اوسوقت نکاح بامشرکین جایز تھا آیہ لا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا یعنی مشرکین سے مت بیاہو جب تک ایمان نہ لاوین اوسوقت تک نازل نہین ہوا تھا پس فعل انحضرت قبل از تحریم ہے اور فعل جناب امیر بعد از تحریم لیکن گو یہ تقریر خارج از بحث ہے کیونکہ منشار بحث یہان اسیقدر ہے کہ مطلق وقوع نکاح سے اتحاد و اتفاق و ایمان ثابت ہوتا ہے یا نہین جسکو خود آیات قرآنی سے مینے ثابت کردیا کہ نہین ہوتا مگر بہر کیف پہلے جواب اسکا یہی ہے کہ خلیفہ دوم کا مشرک ہونا تصریحات صریحہ علماے شیعہ سے ثابت کرلو تب یہ تقریر پیش کرو کیونکہ قرآن مین ممانعت نکاح از مشرکین مذکور ہے نہ ممانعت نکاح از منافقین جو حسب شرع حکم مسلم مین داخل ہین دوسرے عموماً جواز نکاح مومنات بامشرکین

بحث نکاح بعد از نزول آیہ تحریم
متعلق جواب تسلیمی

گو شرایع سابقہ مین ہو بنا بر اصول خود اہلسنت غیر ثابت ہے اسلئے کہ حضرت
لوط کے اوس کلام مین جو کفار سے کہا یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین تمہارے
لیے اہلسنت بھی تاویل کرتے ہین کہ مقصود حضرت لوط کا یہ تھا
کہ بشرط قبول اسلام عقد کرلو جس سے معلوم ہوا کہ عموماً
کفار کے ساتھ نکاح نہین جایز تھا تسلیم کیے
لیتے ہین مانلیا عموماً نکاح اوسوقت کفار کے ساتھ جایز تھا اور بنا بر اوسی
جواز کے نکاح حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم عتبہ و عتیبہ و ابو العاص
کے ساتھ ہوا مگر بعد تحریم بھی تو باوصف تفریق اسلام حضرت رسول دونون
کو جدا نہ کرسکے جیسا کہ تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفۃ
الصحابہ مین ابن حجر عسقلانی نے ام المومنین بی بی عایشہ سے ناقل ہین
کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب اور ابو العاص کے
مگر رسولخدا اوسپر قادر نہوے کہ دونون مین جدائی کردین کیونکہ حضرت
مکہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام نہ کرسکتے تھے پس جب بسبب قبول الا انہیں قوت و شوکت
کہ خود لشکر اسلام نے اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور حضرت نے رہائی
فرمایا مگر اس تفریق پر قادر نہوے (جیسا کہ خوف قوم بی بی عایشہ
جو حضرت کے وقت وفات تک قریب العہد بکفر و جاہلیت تھے
کسطرح انحضرت تعمیر خانہ کعبہ پر قادر نہوے) خواہ وہ تفریق و تعمیر
رسول پر واجب ہو یا مستحب تو جناب امیر نے اگر ایسی مجبوری بلکہ
اس سے بدرجہا زاید مجبوری کے عالم مین بفرض محال بھی نکاح کردیا

جواز دس حکم لا تنکحوا المشرکین مین بھی داخل ہنین ہے اور جواز مین وسکے
خصوصًا درحالیکہ جناب امیر علیہ السلام کیطرف اسکی نسبت ہو اور
کسیکو کوئی عذر بھی ہنین ہے تو کیونکر محل طعن و تشنیع ہوسکتا ہے
خصوصًا جبکہ باتفاق فریقین ثابت ہے کہ بہت سے امور محرمات
عالم اضطرار و مجبوری مین حلال و مباح ہوجاتے ہین جیساکہ
فعل رسول مین ابھی مشاہدہ ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کی مجبوری
و ناچاری کا حالت حصول خلافت و فرمانروائی مین بھی خود شاہ صاحب
کو اقرار ہے چہ جاے ایام حکمرانی افظ اغلظ حضرت خلیفہ دوم
جنکے تشددات خصوصًا بہ نسبت خانوادہ رسالت طشت از بام
ہین اور حضرت لوط کے بارمین تو خود قرانسی ظاہر ہے کہ باوجودیکہ
حضرت لوط نے قوت و طاقت جبرئیل امین کو ملاحظہ کیا تھا ویسے
بھی تسلط و غلبہ کفار سے اس قلق و اضطراب مین تھے او اوی
الی رکن شدید کہا اور اوسی عالم قلق مین کفار سے فرمایا کہ یہہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو کرنیوالے جسکی بہ نسبت امام فخر رازی لکھتے ہین
اپنی بیٹیون کو فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت سے
نہایت بعید ہے چہ جائیکہ اکابر انبیا سے یہہ امر سرزد ہونا چنانچہ
امام صاحب نے اسی وجہ سے اون دختران حضرت لوط کو فرزندیت
حضرت لوط سے نکالکر امت کی بیٹیان قرار دین اور یہہ بھی نہ خیال
کیا کہ اپنے برخود نہپسندی بہ دیگرے مپسند کے خلاف انبیاے کرام

کیونکر کرسکتی ہین جنکے بعثت بالخصوص تعلیم مکارم اخلاق کے لئے
ہوئی اور اونکی بدولت ایذاے امت تمام سہنا شب و روز جفاے
کفار مین مبتلا رہنا اونکی شان سے ہے مگر علامہ ابی سعود نے اس عرض
دختران کو فجار و کفار پر کرم حضرت لوط مین شمار کیا ہے کہ مہمان کے
بچاو کے لئے ازراہ غایت کرم یہہ فرمایا حالانکہ وہ سب بسبب کفر
و فسق و خباثت و عدم کفاءت کے باوصف استدعا نہ لائق عقد تہے
نہ حضرت لوط اونسے نکاح کرنا قبول فرماتے تہے بہرکیف یہہ جواب
اجمالی بطور فرض و تسلیم وقوع عقد ہے کہ شیعیان اہلبیت اس
حالت مین بہی چہرہ دست ہین اور اہلسنت کے الزامون سے پاک و
صاف ورنہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عند التحقیق یہہ قصے تمامتر غلط و بے
بنیاد محض افترا و بہتان ہین اب یہہ دیکہنا چاہیے کہ درصورت تسلیم
وقوع عقد بنابر اصول اہلسنت کیا کیا خرابیان لازم آتی ہین اور اونکا
دفعیہ ہوسکتا ہے یا نہین خرابیان تو بہت ہین دفعیہ کی کوئی صورت
نہین کیونکہ اونپر دو طرح کی خرابیان لازم آتی ہین ایک وہ جو خاص
خلیفہ دوم اور صحابہ مقبولین اہلسنت پر وارد ہوتی ہین دوسری وہ جو بنابر اصول
اہلسنت جناب امیر اور سایر بنی ہاشم پر عاید ہوتی ہین چنانچہ ہر ایک کو علحدہ علحدہ
بیان کرتا ہون قسم اول یعنی وہ خرابیان جو بنابر اصول اہلسنت خلیفہ دوم و صحابہ
پر عاید ہوتی ہین سب کی پہلی یہ کہ اگر اس عقد کو مانین تو ضرور ہی اہلسنت اسکے
قابل ہونگے کہ خلیفہ دوم نے دیدہ و دانستہ بالقصد ایذا و حق تلفی رسول کا ارتکاب کیا کیونکہ

فصل در ذکر خرابیہا و اتہامات صحابہ
بر تسلیم عقد بنا بر اہلسنت

محصل عبارت کتاب کامل علامہ ابن اثیر جزری) جب عمر نے
دختر ابو بکر سے عقد کرنا چاہا عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم بنت ابو بکر نے
انکار کیا کہا مجھکو ایسے شخص کی حاجت نہین جو خشن العیش ہے عورتونپر
شدت کرتا ہی مگر بی بی عایشہ بہت گھبرائین یہانتک متردد ہوئین کہ عمرو عاص حیلہ ور سے
ملتجی ہوئین کہ کوی ایسی تدبیر نکالو جس سے یہ بلا ٹلے تو عمرو عاص نے کہا مین تمہاری کفایت کرونگا
بعد اسکے جاکر عمر سے کہا ہمنے تمہارے ایک ایسی خبر سنی کہ مین تمکو اوس سے خدا کی پناہ مین دیتا ہون
عمر نے متحیر ہو کر پوچھا وہ کیا ہے عمرو عاص نے کہا کہ مینے سنا ہے تم ابو بکر
کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو عمر نے برافروختہ ہو کر کہا پھر اسمین
مضائقہ کیا ہے مجھ مین عیب ہے یا اوسمین عمرو عاص نے کہا کہ عیب نہین ہے مگر
بات یہ ہے کہ ام کلثوم دختر ابو بکر بحال رفق ولینت عایشہ کی صحبت مین پلی ہے
اور شدت وخشونت تمہاری اسدرجہ ہے کہ ہم لوگ خوف کہاتے ہین اور تمہارا کسی خلق سے
تو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوئی قصور تمہاری
خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھ تنبیہ وتادیب کی تو اوس سے حق تلفی اوسکی
تا حق برابو بکر لازم آویگی عمر فوراً متنبہ ہو کر باز آیا بلکہ یہانتک پریشان ہوئے
کہ عمرو عاص سے کہا پھر عایشہ سے کیا کیا جاے کہ مین اون سے
کہہ چکا ہون عمرو عاص نے کہا کہ مین بندوبست کر لونگا انتہی پس اگر ام کلثوم بنت
جناب سیدہ علیہما السلام سے خلیفہ نے عقد کیا تو حق تلفی وحقارت رسول بھی اوسپر لازم
ہوئی بلکہ صورت اولی سے کہین زیادہ حق تلفی وایذاے رسول مین مبتلا
ٹھہرے کیونکہ ایک تو تفاوت سن کے سبب سے صحبت ناجنس کا سابقہ ہے

جسکو صحبت ناجنس عذاب الیم کہتے ہین دوسرے یہ عمر وہی ہین
کہ جنہونے والدہ ماجدہ جناب ام کلثوم سیدہ نساء العالمین پر کیا کیا ظلم
وستم کئے جنکو حضرت ام کلثوم نے اپنے نانا رسولخدا صلعم کی وقت وفات
سے اوسوقت تک بچشم خود دیکھا مثل قسم عمر بخانہ سوزی اور آگ لکڑی
لیجانے گھر جلانے کے لئے لااقل یہ تو یقینی ہے کہ حضرت ام کلثوم یقینا
جانتی ہین کہ جناب سیدہ شیخین سے ناراض تشریف لیگئین اور اسیوجہ سے
جنازہ پر اوس معصومہ کے نہ آنے پائی تیسرے کمسنی ایسی جس سے
صدور بواعث منازعت ومخاصمت گویا لوازم سے ہے خصوصًا اوس
کمسن لڑکی سے جو بکمال ناز ونعم پرورش پائی ہو جسکا نمونہ طمانچہ مارنیوالی
روایت سے ظاہر ہے چوتھے غیر کفو غیر قبیلہ کی ایک بدنامی بدخو
بدخلق سے سابقہ ہے کہ بہرطور اسباب رنج وکدورت موجود ہین جس سے
پیدا ہونا بواعث مذکورہ کا ضروری ہے لااقل جسطرحکی وہی حق تلفی
عقد دختر ابوبکر مین ممکن الوقوع تھی اوس سے تو بدارج بڑھکر یہان
یقینی الوقوع ہے وہان اگر حق تلفی ابوبکر صرف تھی تو یہان حق تلفی
وایذاے رسول وبضعۃ الرسول دونو ہی بلکہ جناب امیر اور حسنین ؑ اور
سایر اہلبیت کی ایذا رسانی ہی تو اب حق تلفی ابوبکر کا لحاظ کرنا اور حق تلفی
رسول واہلبیت کا بالکل لحاظ نکرنا جس درجہ کی خرابی ہے اوسکو اہلسنت
ہی خوب جانتے ہیں اگر اقرار بوقوع عقد کیا جائے تو اوسکے ساتھ
اسکا بھی اقرار کرنا ضروری ہوگا کہ عمرنے دیدہ ودانستہ رسول کا خیال

ترک کیا اور اونکے حقوق کا اوتنا بھی لحاظ نہ کیا جتنا ابو بکر کے حقوق یلفنی کا
لحاظ کیا بلکہ وہان اگر حق یلفنی ابو بکر لازم آتی تھی تو بلا قصد اور یہان حق
رسول کا ارتکاب بالقصد دیدہ و دانستہ ہوتا ہے پس نہ معلوم ایسے
شخص کو اہلسنت کیونکر مسلمان و مومن کہ سکتی ہین حالانکہ خود صحیح
بخاری مین ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کبھی کوئی مومن نہین ہو سکتا جبتک
ہماری محبت اوسکے دلمین باپ بیٹی تمام آدمیون سے زیادہ نہو اور
اہلبیت طاہرین کے بارہمین جو کچھ وصیت فرما گئے محتاج شرح نہین
ہےتے کہ خود علماے اہلسنت نے تصریح کی اگر علوی را علویک گوید کافر گردد
وایذاء عام است سواءِ کان اورا کشد فرزند و بد گوید بجد یا اگر از مجلس برخیزد
و جامہ بیفشاند چنانکہ خاک باہل مجلس رسد ایذا بود و نیز اگر فرزند و یار غلام
و متعلق اورا آزارد آزار بود و نیز روے ترش کردن آزار است و ایذاء
اہلبیت ایذاء رسول است بتصریح نص و ہو الحدیث الاول فی الکتاب
وشرف النبوۃ رواہ علی حرمت الجنۃ علی من ظلم اہلبیتی واذانی فی عترتی ثم قال
و در ایذاء علویہ ایذاء رسول است صلی اللہ علیہ وسلم و درین بیان احادیث
کثیرست لسبب اختصار مذکور نشد انتہی (مناقب السادات ملک العلماء
دولت آبادی) پس ہم نہین سمجھتے کہ بغیر انکار وقوع عقد اہلسنت کیونکر
اپنے خلیفہ دوم کو اس الزام سے بری کر سکتے ہین کہ ابو بکر کے حقوق
کے برابر بھی حقوق رسول کا خیال نہ کیا جس سے اصل ایمان خلیفہ دوم وغیرہ
رخصت ہوتا ہے حالانکہ بالخصوص اس مادہ مین نص صریح صحیح بخاری مین

صحیح بخاری ص ٥

صفحہ ٣ ورق قلمی مناقب السادات

موجود ہے کہ جناب رسالت مآب نے اسند علے اولاد ہشام پر دوبارہ عقد جناب امیر ع ناراضی ظاہر فرمائی اور سوت ہونیکو موجب ایذاے معصومہ مظلومہ فرمایا جو موجب ایذاے خدا و رسول ہے دوسرے خرابی یہ ہے کہ یہی کل الزام عمرو عاص پر بہی عاید ہوتے ہین جسنے عمر کو حق تلفی ابو بکر کا خیال دلا کے ام کلثوم دختر ابو بکر سے عقد کرنے کو روکا اور ام کلثوم بنت جناب امیر ع سے عقد کرنے کی راے دی حالانکہ یہ عمرو عاص وہ ہین کہ معاذ اللہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ نے عمرو بن العاص سے فرمایا بلکہ خلفاے ثلثہ و کل صحابہ پر آنحضرت نے معاذ اللہ اسے تفضیل دیا کہ فرمایا ہر شخص اسلام لایا عمرو عاص ایمان لایا کما فی اسماء الرجال للشیخ عبد الحق از ینجاست کہ ہمہ شخص تیسیر اسر حد دار اہلسنت والجماعت ہے جیساکہ تکمیل الایمان مین ہے تیسرے خرابی یہ ہے کہ یہی کل الزام بعینہ اور اوسکے ساتھ مزید عداوت با جناب امیر ع اکثر صحابہ پر عاید ہوتے ہین کیونکہ جب جناب امیر ع نے عذر صغر سنی کیا تھا تو عمر باز آئے پھر لوگون نے بہکایا کہ علی نے تمکو ذلیل جانا اسوجہ سے عقد کرنا تمہارے ساتھ منظور نہ کیا کہ پھر خلیفہ کا اصرار بڑہا حالانکہ اہلسنت کو رفع عداوت صحابہ و خلفا مین با جناب امیر علیہ السلام جو کد وکاوش ہے معلوم ہے چوتھے خرابی یہ ہے کہ اگر عمر نے ایسا قصد کیا اور عقد ہوا تو لازم آتا ہے کہ انہوں نے احکام خدا و رسول کو باطل کر دیا کیونکہ بقول انکے بیان ثابت ہے کہ بنی ہاشم کا کفو ہمسر غیر بنی ہاشم نہین ہو سکتا

صہ ۱۲۱

۵۱ ازالۃ الخفین صہ ۹۲۵

صہ ۱۶۰ صواعق محرقہ

پس انہوں نے ابطال احکام خدا و رسول کیا بلکہ خود اپنے مذہب کے
بھی خلاف کیا کیونکہ صاحبان حسب و نسب مین کفو کا خیال انکے
نزدیک ضروری تھا جنکہ مہاجرہ سے غیر مہاجر کے عقد کو منع کیا بلکہ
عربیہ سے غلام آزاد کردہ کے نکاح کرنے کی بھی ممانعت کی چنانچہ
یہین خیالات سے اہلسنت قایل ہوئے کہ نکاح معتزلہ اور شافعیہ کے ساتھ
حرام ہے جیسا کہ جامع الرموز شمس الدین قہستانی مین ہے **پانچوین**
خرابی یہ ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے عذر تقرری نسبت
بہ فرزند جعفر پیش کیا اوسپر بھی خلیفہ نے اصرار کیا تو مخالفت اوس
حکم نبوی کی لازم آتی ہے جو حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی برادر
مسلمان کسی سے خواستگاری کرے تو پھر دوسرا خواستگاری
نہ کرے الخ چہ جائیکہ اسپر اصرار کیا جائے اور تشدد عمل مین لایا
جاوے **چھٹین** خرابی یہ ہے کہ جناب امیر ع نے چند عذر کیے
ایک کمسنی دوسرے تقرری نسبت بفرزند جعفر تیسرے مشورہ لینا
چوتھے اذن لینا امرا سے مگر خلیفہ نے قبول نہ کیا بلکہ اسدرجہ
جبر و اصرار کیا کہ جناب امیر ع نے گاہے عقیل ع و گاہے حسنین علیہم السلام
سے مشورہ کیا سب مانع ہوئے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ
کسطرح جناب امیر ع اسکو گوارا نہ فرماتے تھے خلیفہ دوم کے تشدد و جبر نے
ایسا مجبور کیا کہ خورد و بزرگ سے مشورہ لیا **ساتوین** خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے
جب نہایت اصرار و مبالغہ کیا اور حضرت نے اپنے اعزا و اقارب سے مشورہ لیا اور کسی کی رائے نہ ہوئی تو خلیفہ

صفحہ ۱۱ ازالۃ الخفا

حرمت نکاح معتزلہ و شافعیہ با اہلسنت

دوم نے جبر مین اشتداد شروع کیا یہانتک تشدد کیا کہ حضرت عباس علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اب نکاح کردینا مناسب ہے کہ مجھے عمر سے ایک کلام پہونچا ہے یعنی کلام متضمن تخویف وتہدید ہے اسپر بھی حضرت راضی نہ ہوے تو حضرت عباس علیہ السلام نے سمجھا بوجھا کر خود نکاح کردیا پس اس سے سراسر ظلم وتشدد خلیفہ دوم ثابت ہوا بلکہ خروج اونکا اسلام وایمان سے کیونکہ یہ کہنا حضرت عباس عم اشرف الناس کا فقد بلغنی عنہ کلام صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ خلیفہ کیطرف سے کوئی سخت دھمکی دیگئی تھی نہایت درجہ کی تخویف وتہدید عمل مین آے حالانکہ عموم ناس کے لیئے بھی ایسی دھمکی جائز نہین چہ جائیکہ بہ نسبت اہلبیت طاہرین ہو چنانچہ سابقًا کلام ملک العلماء دولت آبادی مذکور ہوا اور ادہنین کے مناقب السادات کے باب دہم مین ہے ونیز دوے ترش کردن آزار است زیراکہ چون عباس برانصار آمد ایشان روے ترش کردند مصطفی ع بغضب شد وگفت نباشد ایمان کسے راکہ عم مرا ازرد تا بحدیکہ سرکہ پیالہ خورد و درمجلس در آید کہ مردمان از بوے وے آزردہ شوند آزار باشد بلکہ خود صحیح بخاری مین ہے اسلام وہ ہے جس سے لوگ سلامتی پائین اور اکثر احادیث مین تخویف وتحذیر عامہ مسلمان سے ممانعت صریح وارد ہے پس جب اس قدر عقد سے کفر وظلم خلیفہ دوم ثابت ہوا نہ اتحاد واتفاق جسکے اثبات کے لیے یہ روایت

فقد بلغنی عنہ ... کلام مر ... سبط ابن جوزی

ص ۳۸ ورق قلمی مناقب السادات باب دہم

بنائی گئی تو اب کیا ضرور ہے کہ ایسے موضوعات سے خدا و رسول کے
ایذا دہی کیجائے اور کوئی کام بھی نہ نکلے بلکہ بعوض نفع نقصان
حاصل ہو آٹھوین خرابی یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے معاذ اللہ جناب امیرؑ
کی تکذیب کی اور حضرت کے عذروں کو لغو تصور کیا یہانتک مجبور کیا
کہ ہمارے پاس بھیجدو دیکھین کم سن ہین یا نہین اور جب بھیجدی گئین
تو عمر نے کہلا بھیجا کہ ہرگز یہ کم سن نہین ہین جیسا کہ تم بیان کرتے تھے کما فی ازالۃ
الخفا حالانکہ تکذیب جناب امیر علیہ السلام وہ خرابی ہے کہ بدولت
اسکے صحیح مسلم کے روایت بنص فاضل رشید و قاضی عیاض و مازری غلط
و باطل کر دی گئی کما سیجیئ انشاء اللہ مگر اعجب امور سے یہہ ہے کہ اہلسنت کے
یہان باپ کا قول و فعل اپنی اولاد کے بارہ مین اور اوسکے مصالح مین
زیادہ معتبر ہے ہے حتے کہ معاویہ غاویہ کو الزام ولیعہدی یزید پلید سے
جس سے وہ افعال سرزد ہوے کہ مستحق لعنت ابدی قرار پایا اسی تقریر سے
بچاتے ہین مگر ان اہلسنت کے امام خلیفہ دوم جناب امیرؑ کے بارہ مین اس
کلیہ کو بھی مسلم نہین رہنے دیتے جو اس جبر شدید کے مرتکب ہوے مگر
عجب ہے نوین خرابی یہ ہے اللھم اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا
علی الحق وانصرنا علی القوم الظالمین ہم نہایت مجبوری سے اس دفعہ کو بیان کرتے
ہین جس سے قلب و جگر مین رعشہ ہے کہ جب جناب امیرؑ نے حسب الحکم خلیفہ حضرت ام کلثوم کو
بھیجا تو عمر نے بازو تھاما چادر کھینچی بوسہ لیا سینہ سے چمٹایا ساق پا کھولا اسپر حضرت
ام کلثوم کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ خلیفہ نہوتا تو مین تیری ناک توڑ دیتی اور آنکھین پھوڑ دیتی

مجسو بیرے گھر بھیجدے او سپیر عمر نے حضرت کو بھیجدیا بر واپسی خود اولاد کے گھر چلی گئین (یہہ مضمون بہت سی رواتون مین اہلسنت کے مذکور ہے چنانچہ استیعاب و اصابہ سے خود مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین ناقل ہین جسکو بڑے بسط سے ہمنے جلد ہفتم ذو الفقار حیدریہ مین لکھا ہے) ان روایات سے جو جو خرابیان خلیفہ دوم پر لازم آتی ہین اگر شیعہ بیان کرین تو اہلسنت پر نہایت ہی گران گذریگا لہذا ہم اونہین کے ایک بڑے عالم محقق کا قول بیان کرتے ہین یعنی علامہ سبط ابن جوزی کہ وہ ان روایات واہیہ کو لینے تذکرہ خواص الامۃ من اپنے جد امجد کی کتاب منتظم سے بالاجمال نقل کرکے بقسم شرعی فرماتے ہین قلت وہذا قبیح واللہ لو کانت امۃ الخ واللہ یہہ امر نہایت ہی قبیح ہی کیونکہ لونڈیون کی نسبت بھی خلیفہ دوم ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ اسلیئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی مسلمانان حرام ہے پس کیونکر اسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہے طرف خلیفہ دوم کے انتہے علامہ مذکور ان روایات مس و کشف ساق یا وغیرہ کو بلا جرح و قدح رواۃ صرف اسی خیال سے کہ ایسا امر عظیم کیونکر ہوگا غلط بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ صحیح اسیقدر ہے کہ جب ام کلثوم عمر کے پاس تشریف لائین تو عمر نے بھر نظر گھورا اوسپر حضرت ام کلثوم کو نہایت غصہ آیا اور باپ سے جاکر شکایت کی کہ لقد ارسلتنی الی شیخ سوء یعنی تمنے ہمکو ایک برے خبیث کے پاس بھیجا انتہے قابل غور ہے کہ جبکو

نہایت درجہ کا بیان سمجھا ہے اوسکی کیا کیفیت ہے ایا کسی بھلے آدمی سے یہہ افعال ہوسکتے ہین کیون صاحبو نظر براہم مسکر دیکھنا چاہیے مولوی حیدر علی بھی با وصفیکہ محاورہ دمکابرہ پر جلیسے کمر ہمت چست باندہے رہتے ہین ظاہر ہے روایت کشف ساق یعنی پنڈلی کہولنی ہین کچھ ایسے دست پاچہ ہوے کہ باوصف تاویلات بیشمار آخر اسکے قباحت دفسادات پر متنبہ ہوکر اسکے قایل ہوے کہ یہہ عبارت الحاقی ہے یعنی لوگون نے بڑہا دیا بلکہ معاذ اللہ شیعو پر اسکا الزام لگایا کہ کشف رضیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت ر ابمنقصت بدل کنند خیر اسکا بدلہ تو اونکو خدا دیگا جو شیعو پر تہمت کی بالانکہ خود بدولت اصابہ سے اس روایت کے ناقل ہین جسکی تعریف مین یہ الفاظ فرمائے بلکہ انچہ درآن مستطاب الیعنی اصابہ فی معرفۃ الصحابۃ ابن حجر عسقلانی در بارہ مابہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ وبے کم وکاست بگوش صفا باید شنید جس سے معلوم ہوا کہ عبارت اصابہ جسمین روایت کشف ساق مرقوم ہے بلا اختلاف نسخ وبے کم وکاست ہی پہر شیعو پر یہہ افترا کہ انہو نے اس لفظ کو اضافہ کر دیا کیونکر راست ہوگا بلکہ اوسی ورق کے پہلے صفحہ مین مضمون کشف ساق وتقبیل یعنے بوسلینے کو م استیعاب سے بھی نقل کیا ہے مگر یہ بات اس سے بخوبی ظاہر ہوئی کہ کشف ساق کا مضمون ایسی طرح ہو نسے مملو ہے جسکی کچھ اصلاح نہین ہوسکتی نہ کوئی تاویل وہین چل سکتی ہے سوا اسکے

ازالۃ الیقین ص ۹۲۷

ص ۹۲۶ ازالۃ الیقین

المحاق شیعہ کے قایل ہُون جیسا کہ دربارۂ قصہ فدک و قرطاس کہ بحسب افادۂ جناب مجتہد صاحب
و مولوی حیدر علیصاحب مبطل مذہب اہلسنت ہی ہی ترکیب نکالی بہر کیف بقول سبط
بن جوزی و مولوی حیدر علی یہ روایات غلط ٹہری فرق یہ ہی کہ سبط ابن جوزی نے ان
روایات کی قباحت پر متنبہ ہوکر اوسکو خود غلط کردیا اور اپنے ہی راویوں پر اسکی
وضع و افترا کا بار رکھا اور مولویصاحب نے بھی اس روایت کو غلط کیا مگر اوسکے ساتھ
شیعوں پر بھی ایک تہمت وہردی خیر این ہم بالاے علم دسوین خرابی یہ ہی کہ یہ کل
افعال خلاف انسانیت خلیفہ صاحب سے سرزد ہوی اور صحابہ رسول بیٹھے دیکھا کیئے
نہ اونہون نے اسکی حرمت بیان کی نہ رسول کی حق تلفی کا خیال دلایا ایک عالم اہلسنت
کا بیان ہی کہ خلیفہ ثانی نے مہاجرین اولین سے فرمائش کی کہ (معاذ اللہ) جماع
کرا دو اوسکے بعد معذرت کرتا ہی کہ حرمت اس مسئلہ کی نہ خلیفۂ دوم کو معلوم تہی
نہ دیگر صحابہ کو جو اس فرمائش پر اعتراض کرتے (سیرۂ حلبیہ) ان روایات کی تحریر سے
جو خون کو جوش ہوتا ہی منتقم حقیقی کو حوالہ کرتے ہین لیکن یہان سے معلوم ہوا کہ ان اہلسنت کے
نزدیک خلفا و صحابہ بہایم و حیوانات سے تہے نہ از قسم انسان کیونکہ بجز نامردگان کے
کوی فرد بشر ایسا نہوگا جسے اسکی حرمت نہ معلوم ہو بہرحال ہمنے نہایت اختصار کے
ساتھ قسم اول کی بعض خرابیونکو اہلسنت کی روایات سے منتخب کرکے یہان لکھا تفصیل
ان کل امور کی اصل کتاب ذوالفقار حیدر پر محول ہی باقی رہین ہمارا بیان قسم دوم کی
یعنی وہ الزام جو بنا بر اصول اہلسنت جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین پر وارد ہوتی ہین
پس پہلی خرابی یہ ہی کہ ہر گاہ خلیفہ دوم (معاذ اللہ) باآنہمہ فضیلت مظہر و اہلسنت
لایق تزویج و مناکحت تہی تو جناب امیرؑ نے انکار کیون فرمایا اسد رجہ عذرات

کیون پیش کئے اور باینہمہ عدالت خلیفہ دوم جناب امیرؑ کو بعد انکار ایسا تردد و
انتشار کیون پیدا ہوا کہ گاہے حسنینؑ سے مشورہ لیا گاہی حضرت عباسؓ اور عقیل سے
جسپر سب نے اپنی ناراضی و نارضامندی ظاہر کی پھر بعد مشورہ کے خلاف رائے جمہور
عقد کیون کردیا دوسری خرابی یہ ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام اور حضرت
عقیل جو انساب قریش و عرب سی نہایت درجہ واقف تھے کیون اس عقد سی مانع
ہوی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک عمر لائق مناکحت نہ تھی تو جناب امیرؑ کے
نزدیک کیونکر لائق ہوی اور اگر اہلسنت کو اوس روایت کا خیال ہو کہ جیسا
جناب امام حسنؑ نے ابوبکر کو منبر رسول سے اوترنے کا حکم دیا اور امام حسین علیہ السلام
نے عمر کو منبر رسول سے اوترنیکا ارشاد کیا اور حسنینؑ نے شہادت بر عدالت
خلیفہ دوم مین سکوت کیا تھا تو اس زمانہ مین عذر صغر سنی کا بھی موقع نہین ہے
کیونکہ اب وہ حضرت جوان تھے بلکہ اس لایق کہ جناب امیرؑ اون سے
استشارہ فرماوین اور اونکو امیر قرار دین تیسرے خرابی یہ ہے کہ جو اختیارات
قانون عقل و شرع سے عورتونکو ملے ہین وہ اختیارات یہان جناب امیرؑ
نے حضرت ام کلثوم سے کیون سلب کئی یعنی اذن لینا کیونکہ کسی روایت سے
اہلسنت کے یہ نہین ثابت ہوتا کہ حضرت ام کلثوم سے اجازت لیگئی ہو
حالانکہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے جو بوقت خطبہ چار سالہ تھے اجازت
لیگئی جسپر اوسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر ایسا ہوا تو قبر رسول سے فریاد
کرونگی جسپر بی بی عایشہ عمرو عاص سے خواہان حیلہ ہوئین پس
جناب ام کلثوم علیہا السلام سے اذن نہ لینا جو یقیناً ام کلثوم بنت

۱ عن الحسین بن علی بن ابی طالب قال اتیت علی عمر بن الخطاب وهو علی المنبر فصعدت الیه فقلت له انزل عن منبر ابی واذهب الی منبر ابیک فقال ان ابی لم یکن له منبر فاجلسنی معه فلما نزل انطلق بی الی منزله فقال ای بنی من علمک قلت ما علمنی احد
۲ ازالة الخفا مقصد ۲ صفحہ ۱۵۶
۳ ازالة الخفا مقصد ۲ ...

ابو بکر سے بری تھیں حملہ برخلاف عقل ہے چہ جائیکہ برعکس اون
نارضامندی اونکی اون شکایات سے جو اپنے باپ سے بنسبت
عمر بیان کین ظاہر ہوتی ہے بلکہ بروایات صاحب صواعق محرقہ کہ
جناب امیر نے حسنین ؑ سے فرمایا عمر سے انکا عقد کردو حسنین علیہما السلام
نے عرض کیا او رسنے از زنان است از جہت خود ہر کس کہ خواہد اختیار
کند آنگاہ علی غضب فرمود از پیش حسین علیہ السلام
برخاست حسن علیہ السلام چون غضب پدر را ملاحظہ نمود دامنش
بگرفت و بگفت اے پدر ما را طاقت ہجران تو نیست آنچہ فرمائی بر آن
عمل نمایم انگاہ عقد تزویج بوقوع آمد معلوم ہوا کہ جناب امیر نے حضرت
ام کلثوم سے اسدرجہ اختیارات مقررہ عقل و شرع کو سلب کر کہ اجازت
لینا کیسا اونکے بھائی جناب امام حسین نے جو اپنی خواہر کا اختیار
کو ظاہر کئے اوسپر جناب امیر ایسا غضبناک ہوئے کہ اون فرزندان
رسول کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا واہ ام کلثوم بنت ابو بکر تو باوجود
چار سالگی کے اس عقد عمر پر قبر رسول سے فریاد کرینگی عایشہ کو بھی دیگی
اور حضرت ام کلثوم ایسی مجبور ہو جائین کہ نہ اونسے اذن لیا جاوے
نہ اجازت طلب ہو نہ شکایت کی سماعت ہو نہ اونکی فریاد دو زاری کا
خیال ہو کہ نواسی جناب رسول خدا ہین اور یون جبراً عقد کر دیا جاوے
سبحان اللہ کہان تو خود جناب امیر کو اسدرجہ استکراہ تھا کہ بیلی
انکار کلی کیا ہر چند عذر کئے بعد او سکے اپنے بزرگون سے مشورہ

ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹

کیا بعد اسکے فردون سے صلاح لی کہ بالاتفاق انہوں نے بہ نار خاطر
ظاہر کی اب کہانسے ایسی رضامندی ہوگئی کہ سب کے برخلاف
بلا اذن بلکہ خلاف مرضی اوس سیدہ پاک کے عقد کردینے پر طیار
ہوگئے وہ بھی اس جبر شدید کے ساتھہ جو سراسر خلاف عقل و شرع ہی
ایسی افتراؤنکا کیا جواب ہے ہمارے ان اہلسنت نے اس بضعۃ الرسول
کی نسبت کچھہ ایسی بے اختیاری ظاہر کی ہے کہ عقد ثانی و ثالث
مین بھی (جو مثل اس غلط قصہ کے محض دروغ ہے) انکو وہی مجبوری
رہی کہ جناب امیر ع نے اس دفعہ بھی مجبور کیا اور اوسی جبر شدید سے
کام لیا جو بہ نسبت جبر اولے زیادتر خلاف عقل و شرع ہے چنانچہ
ازالۃ الغین مین ہے بعد از وفات فاروق امام حسن ع و امام حسین ع
نزد ام کلثوم آمدند و گفتند کہ اگر اختیار خود را بدست حضرت امیر خواہی داد
بہ یکے از فرزندان جعفر طیار ترا تزویج خواہند نمود و اگر تو مال و دولت
و آسودگی دنیا میخواہی آنہم موجودست بعد ازین امیر المومنین داخل شد
و خدا را حمد و ثنا گفت و فرمود اے دختر اختیار تو بدست تست مناسب
آن می بینم کہ مرا از طرف خود مختار کنی جواب داد کہ من مثل دیگر زنان
رغبت بآسودگی دنیا دارم فرمود کہ این از جہت حسنین ع است کہ تو چنین ارادہ
داری باز بغیظ تمام برخاست و فرمود قسم بکبریائے الہی کہ ہرگز با یکے
ازینہا کلام نخواہم کرد مگر آنکہ تو اختیار بمن دہی ایشان حسنین ع دامن ام کلثوم
گرفتند و الحاح نمودند پس ام کلثوم باختیار مرتضوی راضی شد حضرت

ص ۹۲۸ ازالۃ الغین

زمو دمن ترا بعون فرزند جعفر تزویج کردم راوی گوید که عون نیز دختر
در گذشت پس بار دیگر حضرت امیر آمد و درخواست که اختیار بدست
سپارکش سپارد بار دیگر ام کلثوم بے قیل و قال حضرت را مختار کرد
پس بنکاح محمد برادر عون اورا تفویض کردند چون بعد مدتے او داعی
اجل را لبیک گفت اورا به برادرش عبداللہ نکاح کردند ام کلثوم
درخانہ او وفات یافت و عبداللہ بن عمر برا و نماز گذارد و چار تکبیر گفت
و فرزندے از وے جز زید و رقیہ فرزندان فاروق بوجود نیامدند
انتہیٰ اقول منصف فراج لوگ برائے خدا ذرا غور کریں کہ یہ اہلسنت
جناب امیرؑ پر کیا کیا اتہام لگاتے ہیں معاذ اللہ ذریہ رسول بلکہ خود
اپنی اولاد سے جناب امیرؑ کو کیا کد پڑی تھی کہ ایکدفعہ باین جبر شدید
اپنے پارہ جگر کو شیخ سور فانی خلیفہ ثانی سے بیاہا جس سے رعایا
اور برآیا کی لڑکیاں بھی عقد کرنا منظور نہیں کرتی تھیں وہ بھی بلا اذن بلکہ
باوصف انکار کیا حضرت کو اپنی بیٹی کی اتنی بھی محبت نہ تھی جتنی عائشہ
کو اپنی سوتیلی بہن ام کلثوم سے محبت تھی کیا کوئی صحابی رسول جناب امیر
و اہلبیت طاہرین کا اتنا بھی طرفدار نہوا جتنا عمرو عاص نے عائشہ
اور ابوبکر کی طرفداری کی بھلا کوئی عاقل اسکو باور کر سکتا ہے کہ صرف
اس غرض سے کہ خلیفہ دوم ایسے عالی نسب کی شرافت قرابت حاصل
جناب امیرؑ خود ایسا جبر بہن اور تمامی کنبہ قبیلہ پر جبر کریں بضعۃ الرسول
کو مجبور کریں کہ خواہی نخواہی اس مصیبت کو گوارا کریں الہٰ و اللہ ہرگز کوئی

ہوشمند اسکو قبول نہ کرے گا خیر اگر یہان کوئی بات بنائے
بھی جائے تو بات دوم کیون ایسا جبر دیا گیا کہ باوصف انکار اوس
سیدہ پاک کو فقر و فاقہ کی مصیبت مین مبتلا کیا وہ بھی اس صبر شدید
کے ساتھہ اگر کوئی کہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے بلحاظ و پاس کنبہ
اور خیال کفائت یہ جبر کیا کیونکہ روایت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت ام کلثوم غیر کنبہ مین عقد کرنا نہ چاہتی تھین اسوجہ سے
حضرت نے یہہ جبر کیا تو کیا اسکو اتنی بھی عقل نہ تھے جو کہتا کہ یا حضرت
جب آپنے بار اول اسکو جائز کہا اور گوارا فرمایا تو اب کیا مضائقہ
ہے جو آپ یہ جبر کرتے ہین اور ہر دفعہ اپنی بیٹی کو تازہ مصیبت مین
گرفتار فرماتے ہین بیٹی کو کوئین مین جھونکنا اسکو کہتے ہین افسوس کہ
حضرات اہلسنت ذرا غور نہین فرماتے اپنے موضوعات کے
بیان مین ذرا نہین شرماتے چوتھے خرابی یہہ ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام اسد اللہ الغالب کل غالب مصداق لا فتی الا علی لا سیف
الا ذو الفقار باوصف حمایت تمام بنی ہاشم جو مانع تھے اس
عقد سے کیونکر ایسے مجبور ہوئے کہ باوصف عدم رضاے
کنبہ و قبیلہ بلکہ اکراہ خود مخطوبہ عقد کرنے پر طیار ہو گئے کیا انکو عایشہ
کے برابر بھی اقتدار نہ تھا جو ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد عمر کو
رد کا کیا جناب امیر علیہ السلام ام ابان کے برابر بے قوت
نہ تھے جسنے عقد عمر سے صاف انکار کیا اونکے مذمت کی

خلیفہ سے کچھ ہو سکا پانچوین خرابی یہہ ہے کہ علاوہ ان امور کے جو خلیفہ دوم کی عالی نسبی پر دال ہین (کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر مین بخوبی مرقوم ہے) صرف اوصاف بدخلقی و بدخوئی مسلمہ مانع عقد تھے پھر جناب امیر ؑ نے عقد کرنا کیونکر قبول کیا حالانکہ ام کلثوم بنت ابوبکر اور ام ابان نے صرف اسی عیب کی بدولت نکاح عمر سے انکار کیا تھا اور حدیث نبوی سے بھی ممانعت مناکحت ایسے شخص سے معلوم ہوتی ہی جسکا اقل مرتبہ کراہت ہوگا جیسا کہ شرح مشکوٰۃ مین ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسالت مآب سے کہا ابوجہم اور معاویہ نے خطبہ کیا ہے کس سے عقد کرین حضرت نے ابوجہم کے عقد سے بوجہ بدخوئی منع فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بدخوئی مانع عقد ہے اگرچہ بر سبیل کراہت ہو تو جناب امیر ؑ نے کیونکر ایسے بدخو سے خلاف حکم نبوی (عقد کرنا پسند کیا) جسکے گھر مین آنی تک پر بھی داد نہ تھی اور ازواج نبی نے اونکا نام ہی افظ اغلظ رکھ لیا تھا اور صحابہ رسول بھی ہمیشہ انکی بدمزاجی و شدت و خشونت پر معترض رہے تھے کہ صحابہ نے خلیفہ اول پر مرتے وقت اونکے خلیفہ مقرر کرنے کی بدولت سخت اعتراض کیا اور خدا سے ڈرایا کہ تم خدا کو کیا جواب دوگے جو ایسے بدمزاج کو خلیفہ مقرر کرتے ہو چھٹی خرابی یہ ہے کہ صحیح بخاری مین ہے جناب رسالتمآب سے فرمایا اور راوہشام بن مغیرہ مجھسے مستدعی ہین کہ اگر آپ اذن دین تو اپنی لڑکی کا عقد جناب امیر سے کردین

صہ ۹۵ شرح مشکوٰۃ ج ۲ بمبئی

صہ ۳۳ منصد ۲ فان سئلت ... الکبرائین ... ابنتا ... زالۃ الخفا عن الخلفا ...

صہ صحیح بخاری

صہ ۹۷ ورق قلمی صواعق محرقہ صہ ۵۱

صحیح بخاری ج ۲ بمبئی

پس ہرگز نہین اذن ندونگا یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا مگر یہ کہ علی بن ابیطالب میری بیٹی کو طلاق دین تب اوس لڑکی سے عقد کرین کیونکہ وہ جناب سیدہ پارہ جگر میری ہے جو امر اوسکی خوشی و ایذا کا باعث ہوتا ہے وہ امر میری خوشی و ایذا کا باعث ہے انتہی پس تعجب ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے صرف اس خیال سے کہ میرے پارہ جگر کو سوت کے ساتھ ایذا ہوگی باوصف جواز تعدد نکاح ایسے امر ابغض مباحات یعنی طلاق کو جس سے زیادہ کوی چیز خدا کے نزدیک مبغوض نہین گوارا فرمایا مگر یہ نہ گوارا کیا کہ جناب سیدہ کو سوت کا سامنا ہو تو جناب امیر نے باوصف اوس تاسی رسول کے جسکے سامنے جان دینا بھی گوارا کیا مگر ترک تاسی نہ قبول کیا اس باب مین کیون تاسی کو ترک کیا اور عیاذاً باللہ اپنے پارہ جگر کو جو ودایع رسول سے تھے اوسی سوت کے عذاب مین دیدہ و دانستہ مبتلا کیا جس کو سو عذاب کہنا بجا ہے وہ بھی کون سی سوت ام کلثوم زوجہ سابقہ حضرت خلیفہ دوم جو ہمیشہ خلیفہ سے تکرار کرتے تھے ہاے اس بضعہ رسول ذریہ بتول ہما سے عیاذاً باللہ حسب روایات اہلسنت جناب امیر کو کیا ایسی عداوت تھی کہ برخلاف سیرت رسول بلکہ خلاف وصیت رسول اوس اپنے پارہ جگر کو آن چیر شدیدانواع واقسام کے مصائب و شداید مین گرفتار کیا کہ ایکطرف خلیفہ کی تندمزاجی و بدخوئی دوسریطرف سوت کا عذاب تیسرے طرف اوس سوت کی بدمزاجی چوتھی طرف خلیفہ صاحب کی بیٹی

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۲

بی بی حفصہ کی بدمزاجی نسبت آفات مین جناب امیرؑ دیدہ و دانستہ اپنے
پارہ جگر کو مبتلا کرین اور باپ بھائی چچا دادا کسیکو رحم نہ آئے بلکہ
اگر بھائیکو کچھہ ترس آئی بھی تو جناب امیرؑ اوسپر آزردہ ہوں لا واللہ
لا واللہ کوی عاقل دیندار صاحب ولا اسکو قبول نہ کرے گا کہ جناب امیرؑ
بخوشی خاطر اپنی بیٹی کو ایسے عذاب شدید مین مبتلا کرینگے اور عیاذاً باللہ
ایذاے خدا و رسول کا بھی خیال نہوگا **ساتوین** خرابی یہہ ہے
کہ جناب امیرؑ اور سایر بنی ہاشم نے کیونکر گوارا کیا کہ اپنی بیٹی کو نامحرم کے
پاس بلا عقد و بلا نکاح بھیجدیا جس سے یہہ بے ادبیان واقع ہوئین کہ
چہار و پنجسالہ خرد سال غیر ممیز نے بھی ایسی گستاخی و بے ادبی کی تمیز کے
اور کہدیا کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو وہ طمانچہ تجھپر پڑتا کہ ناک ٹوٹ جاتی
آنکھہ پھوٹ جاتی اور اوسی غصہ مین وہ گھر چلی آئی اور باپ سے شکایت کی
کہ تمنے ہمکو ایک بڈھے خبیث کے پاس بھیجدیا مگر اسپر بھی باپ بھائی
چچا دادا کو جو بنی ہاشم تھے چین بر جبین بھی نہوا حالانکہ خاندان رسالت
مین جسقدر غیرت و حمیت تھی روے زمین پر کسیکو کبھی نصیب بھی نہوئی
چنانچہ خود جناب رسالت مآبؐ نے اس غیرت پر فخر کیا اور جناب امام حسینؑ
علیہ السلام کا یہہ شعر اکثر بہنا مشہورات سے ہے **شعر** الموت اولی من رکوب العار
والعار اولی من دخول النار یعنے عار و ننگ گوارا کرنے سے موت بہتر ہے
اور جہنم مین جانے سے ننگ و عار قبول کرنا اولے ہے حتے کہ خود فاضل
رشید نے ایضاح لطافۃ المقال مین اقرار کیا ہے کہ بنی ہاشم مین جسقدر غیرت

ص ۹۱ شرح مشکوۃ جلد ۲

ص ۱۳ ورق قلمی

وحمیت تھی دوسرے مین نہ تھی چنانچہ لکھتے ہین فیہ حمیتین وربعض حمیت
وغیرت فراوان کما قال صاحب النواقض وفیہ انہا ہاشمیۃ تجد اشد الحمیۃ والغیرۃ یعنی بنی ہاشم
مین سبسے زیادہ حمیت وغیرت پائی جاتی ہے پس کسیکو غیرت نہو تو تعجب
خیز ہو اسیواسطے کہ سبط ابن جوزی نے اون روایات کو جنمین یہہ مضامین
واہیہ درج ہین غلط وبے بنیاد قرار دیا اور مولوی حیدر علی نے بھی
اوسکے الحاق کا دعوی کیا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا علی ہذا القیاس
سوا انکے اور بھی بہت سی خرابیان ہین جنکو ہمنے اصل کتاب مین ہر
روایت کی ذیل مین لکھا ہے بہرکیف بنا بر اصول اہلسنت یہہ کل
خرابیان عاید ہوتی ہین جنکا دفعیہ کسیطرح ممکن نہین ہے ازانجا کہ
جناب امیر ع اور اہلبیت طاہرین ع کی محبت و ولا و حفظ وعصمت کا
دعوی اہلسنت کو بھی ہے اگرچہ زبانی ہی سہی تو وہ ان الزامات سے
بھی ملزم ہین جو بنا بر اونکی روایات کے جناب امیر ع اور اہلبیت طاہرین ع
پر عاید ہوتی ہین نہ صرف شیعہ بلکہ شیعہ کسیطرح ان الزامات سے ملزم
ہو ہی نہین سکتے کیونکہ یہہ لوگ سرے سے اصل وقوع نکاح ہی کے
منکر ہین چہ جائیکہ یہہ امور قبیحہ اونکی روایات سے ثابت ہون کہ مثل شریک
باری محال و ممتنع ہے پس جب بنا بر اصول اہلسنت اسقدر شناعت
صحابہ وخلیفہ دوم واہلبیت طاہرین پر عاید ہوتے ہین علاوہ ان فسادات
و لزوم محالات کے جو مابعد مذکور ہونگے انشاء اللہ تو ضروری ہوا کہ اہلسنت
صرف انہین شناعتون کی بدولت اصل روایات کو باطل و بے بنیاد

اختتام مقدمہ و تمہید ازالۃ الغین

قرار دیکر تکذیب واقعہ کرین گو یہ روایتین ایسی صحیح ہوون کہ اونکی صحت قرآن
کے برابر یا زیادہ اوس سے باجماع اہلسنت مانی گئی ہون مثل روایات
صحیح بخاری و صحیح مسلم کے کیونکہ ایسی حالتونمین عموماً اہلسنت کا یہی حکم ہے
اور اسی پر عمل درآمد بنظر مزید تسکین قلوب مخالفین دو چار احکام اور برتاؤ
اونکے یہان بھی مذکور ہوتے ہین ناظرین با تمکین اندک تطویل سے ملول
نہون کہ اصل تحقیقات سے بھی انکو ازحد تعلق ہے گو یہ بحث نہایت بسط طلب
ہے کہ احصا اونکا چند مجلد مین بھی ممکن نہین لگ نہایت اختصار کے
ساتھہ صرف تین طبقونکے انکارات اور حکمت عملیان انکی مذکور ہوتی ہین

حکم اول جلد اول و دویم ذوالفقار حیدری مین مفصل لکھہ آیا ہون کہ امام
فخرالدین رازی نے بیان کیا کہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس کو داخل قران نہ جانتے تھے یہ امر اکثر روایات
اہلسنت مین منقول ہے درجہ تواتر کے قریب الخ امام صاحب فرماتے ہین
کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانے مین متواتر نہو یا ان
صحابیونکو کافر قرار دین کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا کافر ہے چونکہ دونون
صورتون مین بدیہی فساد لازم آتا ہے لہذا ضرور ہوا کہ اصل ان روایتونکو
غلط و باطل قرار دین جنمین ایسی نسبت ابن مسعود کیطرف ہے انتہی کلام
رازی بنقل سیوطی پس اس حکم سے معلوم ہوا کہ ایسی خرابی کی حالت مین
اصل روایت کو بلا جرح و قدح رواۃ باطل کرنا ضرور ہے **حکم ثانی**
فاضل رشید اپنی کتاب شوکت عمریہ صـ ۱۷ مین درباره اوس حدیث صحیح مسلم کے

صـ ۱۰۷ ذوالفقار حیدری جلد اول

جسمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام
کو کاذب غادر خائن آثم کہنا اور جناب امیر علیہ السلام و عباس کا شیخین
کو کاذب غادر خاین آثم جاننا مذکور ہے فرماتے ہین چون ظاہر حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ بطرف چہار یار عظیم المقدار اعنی شیخین و
حضرت امیر علیہ السلام و حضرت عباس رضی اللہ عنہم ست و آن نزد اہلسنت
مخالف ما استقر فی شریعۃ الاسلام ست و خبریکہ باین صفت باشد
باتفاق شیعہ و سنی یا محکوم علیہ ببطلان ست بجہت وہم راوی
یا ماول ست و چون حکم ببطلان یا تاویل آن واجب گشت لہذا بعضے
علماے اہلسنت نسبت وہم بطرف رواۃ آن نمودہ رواۃ حدیث
کردہ اند چنانچہ امام نووی در شرح صحیح مسلم در شرح آن حدیث
نقلا عن القاضی عیاض عن المازری میفرماید جسکا محصل یہہ ہے
کہ چونکہ تاویل کی راہین اس حدیث مین مسدود ہین ہم نے
کذب کی نسبت طرف رواۃ کے کی اور اسیوجہ سے بعض لوگون نے
ان الفاظ کاذب غادر خائن آثم کو اپنے نسخہ صحیح مسلم سے
از راہ کمال احتیاط نکال ڈالا تہے اقول بہا ہیز انحضرات اہلسنت
کے علماے کے امانت و دیانت کی خوب داد دینا چاہیے کہ
جب خود صحیح مسلم مین یہہ تحریفین کی گئین جسکے ہزارون نسخہ
مشتہر ہو چکے ہین تو واضح ہے حال دیگر کتب اور یہین سے اون اکابر
کو بھی اہلسنت کے سمجھ لینا چاہیے جو شیعونپر دربارہ تحریف الحاق مزعوم

وارد کرتے ہین پھر کیف جب روایات متواترہ صحاح بالکہ صحیح مسلم جسکو اصح الکتب عند اہل السنۃ شاہصاحب فرماتے ہین بوجہ استلزام شناعت صحابہ محکوم ببطلان ہوتے ہین تو یہ روایتین عقد کی کیونکر اس حکم سے مستثنے ہونگی جو نہ صحاح ستہ مین داخل ہے نہ کسی روایت صحیح خالی از معائب جرح و قدح کاکہین وجود ہے جیساکہ مابعد مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے پس بفرض محال اگر فریقین کی روایتوں سے ایسے فسادات اور شناعات لازم آئین تو حسب قول رشیدی باتفاق فریقین واجب الرد والابطال ہین چہ جائیکہ ایک ہی فریق کی روایت ہو اوسپر بھی غیر صحیح کیونکہ تعظیم و توقیر اہلبیت طاہرینؑ اور بچانا اونکا تحقیر و توہین سے فریقین پر لازم ہے بخلاف حفظ عرض شیخین کہ فی الواقع کسی پر لازم نہین بلکہ اظہار اونکے کفر و نفاق کا ہر مسلمان پر فرض عینی ہے جیساکہ ضربت حیدریہ و شوکت عمریہ مین مفصلاً مرقوم ہے پس جب اونکے باب مین اہلسنت کا یہہ برتاو ہے تو اہلبیت طاہرینؑ کے بارہ مین کیونکر اس حکم سے عدول کرسکتے ہین واضح رہے کہ یہ ترکیب یعنی الفاظ نکالڈالنے کی اسی روایت کے ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ صحیح بخاری کی حدیث ان ال ابیطالب لیسوا لے باولیاء مین بھی بجنسہٖ کاذبا غادرا خائنا آثما والی ترکیب استعمال ہوی کہ صحیح بخاری سے لفظ ابیطالب کو نکالڈالا اور ان آل ابی لیسوا باولیاء رہنے دیا چنانچہ فتح الباری مین ہے کہ کسینے ابی فلان لکھا کسینے لفظ ابی کی بعد جگہ خالی رہنے دی اوسکو

کسینی بیاض سے تعبیر کیا اور آل بی بیاض پڑہنا کسینے آل بیاضہ پڑہنا
آخر مین ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل عبارت ال اسیفا لب ہے اسیطرح
صحیح بخاری مین سے بذیل تفسیر آیہ نساء کو حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال یاتیہا فی اسکے بعد والی لفظ کو کہ الدبر ہی نکالا کسینے
کذا و کذا لکہا کسینے وہان سفیدی کاغذ چھوڑ دی کسینے لفظ فرج لکہا
بالآخر ابن عسقلانی نے تصریح کی کہ کذا کذا والی روایت کی یہہ عبارت ہے
نزلت فی اتیان النساء فی ادبارہن اور اوسکے بعد والی روایت مین یاتیہا
فی الدبر لکہا ہے یعنے کہا ابن حجر نے کہ اصل روایت یہہ ہے کہ کہا عبد اللہ بن
عمر نے یہ آیہ اس بارے مین نازل ہوا کہ عورتون کے ساتھ وطی فی الدبر جائز ہے
چنانچہ تفصیل اسکی کلام ابن حجر عسقلانی سے ضربت حیدریہ جلد اول
مین بخوبی مرقوم ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ اہلسنت کی اس تحریف نے
جو صحیح بخاری مین دربارہ وطی فی الدبر کیگئی کوی فائدہ نہ بخشا اور
نجات اونکی اس عیب سے نہوی کیونکہ انکے علمانے صاف صاف
لکہدیا کہ یہہ امر تمامی اہل مدینہ کا فتوی ہوچکا ہے بامر الله تحفا مین ہے جو شخص اہل مدینہ
کے حکم کے مطابق استماع غنا اور اتیان فی الدبر کا عامل ہو الخ بعض
یہ دو مثالین تو متعلق بقول نووی ہتین جسنے یہہ بیان کیا کہ بعضون نے
نسخہ صحیح مسلم سے الفاظ کاذبا غادرا خائنا اثما کو نکالڈالا اب اس سے
بہی زیادہ تعجب خیز لطیفہ سنئے کہ جس امر پر فریقین ابتدا سے متفق ہین یعنی
قصہ فدک کہ خلیفہ اول سے جناب سیدہ ع نے طلب کیا اور خلیفہ نے

ضربت حیدریہ جلد اول ص ۱۵۲

ازالۃ الغین حصہ اول ص ۱۳۶

بذریعہ حدیث موضوع لانورث محروم کیا اور جناب سیدۃ النسا غضبناک رہیں اور جناب امیر علیہ السلام نے تا حیات جناب سیدہ کہ چھ مہینہ ہے بیعت ابوبکر نہ کی اسکی بھی وہی گت بنائی گئی کہ موضوع قرار پائی چنانچہ مولوی حیدر علی باوصفیکہ منتہی الکلام مین مقر ہین کہ بنای نظاہر روایت صحیحین در قصہ فدک بروایت ام المومنین صدیقہ میتوان دریافت کہ در بیعت صدیق تا زندگی فاطمہ زہرا مکث نمود مگر بعد اوسکے در پے تضعیف روایت ہوے کہ بدالست اپنی اوسکے راوی کو ابوسعید قرار دیا اور بوجہ عدم اسناد زہری اوسکو ضعیف وغیر مقبول بنایا اور بیہقی وغیرہ کی روایت کو موصول قرار دیا حالانکہ اس تضعیف روایت صحیحین مین مرتکب کذب صریح و افترائے فضیح ہوے کیونکہ یہہ روایت تین مقام پر صحیح بخاری مین اور ایک جگہ صحیح مسلم مین موجود ہے بہو منین ابوسعید کوئی واسطہ نہین بلکہ ابن شہاب یعنی زہری عروہ سے اور عروہ بی بی عایشہ سے ناقل ہین پھر دعوے عدم اتصال کیونکر درست ہوسکتا ہے خیر یہانتک تو غنیمت تھا کہ ضعیف ہی کہا مگر ازالۃ الغین مین صاف صاف موضوع بنا دیا چنانچہ کہتے ہین از کتب محدثین چنان بوضوح می انجامد کہ بعد از تنقید و تحقیق در صحت بعضی از روایات صحیح بخاری کلام ست و ہمچنین در بعضی از روایات صحیح مسلم و قیل و قال زین گذشتہ کہ ان روایات کہ اہل حدیث در صحت آن قیل و قال دارند ہرچند اقل قلیل ست مگر در صحیح ثانی زیادہ تر از ان ست و برین قدر اکتفا نمیتوان کرد زیرا کہ

صہ ۹۳ منتہی الکلام

صہ ۹۵ منتہی الکلام

صہ ۵۸۲ ازالۃ الغین مطبوعہ دہلی

افاده ابن اثیر رحمة الله علیه در صدر جامع الاصول جائیکه فرع ثالث در
طبقات مجروحین قرار داده هست دلالت بران دارد که بعض از وضاعین
خود اقرار کرده اند که حدیث فدک را ساخته بر مشایخ بغداد خواندیم همه
قبول کردند مگر ابن ابی شیبه علوی که او علت جعل را فرا سپی برد
و هرگز قبول نکرد و از کتب کلامیه و احادیث الملحق و امامیه بعد از تتبع بسیار
میتوان دانست که اهل تشیع در مطاعن خلفاے راشدین خصوصاً
احادیثیکه تعلق بقصه فدک دارد چه افتراها کرده در لباس تسنن و اعتزال بکرده اند
و قبل ازین گذشت که تمیز و اخراج ایشان از زمره اهلسنت خیلی مشکل افتاده
مگر بعضے از اهل کشف و عرفان لا این امر عظیم که مشکل ترین جمله مشکلها
توان گفت بعنایت ایزدی آسان گشته بعد چند ورق که فریقین
اهل انصاف اندک انصاف نمایند که غضب آن معصومه و هجران وا ام ...
از ابوبکر صدیق امت محمدی که از وجوه اصحاب رسالت مآب بود چنانچه
عالم مخالطت در مجلد امامت عماد الاسلام از اکابر خویشتن نقل میکند در ...
در اسلام نداشت و انواع فضایل از روے صدق دریافت چنانچه
از تفسیر مجمع البیان و منهج الصادقین و خلاصة المنهج معلوم توان کرد
با وجود حقیت خلافتش نتواند بشد با وصف اینکه نماز جنازه خلیفه سلطان
و خلیفه بود چنانچه علماے شیعه اعتراف بورود روایات در این خصوص
دارند کما نقله من الکتاب المسمی بهدایة الاحتمال الجاحد العظام اعلام و ایقان ابوبکر
برلے نماز جنازه وقت شب دفن نمودن آنجناب با وجود علم

بحقیت صدیق از مثل نفس رسول مقبول ممکن ہست لا واللہ ثم لا واللہ
پس معلوم شد کہ ہر چند این روایت در صحیح بخاری باشد مگر چون مخالف
روایات و درایات نسبت اعتماد سے بر آن نمیتوان کرد آیا عاقلے دیندار تجویز
تواند کرد کہ جناب امیر کہ او امیر مصداق علی مع الحق والحق مع علی تا عرصہ
ششماہ بیعت امام بحق نہ نماید خود را معاذ اللہ داخل من مات بغیر امام زمانہ فقد مات میتۃ
جاہلیۃ علیہا مستحقا انشاء اللہ سازد و بعد عرصہ ششماہ وقت استنکار وجوہ ناس
التماس بیعت از امام بحق فرماید ہیہات ہیہات رمد تعصب و عناد و لیہ بصیرت
اہل تشیع را محیط گشتہ کہ درین مقامات بلکہ دیگر امور متنازع فیہا نیز دست
از انصاف برداشتہ و بناء اعتراضات را بر معانی منقسم روایات
گذاشتہ اند کہ خلاف روایت و درایت ہست انتہی اقول ہمارا خیال
جنگ و سر کارزار نیست. کیونکہ تمامی کتب احادیث اہلسنت چہ صحاح
ستہ و دیگر صحاح و چہ سنن و مسانید و چہ سیر و تواریخ و چہ کتب فقہ و اصول فقہ
و علم کلام میں یہ قصہ موجود ہے اہلسنت کو دیکھو جو اس قضیہ سے گذرتا ہم
وہی خوب جانتے ہیں سے کہ مولوی عبد العلی بحر العلوم اہلسنت نے
از راہ کمال ناصبیت خاک بدہانش اسی روایت کی بدولت جناب سیدہ علیہا السلام
کو خاطی قرار دیا اور اجماع اہلبیت طاہرین کو درجہ حجیت سے ساقط کیا
کتب کلامیہ امامیہ میں بھی بخوبی بحث ہو چکی ہے میں نے بھی ذو الفقار حیدری
جلد چہارم میں بخوبی انکی تفضیح کی مگر یہاں بمقابلہ مولویصاحب میں بھی بطور
مطلب واقعی کہتا ہوں نہ بطور مجادلہ کہ اہل انصاف ذرا انصاف فرمائیں کہ کوئی

کہ کوئی عاقل اسکو قبول کر سکتا ہی کہ جناب امیرؑ اپنی پارہ جگر حضرت ام کلثوم بنت سیدۃ نساء العالمینؑ
کا عقد عمر بن خطاب سے گوارا کرینگے جو ارذل ناس و ارذل بطون سے تھے جیسا کہ صاحب
معارف و مثالب شاہ عبدالحق وغیرہ کی کتابوں سے ہویدا ہے اور انواع کفر و نفاق
اوس سے سرزد ہوے جیسا کہ صحاح ستہ وغیرہ سے پیدا ہی حتے کہ خود اپنے نفاق کا بحلف اقرار کیا اور
اپنے کفر کا اظہار کیا جناب رسالت مآبؐ نے بوقت وفات اپنے دولتسرا سے نکال دیا اور جناب سیدہؑ
تا حیات رنجیدہ رہیں کہ ترک سلام و کلام کیا اور اونکی جنازہ پر حاضر ہونیکی اجازت نہ ملی اور
جناب امیرؑ جب مضطر بہ بیعت ابوبکر ہوے تو ابوبکر کو تنہا بلایا اور عمر کے آنے کی روادار نہوے
پس کیونکر ممکن ہی کہ ایسے شخص سے جناب امیرؑ اپنی دختر نیک اختر ام کلثومؑ کا عقد کرین باوصفیکہ
نسبت اونکی حسب وصیت رسول مقبولؐ محمد بن جعفر سے مقرر ہوا اور احادیث نبویہ مین
تصریح ہو کہ بنی ہاشم کا کفو و ہمسر غیر بنی ہاشم نہین ہو سکتا غیرہ وغیرہ جو سابقا مذکور ہوا
لا واللہ لا واللہ ممکن نہین کہ ایسے شخص سے باوصف عدم رضامندی تمامی خاندان بنی ہاشم
بطیب خاطر ایسی نسبت واقع ہو بس معلوم ہو کہ یہ قصہ محض غلط ہی اینجا است کہ صحیح بخاری
و دیگر صحاح ستہ مین بھی یہ قصہ نہین ہی اور کوئی روایت صحیح قطعی سے یہ امر ثابت نہین ہو سکتا
حالانکہ اگر صحیح بخاری مین بھی ہو تو باوصف مخالفت قطعیات عقلیہ و درایات جلیہ اسپر اعتماد
نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اوسمین بھی نہو آیا کوئی عاقل تجویز کر سکتا ہی کہ جس شخص بد خلق و بدکردار سے
خود اوسکی رعایا کی لڑکیان متنفر و کارہ ہون خلاف رائے تمامی خاندان جناب امیرؑ کل اہم
اپنی بیٹی کی شادی کر دین لا واللہ لا واللہ ہیہات ہیہات رہ تعصب و عناد نے بصارت و
بصیرت اہلسنت کو ایسا ضائع و برباد کیا کہ کسیطرح کسی امر حق کو قبول نہین کرتے قطعیات و
یقینیات پر تعجب ہوتا ہی کیونکہ جناب سیدہؑ ابوبکر پر باوصف غصب فدک و منع خمس غضبناک

امیر علی

ہوئیں اور جناب امیر نے بھی با وصف حرمان حق خلافت کیونکر چھ مہینہ تک بیعت نہ کی ور ایسے
امر صریح البطلان پر مطلقاً تعجب نہیں ہوتا جسکی بنیاد اون روایات واہیہ موضوعہ پر قرار دیگئی ہیں
جو عقلاً و نقلاً روایۃً و درایۃً صحیح نہیں بلکہ سراسر غلط و تہمت و افترا و جعل و بہتان ہے چنانچہ عنقریب
ما بعد اسکے معلوم ہوگا اب سنیئے کہ اہلسنت نے فقط انہیں روایات مذکورہ کے انکار پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ
قصہ قرطاس کے بارے میں جو سات مقام پر صحیح بخاری میں اور تین جگہ صحیح مسلم میں موجود ہے مولوی
حیدر علی صاحب ازالۃ الغین میں فرماتے ہیں بدانکہ فقیر را بعد از تتبع کتب قدمای این فرقہ و تصفح مضمرات و مکنونات
ایشان کہ در تالیفات خویش بمقتضای حدیث تضوعی ما اضمر احد شیئا الا و قد ظہر فی فلتات لسانہ
گاہ گاہ ازان خبر میدہند چنان مفہوم شد کہ این حدیث مثل حدیث ردت جمیع اصحاب الا شذاذے
لا بعبابہ از خصایص مذہب امامیہ بودہ و اکابر این مسلک باین اسرار و دقایق آگہی داشتند و این قصہ را
حلق نفیس کمانی می بردند و بکتمانش ہمہ گروہ وصایا می دادند بعد از آن کہ حدیث بدا مصلحت در آن
دیدند کہ در لباس تشنیع این روایت را کہ منتہای آرزوی ایشان بقول مجلسی در بحار و حیات القلوب
است در عہد سہابیش معتقدین خویش از زمرہ اہل حق روایت نمودند تا آنکہ رفتہ رفتہ در کتب
محدثین حسنی ملہم بمین صحت مندرج شد و پر ظاہر ست کہ اگر این حدیث در صدر اول طبقہ
تابعین ثابت و مشہور میبود کتمان و اختفا و آنہم بدین تاکیدات بلیغ انتہا کہ پارہ ازان بگوش رسیدہ
صورت نمی بست و ہر یکی از دیگری عہود و مواثیق چرا میگرفت و میگفت کہ این خبر را باید پوشیدہ داشت
نشود کہ اہل خلاف بر صحت مضمونش خود را قدا امیکنند بر معنی مطلع شوند چنانچہ در نسخہ سلیم بن قیس ہلالی
کہ اقدم و افضل از جمیع کتب احادیث امامیہ توان گفت کما اعترف المجلسی فی مجلد الفتن من البحار
از امور قوم الصدر دلالت میکند و انہم از اشارات و عبارتش ہویداست کہ بعضی از امر
این حدیث مثل نام فاروق از شیعیان ہم دریغ میکردند و کتب رجال و رسایل تحقیق اسما و روات می نگاشتند

ص ۲۹۶ ازالۃ الغین

اول دلیل است کہ مقصود اینها از اختفا و استتار ہمین بود کہ آئندہ علمائے اہلسنت فریب خورند و سہام تدبیر بر نشانہ نشیند و برائے مناظرہ خصوصًا متاخرین را بکار آید و در صورت ظہور این کید پیش نخواہد رفت و جمہور محدثین سنیان خواہند گفت کہ این روایت از خصائص شیعہ است و موید مدعا کہ در اینجا یاد کردم آنست کہ بعضے از علمائے ما باین مکاید پے بردند بحقیقت امر را دانستند چنانچہ ناقضین ہفوات متشہدی از مدے نقل میکنند و میگویند کہ او در مسند خویش میفرماید کہ قصہ ائتونی بقرطاس بے ثبوت و بے اساس است و از شیوخ محدثین نقل مینماید کہ بعد از تصفح بظہور می انجامد کہ در صحیحین دو صد و دہ حدیث ضعیف ست تفرد بخاری ہشتاد و تفرد مسلم بیکصد میرسد و در سی روایت ہر دو بزرگ شریک شدہ اند انتہے پس حال حدیث قرطاس نزد احقر الناس رنگ حدیث فدک مینماید کہ شیخ مبارک جزری ابو السعادات در تصانیف خویش آوردہ و گفتہ کہ بعضے از اہل اختلاق بعد از آنکہ اقرار بجعل و افترا کردند و گفتند کہ ما حصہ فدک را موضوع ساختہ بر محدثین بغداد عرض کردیم و نزد آنہا معنعن بروایت نمودیم پس تمامی جماعت مذکور قبول کردند و بدام فریب واقع شدند مگر این شیعہ علوی کہ بوضع و اختلاق پے بردہ دانست کہ حدیث از موضوعات است و انشاء اللہ تعالے عبارت جزری بعد ازین خواہد آمد بالجملہ از دقائق مکیدت اہل دغا جان بسلامت بردن سخت دشوار است ع

امان گر لطف خدا پیش ہند کامی چند تمام ہوا کلام مولوی حیدر علی

اس کلام سراپا اتہام سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ اس قصۂ قرطاس سے
اہلسنت کی ہوش و حواس کیسے مختل ہوتے ہین بہرکیف ہمکو انکی تقریر و
جواب سے بیان مطلب نہین ہے جو اسطرف متوجہ ہون لیکن بیان سے
معروضات خفیہ کے بخوبی تصدیق ہوے جو سابق مین گذارش ہوے
کہ وضاعین اہلسنت نے قصہ عقد حضرت ام کلثوم کو وضع کرکے بکمال حزم
احتیاط اپنے فرقہ مین چلاکر مشہور کیا بالآخر شیعون نے اوس سے استدلال کرنے لگے
مگر ناقدین اہلحق نے ظاہر کردیا کہ یہہ بالکل بے اصل ہے اور اگر کسیکو یہہ
خیال ہو کہ یہہ ترکیبین اہلسنت کی اپنے خلفاء و صحابہ کی حفاظت مین صرف
بمقابلہ شیعہ ہین کہ اپنی صحیحین کو غلط کردیتے ہین اور روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ بین الفریقین کو باطل کردیتے ہین کیونکہ بمقابلہ شیعہ
سوا اسکے کوئی چارہ نہین پس یہہ خیال صحیح نہین کیونکہ دوسرے مقامون مین بھی
ایسی رد و انکار کے مرتکب ہوتے ہین یا حدیثین نکال دیتے ہین یا وہ تاویلین
بناتے ہین جسپر خود قہقہے لگاتے ہین دیکھیے صحیح بخاری کی اس روایت مین
کہ نعیم بن حماد حشیم سے وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون سے ناقل ہے کہ
مینے زمانہ جاہلیت مین دیکھا کہ ایک بندریا پر چند بندر مجتمع ہوے
اور اوسکے ساتھ زنا کیا لوگون نے اوسپر رجم کیا یعنے سنگسار کیا
مینے بھی اون لوگون کے ساتھ اوسکو سنگسار کیا انتہی علامہ ابن حجر
عسقلانی شرح اسکی فتح الباری مین فرماتے ہین کہ ابن عبدالبر نے
اس قصہ عمرو بن میمون پر سخت اعتراض کیا ہے کیونکہ اسمین نسبت

زنا ہے طرف غیر مکلف کے (یعنی جانورونکی طرف) دوسری بیان ہی کہ حد شرعی جاری ہوی بہایم وحیوانات پر حالانکہ یہہ امور اہل علم کے نزدیک نہایت ہی منکر وقبیح ہین اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر طرق اس روایت کے صحیح ہون تو شاید یہہ بندر اور بندریا از قسم جنات ہون جو مکلفین سے ہین ابن حجر کہتے ہین کہ قول ابن عبدالبر دربارہ عدم صحت روایت صرف بر بنیاد طریق اسمعیلی ہے اور اعتراضونکا یہہ جواب ہے کہ اوس واقعہ کی بصورت زنا واقع ہونے اور رجم ہونے سے یہی نہین مراد ہے کہ حقیقۃً زنا اور رجم ہو بلکہ ممکن ہے کہ چونکہ وہ واقعہ صورت زنا ورجم مین تھا اسوجہ سے زنا ورجم کا اطلاق اسپر ہوا پس وہ اعتراض رفع ہوگیا کہ اس سے لازم آتا ہے احکام شرعی حیوانات پر جاری ہون اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین اس روایت کو نہایت غریب جانا ہے بلکہ گمان کیا کہ یہہ حدیث شاید بعض نسخہاے بخاری مین وارد ہوی ہے اور صرف ابو مسعود نے اسکو اطراف مین ذکر کیا ہے اسی گمان پر حمیدی نے دعوے کیا کہ کسی نسخہ صحیح بخاری مین یہہ روایت نہین ہے شاید کسی نے کتاب بخاری مین بڑھا دی ہو مگر یہہ قول مردود ہے کیونکہ جن جن نسخونپر صحیح بخاری کے ہم مطلع ہوے سبھون مین یہہ روایت موجود ہے اور کافی ہے اسکی صحت مین یہہ امر کہ ابی ذر حافظ نے اپنے شیوخ ثلثہ سے جو ائمہ متقنین سے تھے یہہ روایت فربری سے نقل کی ہے اسیطرح اسمعیلی اور ابی نعیم اور ابو مسعود کا اطراف مین نقل کرنا اسکی صحت کی دلیل کافی ہے ہان روایت نسفی سے یہہ حدیث

ابن عبدالبر بندر وبندریا کو جنات مانتے ہین

انکار حمیدی از وجود روایت مذکور در بخاری

اور اسکے مابعد والی حدیث ساقط ہے مگر اس سے یہہ نہیں لازم آتا
کہ روایت فربری میں یہہ روایت نہیں کیونکہ فربری کی روایت میں بہت سی
روایتیں زاید ہیں بہ نسبت روایت نسفی کی جسپر ہمنے تنبیہ کیا ہے اور
کرینگے انشاء اللہ باقی رہا یہہ امر جو اسمعیلی نے تجویز کیا ہے کہ صحیح بخاری میں
یہہ روایت زیادہ ہوگئی ہے پس یہہ قول اجماع علماء کے خلاف ہے
کیونکہ وہ لوگ بالاتفاق قایل ہیں کہ جتنی روایتیں صحیح بخاری میں ہیں وے سب
صحیح ہیں اور نسبت اونکی بخاری کیطرف قطعی و یقینی ہے پس قول
اسمعیلی تخیل فاسد ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی کسی روایت
پر وثوق و اعتماد نہ رہے کیونکہ جب ایک حدیث میں یہہ امر جائز ہوا
تو ہر حدیث میں یہہ احتمال ہو سکتا ہے پس کسیکو وثوق نہ رہیگا حالانکہ
اتفاق علماء اوسکی صحت پر ہے اور جس طریق سے بخاری نے یہہ روایت
نقل کی اوسپر وہ اعتراض ابن عبد البر جو سند پر طریق اسمعیلی کے ہے نہیں
وارد ہو سکتا اور ہمنے اس مقام میں اسوجہ سے طول دیا کہ کوئی ضعیف
کلام حمیدی سے فریب کہا جاوے اور اوسپر اعتماد نہ کر لے جو ظاہرا انصاف
ہے تمام ہوا ترجمہ عبارت فتح الباری کا اقول اب حاجت کسی امر کے
بیان کرنے کی نہیں ہے مگر اتنا بیان کرنا ضرور ہے کہ بالفرض اگر وہ بندہ
اور بندہ بالغات سے تھی اور احکام شرعی کی مکلف تھی تو یہہ اوسنے
دریافت کر لیئے کہ آپ لوگ کسی امام کے مقلد ہیں یا مجتہد تب رجم کرو
کیونکہ شاید وہ سب مقلد یا امام اون لوگونکے گذرے ہوں جنکے نزدیک

اجماع علماء ہے کہ سب روایات صحیح بخاری کی صحیح ہیں

عموماً فروج حلال ہے کیونکہ ملا علی قاری رسالہ رد امام الحرمین میں فرماتے ہیں
کہ جزری اور ابن عبد السلام اور سبکی ناقل ہیں کہ محی الدین عربی اس بات کے
قائل ہیں کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے جس سے تحلیل
فروج انکے مریدین کے غیر مریدین کے لیے بجائے متعہ نمایان ہوے
پس شاید وہ فرد وقعہ وہ یا جنات اہلسنت کے اس ولی اللہ کے
مقلد یا امام تھے ہوں پھر کیفیت جب اعاظم علمائے اہلسنت صرف اس خیال سے
کہ صحیح بخاری کی روایت غلط ہو جائے اس بندر اور بندریا کی قصہ مین
یہ تاویل نکالتے ہیں کہ شاید وہ جنات سے ہوں اسوجہ سے اونپر احکام
شرعی جاری ہو سکتے ہیں تو اگر ہم لوگ شیعہ بھی اس سے اعظم مطالب
کے لیے کسی واقعہ مین بشرط صحت سند بطور فرض و تسلیم ذکر جنات کا کریں
اور جنیہ کہیں تو اہلسنت کو کیونکر استبعاد ہو سکتا ہے خصوصاً درصورتیکہ
نسبت اس امر کی وہ طرف ہو جو اہلسنت کے نزدیک بھی عالم جن و
انس و باعث ایجاد خلق ہو چنانچہ شواہد النبوۃ ملا جامی میں ظاہر ہے سبحان اللہ
اہلسنت کو اس امر پر تعجب ہوتا ہے نہ شرم آتی ہے کہ بمقابلہ الحق مدعی ہوتے ہیں
… دم سے اور شیطان سے کشتی ہوئی شیطان کو جلا اور شیطان
… سایہ سے بھاگتا ہے اور شیطان نے انکے یہ فضایل بیان کیے
… ابوہریرہ کو شیطان نے سکھایا اور خالد نے شیطان کو قتل کیا
… الدین عربی کے دشمن کیساتھ الہ نے اون مسائل سخت کا جواب دیا
… خلیفہ دوم سا عالم و مجتہد حیران رہا بلکہ طرہ اآن یہ ہے کہ جس زمانہ

۱ے کی نقل صفحہ استقصاء الافحام ص ۲۲۲
۲ے تفصیل اس قصہ کا استقصاء الافحام جلد اول میں ص۵۸۰ کتاب الاکتفاء در باب … محب طبری سے منقول ہے ۱۲ منہ
۳ے صحیح بخاری فضل آیۃ الکرسی ۱۲ منہ
۴ے تفصیل اس قصہ کی جلد اول استقصاء الافحام میں … فتوحات مکیہ شعرانی اور …

اپنی ماں کے شکم میں بحالت حمل تھی اوسکی ماں کو چھینک آئی اور الحمد للہ کہا
تو درون شکم سے کہا یرحمک اللہ کہ حاضرین جلسے نے سنا اور اسپر تعجب ہوتا ہے
کہ جنات کیونکر کسی آدمی کے محکوم ہوے یا کسی صورت پر متشکل ہوے
سبحانک ہذا لشی عجیب زیادہ تر قابل افسوس یہہ ہے کہ انحضرات اہلسنت
کو خلفاے ثلثہ کے کسی قضیہ پر تعجب نہیں ہوتا مگر اہلبیت کیطرف اگر کسی اعجاز
و کرامت کی نسبت ہوتی ہے تو شیعون کے دماغ کھانے پر تلجاتے ہین
دیکھیے انکے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین بذیل اوس قصہ کے
کہ خدا نے اپنی روح کو حضرت مریم پر نازل کی اور وہ بصورت مرد متمثل ہوے
ویسی ہی چند اشکال اپنے مہلک لکھے ہین بلکہ کچھہ جواب بھی دیا ہے
کہ مدار اون جوابون کا محض قدرت باری تعالے پر ہے یا ادلہ سمعیہ یعنے
آیات و روایات پر کہ عقلا اون اشکالات کو قبول کرلیا پس نہ معلوم شیعہ
ایسے جواب مقابلہ اہلسنت کیون محروم کیے جائینگے اور اہلسنت کا
ویساہی جواب بمقابلہ کفار و منکرین وجود ملائکہ و جنات بلکہ جنت و نار کیونکر
مقبول ہوگا کیا غضب ہے کہ علماے اہلسنت محی الدین عربی کو کافر و مشرک
بھی کہیں اور اکابر اولیا سے بھی قرار دین وقت دارد کہ یہہ عذر کین
کہ تفسیق باعتبار ظاہر شریعت ہے اور ولایت اونکی باعتبار باطن بلکہ
فاضل رشید متعہ کی حرمت کو خیبر کی سال میں باعتبار باطن اور سال
فتح مکہ میں حرمت اوسکی باعتبار ظاہر قرار دین لیکن شیعون کی کسی تقریر
کو بطور فرض و تسلیم ایسی فرق ظاہر و باطن مبنی ہو قبول نہ کرین

تفسیر کبیر صفحہ

نیا انصاف ہے حالانکہ جو امر محال ہے بہر طور محال ہے اور جو ممکن ہے
بہر طور ممکن ہے پس جب ملائکہ و جن کا متمثل ہونا بشکل انسانی ممکن ہوا اور
مخالطت انسانی مین شامل ہوا تو پھر کیونکر ایک مقام مین ممکن اور دوسری
جگہ وہی امر محال ہوگا اور جسطرح ان امور مین فرق ظاہر و باطن نکالا جاتا ہے
دوسری جگہ بھی اگر بطور فرض و تسلیم کوئی بیان کرے تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے
العجب کل العجب بین الجمادی والرجب یہہ ہے کہ مولوی عبد الحی صاحب
فرنگی محلی جو خاتم العلماء انکے ہین وہ صرف اس غرض سے کہ اپنے شیخ نجم الدین سے
ترک زیارت رسول ﷺ کے عیب کو مٹامین رسالہ سعی مشکور مین فرماتے ہین

صفحہ ۴۲۶ سعی مشکور

مغتنم آپکا استشہاد حضرت شیخ نجم الدین کے ترک زیارت کے ساتھ جب
درست ہو کہ فی الحقیقت اونکی طرف یہ نسبت درست ہو حالانکہ زیارت
کیواسطے اونکا تشریف لیجانا ثابت ہی نہ بطریق سفر ظاہری بلکہ بطریق طے
مسافت و سفر ہوائی اور بعد ثبوت اسکے منکر اسکا کوئی نہین ہو سکتا مگر
جو کہ کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہوگا اور چونکہ اس قسم کے امور کے علم سے
علمائے ظاہر براحل دور ہین ان لوگون کو کیفیت اونکی زیارت کی معلوم
ہوئے اسیوجہ سے ترک زیارت اونکی طرف منسوب کرکے اونپر ملامت
کی گئی یافعی مرآۃ الجنان مین شیخ مذکور کے حال مین لکھتے ہین لم یر فی الظاہر
خارجا من مکۃ الی مکان بعد من عرفۃ واما فی الباطن فالعلم بذلک راجع الی علماء
الباطن فقد اخبرنی بعض الاولیاء وهو شیخ [illegible] الذی کان ساکنا فی باطنہ [illegible]
قال المارجعت [illegible] زیارۃ النبی متوجها الی مکۃ فاکرم [illegible] فی آخر الدین [illegible] علیہ

فی نفسہ فی کونہ لا یقصد المدینۃ الشریفۃ ویزورہ قال ثم رفعت راسی فاذا بہ فی الہوی مارا الی
جہۃ المدینۃ ونادانی یا محمد اکذا وکذا وذکر کلاما لیسبہ انتہی اور تقی فاسی عقد
ثمین مین بعد حکایت اس حکایت کے کہتے ہین وبہذہ الحکایۃ یجاب عن الشیخ نجم الدین فی عدم اظہار
القصد الی زیارۃ النبی لان الشیخ علیا الواسطی انتقد علیہ ذلک کما ذکر الذہبی والصفدی
انتہی عبارۃ السعی المشکور بہر کیف چونکہ یہ بحث بہی اصل کتاب مین بر بسط سے لکہ چکا ہون
لہذا طول دینا مناسب نہین خیر یہ انکارات اہلسنت طبقہ اولے کے تہے جسکی انہین اشد ضرورت تہے
کیونکہ بمقابلہ حفظ شیخین صحیحین کا ضایع جانا آسان ہے گو صحیحین کا مرض متعدی ہے جسکی ہیچ ولت
دین و ایمان ختم کہ شیخین کی بقا کی بہی صورت نہین رہتی پاتی مگر اب طبقہ ثانیہ کے انکارات کو
ملاحظہ فرمائیے کہ معاویہ کی بابت مین بہی جسکی پاسداری و حمایت سے جان بلب ہیچ کر مستعفی ہو کر کہدیا
کہ اوسکی طرفداری چندان ضروری نہین ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے
صاف صاف باغی کہدیا معاذ اللہ دقت دار و گیر الحق ایسے متواترات
و بدیہیات سے انکار کرتے ہین چنانچہ معاویہ کا سب کرنا امیر المومنین
علیہ السلام کو اور لوگونکو اس امر کا حکم دینا یقیناً ثابت ہے جیسے کہ سنن
ابن ماجہ و صحیح مسلم و حدائق الازہار شرح مشارق الانوار و مستطرف و عقد
ابن ربہ و کتاب المختصر فی اخبار البشر و شرح مشکوۃ ملا علی قاری و تذکرہ
خواص الامہ سبط ابن جوزی و ریاض النضرہ محب طبری و منہاج السنہ
ابن تیمیہ وغیرہ مین منقول ہے بلکہ خود تحفہ مین بہی ہے معاذ اللہ شاہ صاحب
کیا ہوین باب مین انکار کرتے ہین کہ ہمنے تا حال از روے روایت
معتبر ثابت نہین کہ اسیطرح معاویہ کے زہر دلوانے سے جناب امام حسن

کو بھی انکار کرتے ہین حالانکہ استیعاب و تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی و تہذیب الکمال مزی و تہذیب التہذیب و مرۃ العجائب در ربیع الابرار زمخشری و تاریخ ابو الحسن مدائنی و مختصر فی اخبار البشر و حسن السریرہ عبد القادر بن محمد طبری وغیرہ مین بالاتفاق مذکور ہے کہ معاویہ کے حکم سے جناب امام حسن مجتبے فرزند رسولخدا کو زہر دیا گیا مگر فاضل رشید اپنی غرہ الراشدین مین اور مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین اس واقعہ سے انکار کرتے ہین بلکہ دربارہ یزید پلید ایسے ہی بدیہیات کے منکر ہین امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ یہ امر ثابت نہین ہے کہ یزید نے جناب امام حسین کو قتل کیا ہو یا حکم بقتل دیا ہو پس جبتک ثابت ہو اوسکو قاتل نہین کہہ سکتے چہ جائیکہ اوس پر لعنت کرین انتہے اور صواعق محرقہ مین ہے کہ ابن صلاح سے کسی نے لعن یزید کو پوچھا کہ بوجہ قتل کرنے امام حسین کے مستحق لعن ہے تو جواب دیا حکم دینا یزید کا بقتل امام حسین ثابت نہین اور اگر ثابت بھی ہو تو قاتل مسلمان پر لعن نہین چاہیے انتہے اور شاہ عبد الحق صاحب تکمیل الایمان کی بحث لعن مین فرماتے ہین تا انکہ بعضے در یزید نیز توقف کنند و بعضے براہ غلو و افراط در شان وے و موالات وے روند و گویند وے بعد ازانکہ باتفاق مسلمانان امیر شد اطاعت وے برامام حسین علیہ السلام واجب شد نعوذ باللہ من ہذا القول و من ہذا الاعتقاد و دیگر گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکرد و بدان راضی نبود و بعد از قتل وے و از اہلبیت وے مسرور و مستبشر نشدہ و این سخن نیز مردود و باطل است

حاشیہ:
اون کا بیان یہ نقل کیا ہے ... زیادہ تر عین ... مین نقل کیا ہے ... یہ کہ اس ... علماء ... امام حسین ... اہلسنت ...

چہ عداوت آن بے سعادت با اہلبیت نبوی سلام اللہ علیہم اجمعین استثنا
وے بقتل ایشان واذلال واہانت اومر ایشان را بدرجہ تواتر معنوی
رسیدہ ست وانکار آن تکلف ومکابرہ ست انتہی مختصر الطبقۃ ثالثہ
انکارات اہلسنت خیر یہانتک کے انکار کی انکو شدید ضرورت تھی کیونکہ
اس ملعون کو بھی اکابر ائمہ اہلسنت حدیث اثنا عشر خلیفہ واثنا عشر ائمہ
مین داخل کرتے ہین اور امام برحق وخلیفہ راشد جانتے ہین چنانچہ کلام
شاہ عبد الحق صاحب سے بہی اسکی تصدیق ہوتی ہے پھر اسکی اصلاح
مین کیون نہ کوشان ہون لیکن تعجب خیر یہ امر ہے کہ خلفای بنی عباسیہ
کے بارہ مین بھی ایسی ہی بدیہیات ومتواترات کے منکر ہوتے ہین حالانکہ
انکو ائمہ خلفاے اثنا عشر والی حدیث مین بھی داخل نہین لیتے کیونکہ
وہ شرف تو بنی امیہ ہی کا خاص حصہ تھا مگر ان کے فضایح وقبایح مین
ان خلفاے بنی عباس کے بھی بڑے جوش وخروش سے امور
متواترہ یقینیہ کا انکار کرتے ہین اور اجماع ناقل کو غلط ٹھہراتے ہین چنانچہ
علامہ عبد الرحمن بن محمد بن خلدون فرماتے ہین منجملہ ان حکایتون کے
جسکو ملا جلا کر مورخین نے بیان کیا ہے اور تمامی مورخین نے اوسپر
اتفاق کیا ہے یہ ہے کہ وجہ بربادی خاندان برامکہ مین بیان کرتے ہین
کہ خلیفہ ہارون رشید بوجہ مداومت شرب شراب اور عشق ومحبت اپنی
خواہر عباسہ وجعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی وزیر کی چاہتا تھا کہ جلسہ شراب مین
ان سب کا مجمع رہے لیکن خیال پردہ شرعی سے رنگ ان محفل کا منغض

جسم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا اپنے وزیر جعفر برمکی سے عقد کر دیا
باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کرین دونون مین تخلیہ ہونے
پائے جعفر برمکی تو حسب الشرط بخوف عتاب خلیفہ اپنے کو بچاتا رہا
اور باوصف عشق صحبت سے اوسکے مجتنب رہا لیکن عباسہ خواہر
ہارون رشید کی فریفتگی اپنے شوہر جعفر وزیر پر بڑہتی گئی تا اینکہ براہ
حیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئے مورخین کا گمان ہے
کہ عباسہ نے جعفر کو شراب پلا کر جب خوب مخمور کیا اوس حالت نشہ مین
عباسہ کی تمنا برآئی کہ حاملہ بھی ہوئی جب یہہ خبر ہارون رشید کو پہونچی
تو نہایت ہی غضبناک ہوا یہانتک کہ تمامی خاندان برامکہ کو اسی غصہ سے
ہلاک کیا ابن خلدون اس حکایت کے بعد کہتے ہین ہیہات ہیہات بہت
ہی بعید ہے یہہ امر منصب عباسہ سے اور اوسکی دینداری و عظمت
و جلالت سے وہ بیٹی ہے عبداللہ بن عباس کے چار پشتون کا صرف
فرق ہے اور یہہ چارون بزرگوار بھی اشراف دین عظام ملت سے ہین
کیونکہ عباسہ بیٹی ہے خلیفہ محمد مہدی بن عبداللہ ابوجعفر منصور بن محمد سجاد
بن علی ابوالخلفا بن عبداللہ ترجمان قرآن بن عباس عم رسول اللہ صلعم
کی ایک خلیفہ کی بیٹی ہے دوسرے خلیفہ کی بہن ہی محفوف ہے ملک عزیز
اور خلافت نبوی ہے کے ساتھ صحابی رسول بلکہ عم رسول کی پوتی ہے
اوس خاندان سے ہے جسکے لوگ امام ملت ہین اور مظہر انوار وحی
و مہبط ملکہ ہر طرف سے قریب [illegible] عہد ہے صاحب عزت و جلالت و عظمت

دین کے دور ہین معائب وقبائح وفواحش سے اگر اس گھرانے مین
عفت وعصمت نہ پائی جاویگی تو پھر طہارت وپاکیزگی کا گمان کسکا ہوگا
پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے جلیلۃ القدر وعظیمۃ المرتبہ کا عقد جعفر بن یحیے
برمکی سے ہو اور ایسے معظم خاندان عرب کی وصلت ایک مرد عجمی سے ہو
جسکے باپ دادا غلام رہے ہون اس خاندان کے کہ منتہائے شرف انکا
یہی ہے کہ وزیر تھا. بس دولت کا اسی خاندان کی بدولت مدارج عالیہ
پر فائز ہوا اور کیونکر جائز ہے کہ ہارون رشید ایسا بادشاہ بلند ہمت
عالیمرتبت والا دودمان اپنی بہن کی شادی اپنے خاندان کی آزاد کردہ سے
کرے کہ اہل عجم سے ہو پس اگر کوئی شخص منصف مزاج اس حکایت مین
غور کرے اور نظر وتامل سے کام لے اور عباسہ کی جلالت وشان کو
خیال کرے کہ کیسے شاہنشاہ زمانہ کی بیٹی تھی تو ضرور انکار کریگا
اس عقد سے کہ ایسے شاہزادی کی شادی اس مرد عجم سے ہو پس بلا عذر
وتامل اس واقعہ کی تکذیب مین مبالغہ کریگا کہان قدر عباسہ وہارون رشید
کہان دوسرے لوگ وجہ غضب ہارون رشید برامکہ پر نہین ہے مگر تسلط
انکا کہ ہارون رشید ذرہی ذرہی مال کے لئے محتاج ہوتا تھا اسی وجہ سے
ان لوگون کو ہلاک کیا (تمام ہوا کلام ابن خلدون) اب ناظرین باتمکین انکی
فوائد پر غور کرین کہ چند فائدے حاصل ہوتے ہین پہلے یہ کہ ان خلفائے
بنی عباسیہ کو جو آبا و اجداد سے تھے اس معاملہ کے جسکا اتفاق
کافہ مورخین بمکر وحیلہ جعفر برمکی سے وصلت حاصل کی اور صفات نفسانی مین

اوس سے حمل رکھایا اون سبکو ابن خلدون مذکور علماء دین و اشراف
ملت خلیفہ و ابن خلیفہ مہبط ملائکہ و مظہر انوار وحی جانتے ہین کہ اگر دامان
عفت نہ پائی جائے گی تو پھر کہان حاصل ہوگی پس اس سے کمال
عظمت و جلالت ان خلفا کی اہلسنت کے نزدیک ثابت ہوئی انتہی ثانیاً
کہ علامہ سیوطی بعوض مودت ذوالقربے جو آیۂ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودة
فی القربیٰ سے ثابت ہے مودت بنی عباس کو واجب جانتے ہین ثالثاً شہادت
توحید و رسالت کے ساتھ اسکے شہادت بھی ادا کرتے ہین چنانچہ رسالہ
اساس نے مناقب بنی عباس ہین جسمین چالیس حدیثین فضایل بنی

کما نقل فی عبقات الانوار صفحہ ۹۴۰

عباس نقل کی ہین فرماتے ہین واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
شہادة محکمة الاساس اصلھا محبة النبی ص و فرعھا مودة بنی العباس دوسرے
یہ کہ جو امر باجماع مورخین اہلسنت ثابت ہے اوسکو علامہ ابن خلدون اپنے
[illegible] خواہش سے ان خلفا کی باطل کرتے ہین حالانکہ
کوئی رد و قدح رواة وغیرہ بھی نہین پیش کرتے اب مین منصفین حال بخیال
اور مدعیان اسلام و ایمان سے بکمال ادب عرض کرتا ہون
خدا فرمائے کیا جناب ام کلثوم دختر جناب سیدہ نساء العالمین بضعة
خیر المرسلین کی قدر و منزلت عزت و جلالت عباسہ کے برابر بھی نہ تھی
اور خلیفہ دوم کی عالی نسبی بمقابلہ اہلبیت نبی کیا جعفر برمکی سے بھی
کم نہ تھی جو کبھی اسپر غور کرتا اور جیسا جوش و خروش اس امر اجماعی
مورخین کی تکذیب مین دکھایا ہی جوش اس بضعۂ رسول کے بارہ مین دکھاتا

لاس امر مختلف بین الفریقین کی تحقیق پر ایک اجمالی نظر ڈالی ورنہ اشتباہ روات
و اغلاط ناقلین کے چھان بین کرتے ہارے کیسی محبت دینا ان اہلسنت پر
غالب ہوگئی کہ جو خلیفہ ہوا اوسکی ہوا خواہی مین مبتلا ہوئے خلفاے
ثلثہ کے بعد معاویہ ویزید وہارون ومامون کے لئیے بھی ویسی ہی فدائی
بنی جو امر ان لوگون کے موجب طعن وعیب معلوم ہوئے اونکی تاویل
کرنے لگے نہ بن پڑا تو انکار کر دیا بھلا ابن خلدون ہین جنہونے صرف اسی
ایک واقعہ کے انکار پر کفایت نہین کی دیگر وقائع مین بھی ان خلفاے
بنی عباسیہ کے یونہین منکر ہوئے مثلا سکے کہ ہارون مامون کی شراب خوری
اور قاضی یحیی بن اکثم کی ندیمی سے انکار کیا حالانکہ اسکو بھی اجماعی کافہ
مورخین سے جانتے ہین مگر کرتے ہین اور مامون رشید کے عاشقے
بوران بنت حسن بن سہل سے بھی انکار کیا چنانچہ بعد نقل اس قصہ کے
اجمالا کہ مامون نے رات کی گشت مین ایکجگہ زنبیل دیوار سے لٹکی ہوئی
دیکھی اوسمین بیٹھ گیا وہ زنبیل اوپر کھچنے لگی وہان پہونچا ایک مکان آراستہ
پیراستہ دیکھا اور نہایت حسین وجمیل لڑکے نظر پڑے تمام شب شراب
پیتا رہا صبح کو جب اپنے دربار مین آیا تو اوسی کے عشق کے نشہ مین
مخمور تھا یہانتک کہ اوس فریفتگی مین اوس لڑکی کے باپ کو راضی کرکے
اوس سے عقد کرلیا فرماتے ہین کہان یہ سب امور اور کہان مامون سا
خلیفہ عالم ودیندار سیرت خلفاے راشدین کا پابند کہ اسکے باپ دادا
سے جو سبکے سب خلیفہ تھے ارکان مذہب کی تعلیم لی ہمیشہ علماے

ص ۳۱۶ جلد اول تاریخ ابن خلدون

بحث و مذاکرہ علمی مین مشغول رہتا تھا اور احکام خدا کا مطیع تھا اوس سے ان امور کو کیا مناسبت جو فساق و فجار کے افعال سے ہین و راو باش و عشاق کے اطوار سے اور ان امور کو بوران دختر حسن بن سہل سے کیا واسطہ جو اوس خاندان شریف سے تھے کہ جہان بجز عفت و عصمت کسی امر کا چرچہ کبھی نہ تھا اسیطرح بہت سی حکایتین ہین جنسے مورخین کی کتابین مملو ہین چونکہ یہ لوگ خود ایسے لذات محرمہ اور فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین لہذا ایسے ایسے حکایات و روایات بنا کر ایسے لوگون کیطرف منسوب کر دیتے ہین تاکہ وقت دار و گیر انہین قصونکو پیش کرین اور طعن و لعن سے اپنی جان کو بچائین انتہے خلاصہ کلام ابن خلدون پس جای حیرت بلکہ محل حسرت ہے کہ ہارون و مامون کے یون پلہ کشی کیجاے اور اہلبیت رسول ذریت بتول مخدرات سرادق عظمت و جلالت صاحبان آیہ تطہیر کے بارمین برعکس اسکے وہ خارج از عقل و قیاس باتین نسبت کیجائین جنکو کوئی عاقل دیندار قبول نکرے پس گو اہل اسلام تابعین خیر الانام عموما حسب احکام اکابر اہلسنت مثل قاضی عیاض و مازری و نووے شاہ عبد الحق و فاضل رشید و مولوے حیدر علی و ابن خلدون بجانب تھے کہ محض بخیال شرافت و سیادت و عظمت و جلالت حضرت رسول سرور عالم فخر بنی آدم و دنائت و رذالت خاندانی خلیفہ دوم و فظاظت و غلظت واقعی حضرت ثانی امر نسبت مناکحت سے انکار کرین اور بقسم خدا و رسول و شہادت ملائکہ [illegible] وہ انبیاء مرسلین بلا خوف [illegible] مرا اس کمین بہتان بہتان

بہت بعید ہے شان وعظمت وجلالت جناب امیر نفس رسول بشیر ونذیر
سے کہ اپنے پارہ جگر دختر نیک اختر حضرت ام کلثوم بنت سیدہ نساء العالمین
کا عقد باین تفاوت سنی خلیفہ دوم سے کرین جنکے ایمان کو حسب روایات
فریقین کفار سے ہمسری ہو اور بقول ابو حنیفہ ایمان ابلیس کو اونپر برتری
اور حضرت عباس وعمرو عاص وخالد بن ولید ومہاجر بن خالد وخولہ بنت
حکیم وغیرہ وغیرہ صحابہ وصحابیہ مقبولین اہلسنت بلکہ ابو سفیان وغیرہ اونکی نسب
وحسب پر طاعن ہین ہم اشرف الناس نے باین بزرگی وعظمت وجلالت صاف صاف
وہ گالیان سنائین کہ رذیل سے رذیل بھی وہ گالی نہ سنے بھلا ممکن ہے
کہ جنکو رسالتمآب اپنی دختر نیک اختر کے لائق نہ جانین اور انکار کرین
اوس دختر کی دختر کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور کیا جناب امیرؑ کو عائشہ
بلکہ ام ابان کے برابر بھی قدرت نہ تھی جو ایسے قصد سے خلیفہ کو باز رکھتے
چہ جائیکہ جناب امیر سا امام الاجمعین نفس فخر المرسلین باآن علو ہمت اس
افحش طریقہ سے بلا عقد ونکاح اپنے پارہ جگر بضعہ خیر البشر کو اس شیخ سو
کے پاس بھیجدین جس سے کشف ساق وتقبیل وضم صدر وغیرہ امور ظاہر
ہوا ور ان بنی ہاشم کو جنپر غیرت وحمیت کا خاتمہ ہے کچھ جوش بھی نہ آوے
لا واللہ لا یکون ذلک ابدا جو شخص صاحب عقل وانصاف ان وقایع کا
مین غور وتامل سے کام لیگا اور کچھ بھی خیال خدا ورسول ہوگا تو اس واقعہ
سے بہ بداہت عقل انکار کرے گا اور بلا تامل تکذیب محدثین مورخین مین کد
وکاوش کریگا خصوصا اہلسنت جنکو اثبات ایمان واداب خناسی خلیفہ دوم

کی اشد ضرورت ہی بھلا کب مان سکتے ہین کہ خلیفہ دوم بخیال حق تلفی ابوبکر
اونکی بیٹی ام کلثوم کے عقد سے باز آئین اور بغرض حق تلفی رسول و ایذای
اہلبیت طاہرین و ابطال احکام سید المرسلین اس جبر شدید کے ساتھہ
عقد کرین اور موذی خدا و رسول بنین حاشا وکلا ہرگز عقلاء منصفین اہلسنت
اسکو نہین مان سکتے اور بدون ابطال و تردید ان روایات موضوعہ کے
اونکو چارہ نہین چنانچہ انشاء اللہ غلطی ورموضوعیت ان روایات کے
بنابر اصول اہلسنت ثابت کیجاتی ہے پس گو کہ محض یہی امور عقلیہ بدیہیہ سکے رد و
ابطال کے لئے کافی تھے اور ہین لیکن چونکہ الحق مثل اہلسنت نے مثل مداح ان
بنی امیہ و بنی عباس ہٹ دھرم و ناانصاف نہین ہین بلکہ مدار اونکی تقریر و
تحریر کا احقاق حق و تحقیق امر واقع پر رہتا ہے لہذا مین ابھی اون احکام عام
سنکر ہین و قائع صحیحہ کو تکذیب و انکار ہین اس واقعہ موضوعہ و غلط کی جاری
نہین کرتا بلکہ خاص حکم فاضل رشید کو بھی جو دربارۂ تکذیب و ابطال حدیث
صحیح مسلم مستلزم شناعت قطعیہ چار یار کہا کہ چونکہ یہ حدیث صحیح مستلزم
شناعت قطعیہ چار یار ہے لہذا باتفاق فریقین رد و ابطال یا تاویل اوسکا
واجب ہے جاری نہین کرتا بلکہ صرف یہی کہتا ہون کہ عقل و نقل کو ملاکر
امانت و دیانت کے ساتھہ تاریخی واقعات سے جانچ کر اس نکاح کے
عدم وقوع یا وقوع کا یقین کرو اگر اسکے ساتھہ ان فسادات اور
قباحتوں کا بھی لحاظ ہو جو مذکور ہوے تو سبحان اللہ نور علے نور اور اگر
بار ہین نکسی شیعہ کا قول او جنکو اہلبیت رسول سے خاص تعلق ہے

نہ اونکی روایتین دیکھو بلکہ صرف اپنے ہی علماے اہلسنت کے (جو صحابہ بلکہ
خلیفہ دوم کے فدائے خاص اور جان نثار ہین اور اہلبیت طاہرین کے
دشمن یا غیر طرفدار) اقوال سے تطبیق دے لو اور رجوع و توفیق کر لو انشاء اللہ
بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ یہہ نکاح واقع ہوا نہ اس قصہ کی اصلیت ہے
راویون نے یا بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین اگر دو تین ہمنامون کے
قصے دوسریطرف جوڑ دئے یا بے ایمان جھوٹے راویون نے جان بوجھکر
اس غلط قصہ کو گڑھا اور جھوٹی تہمت لگاکر اپنے موضوعات کو مشہور کردیا
اور اونکے بعد والی علمانے بلا غور و تامل بلا تحقیق و تفحص اوسکے نقل کی
یا وہ بھی اوسی وضع و افترا اور جعل و تہمت مین اونکے شریک غالب ہوے
لہذا اسکی تحقیقات واقعی بر بنیاد دو اصول دو مقالو مین کیجاتی ہے

مقالہ اولے بر بنیاد اصول اشتباہ رواۃ ہر صاحب عقل سلیم و فہم
مستقیم اگر ذرا غور و تامل سے کام لے اور عنان انصاف ہاتھ سے نہ دے
تو بالیقین معلوم کریگا کہ اگر رواۃ اس قصہ کے بفرض تسلیم بالعمد مرتکب
کذب صریح و افترائے فضیح نہین ہوے تو نقل واقعہ مین مبتلاے اوہام
و خطا ضرور ہوے اور کسی وجہ سے وضعًا یا بجہت اشتراک نام مشتبہ ہوکر
اونھون نے مختلف اشخاص کے واقعات کو شخص واحد کیطرف منسوب کردیا
لہذا مقالے مین نتیجہ تحقیقات یعنی اصل کیفیت واقعہ لکھتا ہون پھر اوسکی
دلیلین بعد اوسکے وجوہ اشتباہ و اغلاط اور دلایل اور نظایر اوسکے

امر اول یعنی حقیقت نکاح پس واضح رہے کہ نصفت پیرای اہل سیرت

کہ جہانتک کتب سیر و تواریخ و احادیث اہلسنت پر اسماوہ مین نظر ڈالیجائے
اور تحقیقات واقعی کیجائے وہانتک یہہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ کسیطرح
نہ یہہ عقد واقع ہوا نہ کوہی تذکرہ اسکا آیا بلکہ اصلیت اسکی اسقدر معلوم ہوتی ہے
کہ چونکہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے جو بعد ابوبکر پیدا ہوئے تھے
اپنے ایام خلافت مین عقد کرنا چاہا اور عایشہ کو اسکا پیغام دیا ام کلثوم
مذکورہ نے انکار کلی کیا اور خلیفہ دوم کی شدت و خشونت و غلاظت و فظاظت
کے سبب سے بالکل ناپسند کیا تو بی بی عایشہ نے مضطر ہوکر عمرو عاص
حیلہ ورکو بیچ مین ڈالا اوسنے اس عقد کے ہونے سے لزوم حق تلفی ابوبکر
کا خیال دلا کر عمر کو روکا پس یہہ ایک مادہ اصرار و انکار کا اونکو ہاتھ لگا جسکو
کل روایات عقد مین بیان کرتے ہین اور انکار ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ
بھی اصل انکار و اصرار کا موید ہوا دوسرا امر باعث تیقن بوقوع عقد یہہ ہوا
کہ چونکہ خلیفہ دوم کی ایک زوجہ جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت مین تھی جس سے
زید بن عمر متولد ہوا اور مادر و پسر نے بوقت واحد ایام معویہ مین وفات پائی
اوس زوجہ کا نام ام کلثوم تھا اور صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط سے عقد کیا کہ وہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم ہوئین پس یہہ دو مادہ
اونکے تیقن بوقوع عقد بعد انکار ہوئے ایک ام کلثوم کا انکار کرنا اور دو ام کلثوم
کا زوجہ عمر ہونا جاہلیت اور اسلام مین آپ ہوا تو فلان اخبار نے خواہ
اشتباہ خواہ بالقصد انہین دو مادہ واقعہ کو منشاء انتزاع قرار دیکر یہہ اختراع کیا
کہ ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے خلیفہ دوم نے خطبہ عقد کیا جناب امیر نے

انکار کیا ادہر سے اصرار ہوا آخر عقد واقع ہوا اور اوسنے زید پیدا ہوئے
اور ماں بیٹے نے ساتھ بوقت واحد بعہد معاویہ وفات کیا اور جناب امام حسینؑ
نے نماز جنازہ پڑہے پس دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف روایات
کو نام کے اشتراک کے سبب سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کیطرف
خواہ بالعمد خواہ بالاشتباہ منسوب کیا اور انحضرت کو سرمایہ افتخار ہاتہہ آیا
کہ عمر بن الخطاب کا عقد دختر جناب امیرؑ سے ہوا یہ اصل واقعہ ہے
کہ غتر بود کا قصہ نقل کا لاصل بنا امر دوم یعنی دلایل ان دعوے دنکی
پس دعوے اول یہہ ہے کہ ایک ام کلثوم دختر ابو بکر تھی اثبات اسکا اصل
کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم مین اصابہ نے معرفۃ الصحابہ اور اسماء الرجال
مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی اور تاریخ الخلفاء سیوطی اور صحیح مسلم اور موطا
امام مالک اور کنز العمال اور کتاب کامل علامہ ابن اثیر جرزے وغیرہ سے
کیا گیا ہے یہان صرف عبارت شیخ عبد الحق دہلوی کے ترجمہ پر اکتفا
ہوتا ہے کہ ابو بکر کے دختر دن کے ذکر مین فرماتے ہین لیکن بیٹیان نہیں عائشہ
خواہر عبد الرحمن اسماء بنت ابو بکر خواہر عبد اللہ بن ابی بکر جو سب سے
بڑی تھی اور ام کلثوم سب سے چھوٹی تھی اور ماں اوسکی نصرانیہ تھی پس
ام کلثوم دختر ابو بکر کا وجود ثابت ہوا باقی رہا دعوی دوم یعنی قصہ
بعقد ام کلثوم دختر ابو بکر اور انکار اوسکا پس ثبوت اسکا اصل کتاب مین
کئی طرح سے کیا گیا ہے یہان وہی عبارت کتاب کامل علامہ ابن اثیر
جرزی کافی ہے جو مطابقانہ کو ہوی کہ عمر نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے

امر دوم یعنی دلایل ان دعوے دنکی
صفحہ ۲۳۳ اصابہ
تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴ مشکوۃ
اسماء الرجال صفحہ ۶۰۲ ورق نمبر ۹
اسماء کی بیٹی ہو
کہ ماں اوسکی
حبیبہ بنت خارجہ تھی
صفحہ ۲۲ کتاب کامل جلد ۳ مطبوعہ

عقد کرنے کا قصد کیا اور عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم نے انکار کیا اور کہا یہ
مرد شدید خشن العیش ہے کہ دروازہ خیبر اپنے ازواج پر بند کرتا ہی تیوری
چڑہائے گہر مین آتا ہے اور ناک بہون چڑہائے باہر جاتا ہے مین ایسے
شخص سے نکاح کرنا نہین چاہتی تا آخر روایت جو سابقاً مذکور ہوئی
اور رجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہے کہ ابو بکر نے عایشہ سے وصیت کی
کہ مجھے القا ہوا ہے کہ میری زوجہ حبیبہ بنت خارجہ سے لڑکی پیدا ہو اوسکے
بارے مین نیک وصیت کرتا ہون پس بعد موت ابو بکر لڑکی پیدا ہوئی عایشہ نے
اوسکا ام کلثوم نام رکہا عمر نے اوسکا خطبہ کیا تو ام کلثوم نے انکار کیا
اور عایشہ سے کہا کہ تم مجھے عمر سے بیاہتے ہو حالانکہ اوسکی شدت وخشونت
عیش سے بخوبی واقف ہو واللہ اگر میرا نکاح اوس سے کیا تو مین قبر
رسول پر جاؤنگی اور اسکی فریاد کرونگی ہم ایسے شخص سے عقد کرینگے
جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون پس عایشہ نے عمرو عاص کو بلایا
اور یہ قصہ سنایا عمرو عاص نے کہا ہم تمہاری کفایت کرینگے پس عمرو عاص نے
بمکر وحیلہ عمر کو اس عقد سے روکا انتہے پس ام کلثوم دختر ابو بکر سے عمر کا
قصد عقد کرنا اور اوسکا انکار بلکہ قبر رسول مختار سے فریاد کرنے کا عزم بشرط
وقوع عقد اور عایشہ کا اضطرار بخوبی ثابت ہو لیکن دعوی عمر کا ثبوت
کہ خلیفہ دوم کی زوجہ کا نام ام کلثوم تہا پس ثبوت اسکا بہی چند دلائل
کتاب کامل و اصابہ و تاریخ طبری و تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و اسماء الرجال مشکوٰۃ
شیخ عبد الحق دہلوی و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ وغیرہ سے اصل کتابین

رجال مشکوٰۃ

مندرج ہے یہان اصابہ اور کامل سے اثبات کیا جاتا ہے اصابہ
مین ہے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر بن الخطاب والدہ عبید اللہ
بن عمر ذکر اوسکا بخاری مین بھی آیا ہی بلا ذکر نام اور کتاب کامل مین ہے عبید اللہ بن عمر اور زید
اصغر کی مان ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہی کہ اسلام نے دونون مین جدائی ڈالدی انتہی اسی
عبارت سے دعوی چہارم یعنے زید بن عمر کا شکم ام کلثوم مذکور سے ہونا بھی
ثابت ہوا ہان یہان یہ شبہہ ہوسکتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم تو بسبب اسلام
خلیفہ سے علیحدہ ہوگئین پھر وہ یقین کہان جو محل اشتباہ روات مین پیش کر سکین اور
اسکے قایل ہون کہ خطبہ و انکار ام کلثوم دختر ابوبکر و زوجیت ام کلثوم
سابقہ نے رواۃ کو شش بتہہ کیا مگر یہ شبہہ محض واہی ہے کیونکہ جب اشتباہ
ہی سے ہے تو پہر رہنے کی کیا ضرورت ہی اشتباہ تو بلا وجہ بھی ہو جاتا ہے
چہ جائیکہ یہان تو وجوہ بھی قائم ہے گو بفرض و تسلیم اوسکو زمانہ ممتد گذرا ہو
مع ذلک زوجیت ام کلثوم کی خود اسلام کی حالت مین ثابت کرتا ہون
کیونکہ اس ام کلثوم کے پسر زید کو زید اصغر کہتے ہین اور حضرت ام کلثوم
کے فرضی پسر کو زید اکبر پس ضرور ہے کہ زید اصغر چہوٹے ہون زید اکبر فرضی
سے اور وہ بدون بقاے ام کلثوم بنت جرول مادر زید اصغر زوجیت خلیفہ دوم مین
ولادت زید اکبر فرضی کے بعد تک جو متصل یوم وفات خلیفہ دوم
ناممکن ہے اور نیز عبید اللہ بن عمر کو بھی بطن ام کلثوم خزاعیہ مذکور سے
وسمجھے ہین پس اگر ایام ہذہ مین مفارقت ہوئی ہوتی تو ولادت ممدوح
زید بن عمر و عبد اللہ بن عمر کے مقدم ہوتے اس مفارقت پر پس

شمار افراد صحابہ مین ضرور ہوتا حالانکہ کوئی اونکو اصحاب مین سے نہین کہتا
بلکہ تابعی کہتے ہین چنانچہ شاہ عبدالحق نے صرف عبداللہ بن عمر کو صحابہ
مین شمار کیا ہے اور عبدالرحمن اکبر برادر حقیقی عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ عہد
رسول مین پیدا ہوا مگر کوئی حدیث یاد کرنیکی نوبت نہ آئی پس بخوبی
ثابت ہوا کہ ایام ہدنہ یعنے زمانہ صلح حدیبیہ مین خلیفہ دوم سے اور اونکی زوجہ
ام کلثوم سے مفارقت نہین ہوئی پس یہہ بیانات انکے غلط ٹھہرے علاوہ
اسکے اس بنیاد پر کہ ایام ہدنہ مین مفارقت ہوئی بیہودہ فضائل خلیفہ دوم
کہ بدولت انکی اسلام ہے کے اسلام کو قوت ہوئی عبادت خدا علانیہ ہونے لگی
ہوا ہوتے ہین کیونکہ جب انکی اسلام خشونت التیام نے اتنی بھی تاثیر کی
کہ اپنی بی بی کو مسلمان بناتے تو دوسرو نمین کیا تاثیر ہوگی یہ صفت خلیفہ
اول ہی کے لئے مبارک رہنے دین کہ تا بہ فتح مکہ نہ اونکے باپ مسلمان ہوئے
نہ بی بی نے اسلام قبول کیا نہ بیٹے نے بلکہ عبدالرحمن بن ابوبکر تو بروز فتح
مکہ لڑنے آئے تھے جسپر اونکے پدر شفیق شیخ عتیق ابوبکر صدیق کو جوش آیا
انکی بعض خلیفہ اول کی زوجہ کو البتہ ایام ہدنہ مین طلاق ہوا کیونکہ وہ کافرہ
ایسی جابرہ تھی کہ کسیطرح اسلام قبول نہ کیا آخر جدا ہی ہوئی خلیفہ دوم کو
کہان اتنی تاب تھی کہ اپنی بی بی کو کافرہ رہنے دین بہن بہنوئی کے مسلمان
ہونے پر تو یہ جوش آیا کہ گھر مین گھسکر خوب زد و کوب کی جب سب لہولہان
ہوئے تب چھوڑا پس کب ممکن ہے کہ ایسا شخص جابر خود اپنی زوجہ کو
حالت کفر مین رہنے دے اور کوئی قابو نہ چل سکے پس اس سے معلوم ہوا

کردہ بیان انکار محض غلطی ہی علاوہ بران خود ازالۃ الخفا مین بہت سی امور ایام خلافت کی
ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم کیطرف منسوب ہین چند روایتون مین اسکا ذکر ہی جس سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم
زوجہ سابقہ زوجیت مین ہی ہیں قول ان علما کا بمفارقت ام کلثوم سابقہ غلط ٹھہرا ایسا ہی قدرت خدا
دیکھنا چاہئے کہ اگرچہ یہہ وجوہ دفع شبہ کے لیے کافی ووافی تہی مگر چونکہ ان
علمای اعلام کے اقوال مین مذکور تہا کہ جب آیہ لا تمسکوا بعصم الکوافر نازل ہوا تو خلیفہ ثانی
ام کلثوم مذکورہ کو طلاق دیا جیسا کہ اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ہے تو
اسکی تحقیقات کے لیئے تفاسیر اہلسنت پر نظر ڈالی خصوصًا تفسیر کبیر
امام فخر الدین رازی پر توجہ ہوی مگر کہین سے اس قول کی تصدیق نہ
ہوی کسینے یہہ نہ لکہا کہ اس آیہ کے نزول کے وقت خلیفہ دوم نے اپنی
زوجہ سابقہ ام کلثوم کو یا دیگر ازواج کو طلاق دیا ہو بلکہ برعکس اسکے
یہہ فائدہ جدیدہ حاصل ہوا کہ بعد نزول اس آیہ کے خلیفہ دوم نے
دوسرے ام کلثوم سے بمقام حدیبیہ جہان انکو ثبوت جناب رسالتماب صلے اللہ
علیہ وآلہ مین شک ہوا تہا عقد کیا پس اب دو ام کلثوم جاہلیت واسلام کی
ملاکر انکی زوجیت مین در آئین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید
جو ایام جاہلیت سے عقد مین تہے دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
جس سے بعد نزول آیہ مذکورہ عقد کیا چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے بذیل
تفسیر آیہ لا تمسکوا زہری سے روایت ہی کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
اوٹہتی جوانی مین اپنے شوہر عمرو عاص سے بہاگ کر خدمت رسول خدا
مین حاضر ہوے اور اوسکے ساتھ دونو بہائی اوسکے عمارہ اور ولید

دو ام کلثوم زوجۂ خلیفہ دوم

بھی بھاگ کر آئے پس کفار قریش سے اعزا و اقربا ام کلثوم کے آنحضرت
پاس آئے اور کہا کہ حسب شرائط صلحنامہ ان لوگوں کو واپس کیجئے آنحضرت
نے عمارہ اور ولید برادران ام کلثوم کو حوالہ کر دیا جب ام کلثوم کی استرداد
کا دعوے کیا تو فرمایا وہ شرطیں دربارہ مردوں کے تھیں نہ دربارہ عورتوں کے
اور بروایت ضحاک آنحضرت نے فرمایا کہ شرط یہ تھی کہ اگر کوئی عورت بحالت کفر
آئے تب واپس کریں اور اگر مسلمان ہو کر آئے اور شوہر دار ہو تو جو کچھ اوسکو
شوہر کا خرچ ہوا ہو پھیر دیں پس بنا بر اسی قاعدہ کے آنحضرت نے
ام کلثوم سے بحلف پوچھا جو اوسنے بیان کیا حضرت نے دے دیا اوسکے بعد
عمر نے اوس ام کلثوم سے عقد کر لیا انتہی پس اس روایت سے بعوض وقوع
طلاق ام کلثوم زوجہ ایام جاہلیت وقوع عقد خلیفہ دوم ام کلثوم بنت عقبہ
بن ابی معیط کے ساتھ ثابت ہوا والحمد للہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید رواۃ اہلسنت کو
یہاں بھی اشتباہ ہوا اکثر ام کلثوم کو زوجیت عمرو عاص سے خلیفہ دوم کیطرف
بتقارب اسم بطور طلاق منسوب کر دیا اور روایت کرنے لگے کہ خلیفہ دوم نے
ام کلثوم کو طلاق دی یا بغرض مساوات خلیفہ اول بالعمد ایسی نسبت کے
مرتکب ہوئے ہوں کیونکہ بوقت ہدنہ زوجہ ابو بکر وابو بکر سے مفارقت واقع
ہوئی ہے پس کیف مراد عہدے بخوبی ثابت ہوا کہ ام کلثوم خلیفہ دوم کی ایک
[illegible] زوجہ ہے جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت میں تھی دوسرے ام کلثوم
جو اسلام لائی بوقت صلح حدیبیہ سے انکی خدمت میں آئی اور علی تخمین [illegible]
تیسری زوجہ [illegible] کا نام بھی ام کلثوم مرقوم ہے بیٹے یا اور عاصم بن عمر کو بھی

تاریخ [illegible] ابن حجر [illegible]

ام کلثوم کہتی ہین و ہذہ عبارتہ و عاصم امہ ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت
حمی الدبر یعنی عاصم بن عمر کی مان ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے
پس یک نشد دو شد بلکہ سہ شد کی بخوبی تصدیق ہوئی باقی رہا دعوے پنجم یعنے
اسی ام کلثوم اور زید مان بیٹے نے وقت واحد مین بعہد معاویہ وفات
کیا پس ثبوت اسکا خود اسے سے ظاہر ہے کہ جناب ام کلثوم دختر جناب امیرؑ
اپنی بھائی جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کے ساتھ معرکہ کربلا مین شریک
رہین اور سارے ظلم و جور و ستم و مصائب و الام مین اپنے بھائی امام حسینؑ
کے غمخوار رہین اور بعد شہادت سید الشہدا ایک مدت تک اسیری مین آلام
سہا کین پس اگر حضرت ام کلثوم نے عہد معاویہ مین وفات پائی ہوتی جیسا
کہ رواۃ اہلسنت کا بیان ہے تو معرکہ کربلا مین جو اسکی مدت بعد ہوا کیونکر
شریک ہوتین اور کاہیکو یہ مصائب و آلام جھیلنے پڑتے پس معلوم ہوا
کہ وفات کرنیوالی اپنے بیٹے زید کے ساتھ بعہد معاویہ دوسری ام کلثوم
ہے یعنے زوجہ سابقہ خلیفہ دوم اور شریک معرکہ کربلا دوسرے ام کلثوم
ہین یعنے دختر جناب امیرؑ خواہر جناب امام حسینؑ دونون مین کوئی واسطہ
نہین صرف نام کے اشتراک نے رواۃ کو اشتباہ مین ڈالا اور بوجہ شہرت اس نام
کے دو اور عورتون کے مختلف قصے ادہر منسوب ہو اور درصورتیکہ
خود صحیح بخاری مین مکہ کا قصہ اور مدینہ کا ملا جلا کر بیان ہوا ہے تو اگر روایات
غیر صحیحہ مین باوجود اسباب اشتباہ کہ قوے اونکی اشتراک نام سے ہے اشتباہ
ہو تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے امر سوم یعنے اسباب اشتباہ دو و یقین بلاشبہ

واعظین علیہ التحیۃ والثنا
زیارت اسیاب حاضرہ
مثال الدار ودی
ہم تعصب اللہ یہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اسباب تغیر آثار

یہ امر روزمرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربہ سے ہر شخص پر مثل بدیہیات
کے ظاہر ہے کہ جو امور ہماری نگاہون کے سامنے ہوتے ہین اور اونمین
بلکہ سو ہزار اوسکے دیکھنے والے ہوتے ہین دیکھی ہوی بات مین دوسرے وقت
کیا دہوکے واقع ہوتے ہین حتی کہ ان مشاہدات مین جسکی زیارت و حفاظت
اثنا رہین لوگ کوشان رہتے ہین ایسے دہوکے پڑتے ہین کہ اصل امر کا
دریافت محال ہو جاتا ہے چنانچہ مولوی حیدر علی دربارہ عدم تعین قبر مطہر
جناب سیدہ نساء العالمین بضعۃ خیر المرسلین کہتے ہین اگر مراد شما آنست کہ از
عبارت کتاب مسطور دریافت میشود کہ مقام قبر او معین نیست پس مسلم است
بسیارے از قبور بزرگان در صدر اول معلوم بود و بعد ازان بجہت بعد زمان
و تقادم عہد اختلاف روایات بیش از بیش پیدا شد و تحقیق آن کما ینبغی بہلوغ
استحالہ رد کما فی ازالۃ الغین پس جب ایسی قبر مبارک جو زیارتگاہ عام
مسلمین تھی باوصف سعی ضابطین آثار و حافظین اسرار و اخبار یون محو ہوے
کہ تحقیق اوسکی ہر پہلو سے محال قرار پائی تو واسے بر حال اخبار سماعیہ کہ
مدار اوسکا نقل و حکایت پر اونہین مشاہدات کی ہے جو یون محو و سہو ہو گئی ہین
بہر کیف جب اون مشاہدات کی نقل ہونے لگی تو خود دیکھنے والے اوس
ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہین اور سننے والے لوگ اون
اخبار سماعیہ کو کتنے مختلف طور سے سنتے ہین اور اسیطرح جب نقل اوسکی
منتشر ہوئی اور وہ خبر دور دور تک مشتہر ہوئی تو بلا قصد وضع و افتراء
پھر کسی سبب خاص اور مذاق و ضرورت کے کتنے رنگ بدل جاتے ہین اصلی

ص ۸۹۱

واقعہ تو غایب ہو جاتا ہے اور سیکڑون ہزارون اضافہ اوسپر ہو جاتے ہین
پس جب اپنی آنکھون کی دیکھی بھالی بات تو ہنین یہ شگوفے پیدا ہوتے ہین رتی کا پہاڑ
بن جاتا ہے تو جن خبرون کو تیرہ سو برس گذر گئے اوسکی کیا حالت ہو گئی
جنکا لکھنا پڑھنا ہوا بھی تو دو سے برس کے بعد کہ اونہین سنی سنائی باتونکو
لوگون نے لکھا اور سننا بھی اونکی زبانی جو ایکطرف کے پکے طرفدار
دوسری طرف کے پورے دشمن تھے اور جسطرف کے طرفدار تھے وہ سب
امرا اور سلاطین تھے آل رسول کے جانی دشمن جو صرف اس غرض سے
کہ اہلبیت رسول کے توہین درباں امرا کے اور اونکے بزرگون کی مدح و ثنا
مین احادیث وضعی بنائی جائین ہزارون کرورون روپیہ انعام مین صرف
کرتے تھے اور بنانے والے بھی ایسے تھے کہ خوشامد مین کبوتر بازی
وغیرہ کے لئے خود رسول پر تہمت لگا دیتے تھے پس ان سب حالات مین روایات
کا موضوع ہو جانا اور غلط خبرونکا مشتہر ہونا امر بدیہیات اور بدیہیات سے ہے
اور جب بدون ان امور کے بلکہ بلا اسباب اشتباہ روایات مشتبہ اور غلط خبرین بکثرت
اہلسنت مین مملو ہین تو یہان باوجود اسباب اشتباہ بلکہ قرائن موضوع و جعلی
ہونیکے کیونکہ تیقن با اشتباہ و جعل ہو پس ایک سبب قوی اشتباہ
اشتراک نام واحد ہے تین چار شخصون مین ایک ام کلثوم دختر ابوبکر دوسرے
ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر تیسرے ام کلثوم زوجہ بلا امیہ عمر جو ثقفی علیا کر مہ
جناب ام کلثوم دختر جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین و یا تین ام کلثوم کا
حال جو تھے ام کلثوم کیطرف منسوب ہو جانا نہایت درجہ آسان و سہل ہے

اسباب اشتباہ

بلکہ تفریق کرنا اور علحدہ کرنا خود نہایت مشکل کام ہے عجب بخاری سا عالم امام فن حدیث ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوا کہ مکہ کے قصہ کو مدینہ کے قصہ مین ملا کر اپنی صحیح مین داخل کر دیا اور تفریق نہ کر سکا تو دوسرونکا کیا ذکر ہے اور جب خود امام اعظم ابو حنیفہ کے بارہ مین بہت سی علماے اہلسنت کو ایسی حادثہ پیش آیا تو عورتون کے بارہ مین اشتباہ ہونا کیونکر تعجب انگیز ہو سکتا ہے جنکی شان سے مستوریت ہو اور تحقیق کی کوئی ایسی ضرورت نہین دوسرا سبب اشتباہ یہہ ہے کہ چونکہ حضرت ام کلثوم و زینب دختران جناب امیر ع نواسیان حضرت رسول صلعم کے بسبب عظمت و جلالت و منتہاے شرافت و کرامت نہایت درجہ مشہور تھین کہ قریب قریب ہر شخص انسے واقف تھا اور بخوبی انکو جانتا تھا تو اب ممکن ہے کہ جو واقعہ بہ نسبت نام ام کلثوم کے سنا گیا وہ بلا تحقیق و تفحص ان حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب ہو گیا کیونکہ قاعدہ ہے واقعات و حالات انہین لوگون سے زیادہ تر ندکو ہوتے ہین جو کسیطرح کی شہرت رکھتے ہون ورنہ گمنامون کو کوئی اتنا پوچھتا بھی نہین نہ اوس سے واقف ہوتا ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ ابن حجر عسقلانی نے روایت شرح بخاری ابو بکر ہی سی شہرت کو پیش کیا ہے تیسرا سبب اشتباہ انکار ام کلثوم دختر ابو بکر ہے عقد عمر سے کیونکہ اولاً ام کلثوم کے نام ہی سننے سے ذہن کا انتقال فوراً ہی طرف حضرت ام کلثوم کے ہوا اسلیئے کہ بہت سے لوگ تو یہہ بھی نہ جانتے ہونگے کہ دوسرا کوئی اس نام کا ہے جسکو خود علماے اہلسنت سے بہت لوگون نے

دوسرا سبب

تیسرا سبب

ابتک نہین معلوم ہے اور بالخصوص ابوبکر کی دختر ام کلثوم سے تو اور بھی
ناواقف تہی کیونکہ مشہور بیٹیان اونکی اول درجہ تو بی بی عایشہ ہتین بعد اونکے
اسما حالانکہ اسما انمین سب سے بڑی ہتین مگر جسقدر لوگ بی بی عایشہ سے
واقف ہین اسما سے ہرگز اونکی آشنا نہین پہر ام کلثوم دختر ابوبکر سے
واقفیت کیونکر ہوتی اور خود اسکی پیدایش بہی تو بعد وفات ابوبکر ہے
پس محض گمنامی ہی کی حالت مین رہے تو اب جسنے خطبہ ام کلثوم کو
سنا تہا اور فوری طرف حضرت ام کلثوم ع کے ہوا تانیا جسبا وسکے ساتہ
ام کلثوم کے انکار کو سنا تو اب یقین کلی ہوگیا کہ یہ وہی ام کلثوم دختر جناب
امیر المومنین ہین ورنہ دختر ابوبکر سے اور انکار عقد عمر سے کیا مناسبت پس
بلا تحقیق و تفحص وہین پاک سیدہ کیطرف سارا واقعہ منسوب ہوا جو نواسی
رسول ہتین کہ بوجہ عظمت و جلالت اونسے سب واقف تھے اور اصل انکار
ام کلثوم کو طرف جناب امیر ع کے منسوب کیا اگرچہ بعض لوگ تفرقہ کے
لیے نسبت بھی ذکر کرتے ہین مگر نہ سکا یہ قاعدہ کلیہ ہے اور نہ ہر جگہ ہو سکتا ہے
اور نہ سننے والونکو خاصکر اسکا خیال رہتا ہے چہ جائیکہ بالعمد دیدہ و دانستہ
ایسی ترکیب کیجاتے کہ لوگ مشتبہ ہو جائین چنانچہ بیشتر راوی اس
قصہ کے ایسی ہی تہی کہ علاوہ کذب افترا کے بالعمد مرتکب تدلیس و تلبیس
ہوئی کہ روایت ہو اور کی نسبت کون دوسرے کیطرف جسکے علماے
محدثین کتب کے بہسر بلکہ اوس سے بدتر مانتے ہین پہر جب اشتباہ ہوا
کہ چونکہ اوس زمانہ کے لوگ یا جو اوسکے بعد ہوے بذریعہ اخبار و آثار خود

خلیفہ دوم سے بہ نسبت جناب امیر و اہلبیت طاہرین بخوبی واقف تھے
خواہ زبانی اقرار کرین یا نہ اور انکی شرافت قلبی سے بھی بخوبی آگاہ تھے
جیسے اکثر صحابہ موتہم آتے تھے پس جب سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی
اور اودہر سے انکار ہوا تو بوجہ شہرت سبکو اسیطرف تبادر ہوا کہ ام کلثوم بنت
جناب سیدہ سے خواستگاری کی ہوگی اور جب وہ روایتین سنین جنمین
تخاطب خلیفہ دوم سے اپنی زوجہ سابقہ ام کلثوم سے کہ اکثر مقام پر بلا ذکر
بنت وغیرہ نام ام کلثوم لیکر پکارا اور حکم کیا یا بلایا وغیرہ وغیرہ جو اکثر روایات
ایام خلافت مین مندرج ہے تو گمان غالب قریب بیقین حاصل ہوا کہ
عیاذاً باللہ انہین حضرت ام کلثوم سے انکا عقد ہوا اور یہہ حالات دیکھے ہین
اور جب یہہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر وزید بن عمر ماں بیٹے نے بوقت واحد
وفات کیا اور جناب امام حسین نے نماز جنازہ پڑہی تو یقین کلی ہو گیا کہ
یہہ وہی جناب ام کلثوم دختر جناب امیر ہین پس بلا تحقیق وتفحص اسکے کہ
مخطوبہ عمر کونسی ام کلثوم ہے اور زوجہ خلیفہ دوم جس سے اکثر روایتوں مین
خطاب کرنا اور حکم کرنا اور تکرار ہونا منقول ہے کونسی ام کلثوم اور اپنے
بیٹے زید کے ساتھہ مرنے والی کونسی ام کلثوم ہے قبول کر لیا کہ بربنائے ادعا نہی
ظلم وستم کے عقد واقع ہوا اور یہہ امور متذکرہ بالا انہین حضرت ام کلثوم سے
متعلق ہین اور اس خیال نے کہ کم نسب والا خواہی نخواہی متمسک شرافت
مین انکے ساعی ہوتا ہے پوری تائید کی بلکہ یقین دلا دیا از ینجا ہے کہ بعض
روایات نے بھی خود اس ضمیر کو کہ مقصود خلیفہ اس سے استحصال شرافت تھا

درج روایت کیا پانچواں سبب شتباہ اضطراب عائشہ ہے کہ
عمرو عاص حیلہ جو سے [illegible] جس سے بالبداہت معلوم ہوا کہ انکو ایسا
انتشار و تردد تھا کہ آخری درجہ عمرو عاص کی کید و مکر سے کام لیا گیا
پس ضرور ہے کہ قبل اس [illegible] کے اور لوگوں سے صلاح و مشورہ کر
لیا ہو کیونکہ فریب سے کام [illegible] مجبوری ہوتا ہے اور اوس
عہد کے واقعات سے [illegible] ہے کہ ہر مشکل وقت مصیبت جب درپیش
ہوتا تھا تو جناب امیر کی طرف رجوع کرتا تھا تھے کہ خلفا کا کام بھی بغیر امداد
عادی نہیں چلتا تھا پس اوسی بنیاد پر ممکن ہے کہ حضرت نے عائشہ کے
اسباب میں امداد کی ہو اور حسب خواہش اونکے خلیفہ کی فہمائش فرمائی ہو مراد تھے
یعنی صغر سنی ام کلثوم دختر ابو بکر ظاہر کیا ہو چونکہ خلیفہ اپنے عادات سے
سے بخوبی واقف تھے اور صحابہ بھی گاہی گاہی مزاج وغیرہ میں ہوشمند
آجایا کرتے تھے وہی خیال خلیفہ کو اس عذر پر پیدا ہوا ہو کیونکہ جیسی
سب سے پہلے [illegible] کا خیال گذرتا ہے کہ شاید اس مصلحت کے
قابل ہی نہیں جانتے اور بالخصوص جناب امیر کی دخل اندازی نے
ان خیالات کو خوب ابھارا ہو چنانچہ اوس عبارت کامل سے بھی اور دیگر
خلیفہ وقت فہمائش عمرو عاص ہویدا ہے کہ جب عمرو عاص نے کہا ہم
ایسی خبر سنتے ہیں کہ معاذ اللہ تم ام کلثوم بنت ابو بکر سے عقد کیا چاہتے ہو
اور پھر خلیفہ نے کہا پھر مضائقہ کیا ہے ہم میں عیب ہے یا اون میں کہا نہ
کیونکہ اس کلام سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو طیش لگا)

اوسپر خلیفہ نے حضرت سے کہا ہوا چہا بہید ود دیکہیں کم سن ہی (جیسا تم بیان کرتے ہو
یا نہ حضرت نے عایشہ کو سمجہا بوجہا کر بہجوا دیا ہوتا واقفون نے یہ سمجہا کہ خود
حضرت نے عیاذا باللہ اپنی دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بہیجا اور سارا واقعہ
ادہر ہی منسوب کردیا اور سامعین کو بہی یقین ہوگیا ہو چنانچہ مولوی حیدر علی
دربارہ اسکے کہ خلیفہ اول کو آنحضرت صلعم نے لشکر اسامہ کے ساتہ اوٹہی پر
جانیکا حکم دیا تہا فرماتے ہین بسیارے از متکلمین و محدثین از ماموربودن
صدیق انکار کردہ اند و تمانیتی باوجود صرف تمامی ہمت در رد مغنی حسنہ
روایتی سببی سر دیا در ین باب نیاوردہ واہل حدیث انیمقولہ بر زبان شیعہ اند
کہ صدیق بجیش اسامہ نامزد نبود واگر کسے گفتہ محتمل ست کہ از لباس ملبسین ہیب
خوردہ بخبث نیت شان پی نبردہ شاید کہ چون ابوبکر برای اہتمام تجہیز لشکر
یا برای ترخیص اسامہ ہمراہ او رفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و در دیں
وغمخواری بود مردم گمان بردہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم زیر امیر است واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال انتہے پس جب رواۃ اہلسنت ایسے نافہم تہے کہ اسمین تمیز
نہ کرسکے کون شخص حقیقۃً روانگی لشکر کے ساتہ محکوم ہے اور کون شخص
صرف بغرض ترخیص آیا ہے جس سے رواۃ و علماے اہلسنت نے فریب کہایا
پس ایسی رواۃ سے اس بارہ مین کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ اس قصہ کو کہ جناب
امیر نے عایشہ بی بی کو سمجہا بوجہا کر ام کلثوم بنت ابوبکر کو عمر کے پاس
بہیجا خود حضرت ہی کیطرف منسوب کردیا اور کہا کہ خود حضرت نے عیاذا باللہ
اپنے دختر نیک اختر کو عمر کے پاس بہیجا اور تایید اس احتمال کی کہ جناب امیر نے

جب انتشار عایشہ دیکھا ہو تو عمر کو سمجھایا ہو جبایا ام کلثوم دختر ابو بکر کو ادنکے پاس بھجوایا ہو اس سے یہی ہوتی ہے کہ ابو بکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس بعد وفات خلیفہ اول جناب امیرؑ کی زوجیت مین آئین اور محمد بن ابی بکر حضرت کی ربیب بنی اور حضرت ہی کے حفظ و حمایت مین پرورش پاتی تھی پس نہایت ہی درجہ قرین قیاس ہے کہ محمد بن ابی بکر نے اپنی خواہر عایشہ کی اس انتشار و تردد کو دربارہ استدعاے عمر و انکار ام کلثوم بنت ابو بکر دیکھکر خدمت جناب امیرؑ مین عرض کیا ہو یا خود عایشہ نے زبانی انکے کھلوایا ہو یا اپنے سوتیلی ماں اسماء سے کہا ہو اونہونے جناب امیرؑ سے بات دعاے عایشہ عرض کیا ہو یا بلا استدعاے عایشہ بطور خود مستدعی ہوے ہون کیونکہ انہین اسماء سے اور عمر سے دربارہ حقیت لشاہد رسالت و فضیلت ہجرت حبشہ نزاع بھی ہوی تھے جسپر اسمائی خلیفہ دوم کو کذبت یا عمر کہا اور بعد اسکے خود حضرت رسالت مآبؐ سے اسمائی شکایت بھی کی فقال رسول اللہ لیس با حق بی منکم ولہ ولاصحابہ ہجرۃ واحدۃ ولکم انتم اہل السفینۃ ہجرتان کما فی صحیح مسلم یعنی آنحضرت نے بجواب شکایت اسما فرمایا ہرگز عمر کو تم لوگون سے زیادہ مجھپر حق نہین اور نہ تمسے زیادہ اوسے استحقاق ہے عمر اور اصحاب عمر کو ایک ہجرت ہی اور تم لوگ اہل سفینہ کی دو ہجرتین ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے بلکہ بروایت ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری فرمایا کذب من یقول ذلک یعنی کاذب ہی وہ جو ایسا دعوے کرتا ہے کہ تم لوگون سے زیادہ مستحق ہے جو جناب امیرؑ سے مدد لیگئے ہو ضرور گنا و ضرورتیکہ نسبت ا

بنت ابوبکر کے باستدعاے اسماء عون بن جعفر سے منقول ہو تو ضرور ہے
کہ اسمانے اسکی کوشش کی ہو اور حضرت امیر ع نے ان وجوہات سے
خلیفہ دوم کی زیادہ تر فہمائش وغیرہ کی ہو وے سکو ناواقفوں نے اولٹا سمجھا
اور سارا واقعہ انہیں دونوں حضرات کیطرف منسوب کردیا چھٹا سبب
اشتباہ یہہ بیان ہوا کہ ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر زید پسر پر جناب امام حسین ع
نے نماز جنازہ پڑہی جیسا کہ شاہ صاحب نے اسکو متواتر لکھا ہے حالانکہ عموماً نماز جنازہ
پڑہنے کا وظیفہ متعلق بسلطان و حکام ہے حتی کہ اہلسنت بیان کرتے ہین کہ جناب امام حسن ع
کے جنازہ کی نماز سعید بن عاص حاکم مدینہ نے پڑہی یا ایسے ممکن ہے کہ چونکہ یہان جنبہ
مسائل شرعی کی تعلیم تہی مثل سقوط میراث و تقدیم رجال بر نساء اسلئے ضرورت ہوئی
کہ جناب امام حسین ع نماز جنازہ پڑہین کیونکہ حضرت سے بڑہکر اوس عہد مین کوئی عالم احکام و شرایع تہا
اور بغیر امام کے یہ عقدہ حل نہین ہوسکتا تہا اسیوجہ سے اسکی شہرت بہی زیادہ ہوئی اور فقہا
مجتہدین نے اپنی سند مین اسکو ذکر کرنا شروع کیا لوگون نے اپنے ذہنی قرائن لگا کر سمجھ لیا کہ
ام کلثوم وہی خواہر جناب امام حسین ع اور زید اونہین ام کلثوم کی بیٹی اصل امر پر بخوبی مطلع
نہوئی کہ یہ ام کلثوم وہ نہین ہین بلکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ خلیفہ
دوم ہا اور زید بن عمر ہین اور حضرت نے بلحاظ قرابت نماز نہین پڑہی بلکہ دوسری ضرورت سے
جسکا بیان سابقاً مرقوم ہوا اور فقہا و مجتہدین اہلسنت ناقلین اس قصہ کے
وہی لوگ ہین جنکے بارے مین ابن جوزی اپنے تلبیس ابلیس مین فرماتے ہین
کہ قدیم فقہا صاحب علم قرآن و حدیث ہوتے تہے اور متاخرین کی یہ حالت
کہ مدار اون کے علم کا کتب مشہورہ حدیث پر رہگیا مثل سنن ابی داود

کے آخر درجہ یہ نوبت آئی کہ استدلال و نکالا ون آیات قرآنی سے ہوتا ہے
جسکے معنی بھی نہین جانتے اور اون حدیثون سے سند لاتے ہین جسکی
صحت اور موضوعیت بھی اونکو نہین معلوم اور شاہ ولی اللہ اپنے
رسالہ انصاف مین فرماتے ہین دوسرا طبقہ جو اہل فقہ و نظر کا ہے پس
اکثر اوسکے حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم کہ اوسکی صحیح کو سقیم سے اور
جید کو ردی سے پہچانکر تمیز نہین کر سکتے بعد اوسکے فرماتے ہین اور وہی
اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور اور اونکے شہر و ملک مین بڑا رئیس ہوا کثر یادہ ابتر
حالت مین تھے کہ جسکے سے شیطان نے اونمین اپنی ایک حکمت عملی کر دی
اور اوسنے ایک بڑا دانو کھیلا اسطرح سے ابلیس نے اپنی خیالات کو اونپر
ٹھیک بٹھا دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت و پیروی کی تا آخر ترجمہ
مولوی عبد اللہ اور مولوی بشیر سہسوانی فرماتے ہین اگر منقول ہے تو
انہین فقہا سے جو طبقہ سابعہ مین داخل ہین کہ غث اور سمین مین فرق نہین
کر سکتے جیسا کہ رسالہ سعی مشکور مولوی عبد الحی مین ہے اور مولوی صاحب
نے اس قول کا کوئی جواب نہین دیا پس جب فقہاء مجتہدین اہلسنت کے
یہ حالت ہے کہ علم حدیث سے بے خبر صحیح و سقیم جید و ردی بالکل خبر ہے
اور ورم مین تمیز نہین کر سکتے اور شیطان کی اطاعت و پیروی مین منہمک ہین
تو اونسے کب و سکی امید ہو سکتی ہے کہ اصل قصہ نماز جنازہ مین تمیز کرتے
کہ یہ کونسی ام کلثوم ہین اور بر خلاف قاعدہ مقررہ تعلق نماز جنازہ بہ خلیفہ و حکام
جناب امام علیہ السلام نے کیون نماز جنازہ پڑہی حالانکہ در حقیقت اونکو اسکی

احوال فقہائے اہلسنت

صہ ۵۴
انصاف
ترجمہ مولوی عبد اللہ
چھپر دی مطبوعہ دبدبہ احمد
صہ ۵۶

صہ ۲۷
سعی مشکور

تحقیقات کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ غرض اونکی اصل مسئلہ سے تھی کہ جب
مرد و عورت کا جنازہ ساتھ آئے تو نماز کیونکر پڑھی جائے اور میراث کیونکر تقسیم
ہوگی جب قول امام معصوم سے صورت مسئلہ معلوم ہوگئی تو اونکو اس تفتیش
کی ضرورت کیا تھی کہ کونسی ام کلثوم تھی کونسی بلکہ مخفی ہی رہنے کی زیادہ
ضرورت تھی تاکہ اپنے مقلدین کو بہکانے کا پیرا موقع ملے کہ دیکھو جناب امام حسین
کی خواہر حضرت ام کلثوم ع کا عقد خلیفہ دوم سے ہوا اور اونسے زید پیدا ہوئے
جب اونکا انتقال ہوا تو خود حضرت حسن نے نماز جنازہ پڑھی پس اب مقلدین عوام الناس
کے بہکنے اور ان قراین کے ساتھ اعتقاد کرنے اور ان فقہا کے بہکانے میں کیا
تامل ہا کہ بقول شاہ ولی اللہ شیطان نے اپنی حکمت عملی و تین کھیٹر دی اور
بڑا طوفان کھیلا اور اپنی خیالات ٹھیک ٹھہا دی بہرکیف علاوہ انکے اور بہت
سے اسباب اشتباہ ہیں جنکو ہمنے اصل کتاب میں لکھا ہے کہ جن لوگوں نے
بلا کسی عداوت و بغض و حسد اور بلا تہمت و وضع و افترا کے ان واقعات کو
نقل کیا اور روایتیں اسکی بیان کی ان وجوہ اشتباہ کے سبب سے مشتبہ ہوکر
ان دونوں ام کلثوم کے مختلف واقعات کو تیسرے ام کلثوم ہمنام کیطرف
منسوب کیا اور ان سب قصوں کو انہیں کا قصہ قرار دیا اور وضع و افترا کے
لئے تو اگرچہ اسکی ضرورت نہیں ہے کہ کچھ اصلیت بھی ہو مگر جہاں کچھ اصلیت
بھی ہوتی ہے وہاں پورا موقع ہاتھ آتا ہے اور تدلیس رواۃ پوری کارگر ہوتی ہے
اور ایسے ہی وضعیات کی تمیز نہایت مشکل اور اہم ہوتی ہے خصوصاً در
صورتیکہ ان محدثین اہلسنت کی یہ حالت ہو کہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

پس طبقہ اہل حدیث و اثر کا انکی اکثر کوشش مع ہمت روایات و طرق کی جمع کرنے
اور ان غریب شاذ حدیثوں کے طلب کرنے میں صرف ہوتی ہین جنمین اکثر
موضوع یا مقلوب ہین لسنتے ہیتا نچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ کل روایات عقد
ایسے ہی موضوعات اور مکذوبات سے ہین پس جب عموماً انکی یہ حالت
تو جہان خصوصاً انکو ایسے موضوعات اور مکذوبات کی ضرورت ہے تو انکو
مکر و فریب سے نجات پانا اور اصلی و وضعی مین فرق کرنا کیسا اہم ہوگا الا علی من عطاء
اللہ القلب السلیم والفہم المستقیم ولنعم ما قیل ع ہان مگر لطف خدا پیش نہد گامی چند **مرحلہ چہارم**
دلایل اشتباہ و اغلاط رواۃ یعنے وہ دلیلین جس سے معلوم ہوجائے کہ در
صورتیکہ باوجود علامات و امارات واقعیہ وضع و اقرار رواۃ موضوعیت
و مجہولیت روایات کے قایل نہون او اقرار باشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک
نام ضرور ہے گو وہ دلایل احتمال وضع مین بھی بخوبی جاری ہون مگر یہان
بربناے اشتباہ ہے یہ دلایل پیش کرتا ہون **دلیل اول** صغر سنی ام کلثوم
منسوبہ عمر ہے جسپر روایات اہلسنت کا اتفاق درخود اُنکے علما نے تسلیم اُنھ
من الشمس ہے حتے کہ اسی صغر سنی سے یہ بات نکالی کہ بواسطہ صغر سن
ہنوز بحد شہوت نرسیدہ بود کہ حرام باشد اگر صغیر نمی بود دیدہ رقص علی و ارا بینم
نمی فرستاد پس اب کہنا چاہئے کہ عند التحقیق از روے تواریخ صغر سنی
جناب ام کلثوم بنت امیر المومنین علیہ السلام وقت خطبہ عمر ثابت ہوئی
یا نہین اس مقام پر پہلے لکھنا اس امر کی ضرور ہے کہ بہ سال خطبہ عمر کو فضل تھا
شہاب الدین دولت آبادی کتاب ہدایۃ السعدا مین یون لکھتا ہے عمر گفت

(۱) باوصف صغر سنی ام کلثوم ازالۃ الغین ۹۳ (۲) کیف دختر پنج شش سالہ باشد ایضاً ۳۲۳
(۳) فساق ذلک کلہ عمر فزفت وہی ابنۃ اربع سنین و ما بین الاربع الی خمس ہدایۃ السعدا ص ۲۵۹
(۴) فدعا ام کلثوم وہی یومئذ صبیۃ نہی الکلام ۳۲۲

من مرد پیر معمر از شصت سال بالا شدہ ام جس سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ بعد
شصت سالگی عمر[۱] ہے اور از روے حساب سن شصت سالگی عمر سنہ[۲]
ہجری مین ہوتی ہے اور بعض نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ سنہ ۱ ہجری مین
عقد ہوا جسکی تکذیب خود اوسیکے آخری جملہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہم بستری
کا بھی وسی سنہ ۱ کے ماہ ذیقعدہ مین قایل ہے جسکا وقوع ایسے صغر سنی
کے ساتھہ محال ہے بہرکیف ان مختلف بیانون سے جو لازمہ دروغ گوی ہے عقد
دایر ہے درمیان ۱۷ سنہ اور ۲۰ سنہ ہجری کے اور ان دونون وقتون مین جناب ام کلثوم
بنت امیر المومنین علیہ السلام کا چار سالہ پنج سالہ ہونا باطل محض ہے کیونکہ اگر
سنہ ۱ ہجری والا قول مانا جاوے تو اوسوقت حضرت ام کلثوم کا سن کم سے کم
بارہ برس ہوتا ہے اور اگر سنہ ہجری کا خیال ہو تو سن حضرت ام کلثوم کا
اوسوقت ۱۵ یا ۱۶ برس کا قرار پاتا ہے کیونکہ مصنفین کتب رجال نے بالاتفاق
لکھا ہے کہ ولادت حضرت زینب و ام کلثوم بعد کرامت عہد سرور انام جناب
رسالتمآب صلعم ہوے ہین کسیکو اختلاف نہین اور چونکہ کسی نے سن نہین
لکھا ہے لہذا از روے حساب جانچنا پڑا پس از روے حساب تاریخ ولادت حضرت ام کلثوم
سنہ ہجری ہے یا سنہ ہجری ہوتی ہے کیونکہ عقد جناب سیدہ عم سنہ
ہجری کے ماہ مبارک یا ذی الحجہ مین علی اختلاف الروایات ہوا اور ولادت
باسعادت جناب امام حسن ع ۱۵ رمضان سنہ کو اور ولادت باسعادت جناب
امام حسین ع ۳ شعبان سنہ کو ہوی پس بنا بر اسکے ولادت حضرت زینب سنہ
مین اور ولادت حضرت ... علیہا السلام

[۱۷] زفت عمر الاربع بقین من ذی الحجہ سنۃ ثلاث وعشرین ولہ من العمر ثلاث وستون سنۃ ... سنۃ ۲۳ ... سن ۶۳ ... مین ۶۰ برس ... قال ابن الصباغ

[۱۸] وکان ... عشرۃ من الہجرۃ ... فی ذی القعدۃ من السنۃ ... السابعۃ عشر ... محجوب ...

سنہ کو ہوگی کیونکہ بالاتفاق اسقاط محسن سنہ ۱۱ ہجری بعد وفات رسول
لکھا ہے پس اس حساب سے ولادت حضرت ام کلثوم سنہ ۶ ہجری
قرار پائی اور اگر حولین کاملین مع ایام رضاعت کا حساب لیا جاوے
تو سنہ ۵ یا سنہ ۴ ہجری ہوگا کیونکہ بعد اسکے زمانہ ولادت رقیہ اور سقط
محسن کے لئے اقل زمانہ ۵ برس کا ضرور ہے جو سنہ ۱۱ ہجری میں پورا ہوتا ہے پس
از روے حساب اول یعنے ولادت سنہ ۶ سن حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۷
ہجری میں گیارہ برس ہوتا ہے اور سنہ ۱۷ ہجری میں ۱۲ برس در از روے حساب
ثانی یعنے ولادت سنہ ۸ ہجری جس سے کم نہیں ہو سکتا سنہ ۸ سے تا بہ سنہ ۱۷
نو برس کا سن ہوتا ہے اور تا بہ سنہ ۲۰ ہجری ۱۲ برس کی عمر قرار پاتی ہے پس یہ
بیان کہ حضرت ام کلثوم وقت خطبہ عمر چار یا پانچ برس کی تہین جو روایات
اہلسنت مین بالاتفاق و بالاختلاف مذکور ہے غلط ہوا پس جب صغر سنی
نہ ثابت ہوئی تو کل روایات عقد غلط ٹھہری کیونکہ صغر سنی سبہون مین بالاتفاق
مذکور ہے پس جس روایت کا سر غلط ہوا دم اوسکی کیونکر رہجاوے گی
علاوہ بر آن جب صغر سنی نہ رہی تو بہیجنا بہی نامحرم کے پاس حرام ہوا
اب یا ارتکاب امر ناجائز کی نسبت جناب امیر و سایر بنی ہاشم اور خلیفہ دوم
و دیگر صحابہ کیطرف کیجاوے یا بطلان روایات کذائی کا اقرار کیا جاوے
جیساکہ سبط ابن جوزی نے بنا بر اسی لزوم امر ناجائز کے اون روایات
کو غلط ٹھہرایا جسمین کشف ساق وغیرہ مذکور ہے تو یہ روایات بدرجہ اولے
غلط قرار پاجاوے گی بہرکیف جز اول روایات کا غلط ہوا دلیل دوم

ع یعنے بعد حسنین علیہا السلام کے ہوا اولاد جناب سیدہ میں دو دو برس کا تفاوت رکھا گیا ۱۲
ع قال الشارح ... صـ۱۲۵ مقصد ۵

ایضاً متعلق بصغر سنی ہم اکابر محدثین اہلسنت و اعاظم علماے نے انکی مثل
محمد بن عبد بن احمد مقدسی و شمس الدین محمد بن محمد جزری وغیرہ کے
بسلسلہ حضرت ام کلثوم کی جناب سیدہ سے احادیث روایت کرتے ہین
جیسا کہ اسی کتاب مین مذکور ہے اور روایت کرنے کے لئے اقل
مراتب ان محدثین نے بالاتفاق یہہ قاعدہ مقرر کیا ہو کہ وقت تحمل روایت
راوی کا سن پانچ برس ہو ورنہ اوس سے روایت نہ لیجانے گی
کما ثبت فی اصولہم پس لا اقل وقت وفات جناب سیدہ ع
کہ سنہ ۱۱ ہجری ہے حضرت ام کلثوم ع پانچ برس کی ہوئین تو سنہ ۱۷ ہین
بارہ برس کے ہونگی اور سنہ ۱۷ مین ۱۵ برس کی پس اس سے ہی دعوی اہلسنت
بصغر سنی حضرت ام کلثوم کا اوسوقت مین چار پانچ برس کی نہین غلط ہوا
اور موید اسکی وہ روایات بھی ہین جنمین گواہی دینا حضرت ام کلثوم کا بہ فدک
پر وقت طلب شہادت ابوبکر مذکور ہے گو اوس روایت کو یہہ لوگ مثل
دعواے جناب سیدہ و شہادت جناب امیر ع قبول نہین کرتے مگر یسی
یہ نہین لکھا کہ حضرت ام کلثوم ع اوسوقت قابل اداے شہادت کا اقل
مراتب پانچ برس ہے نہ تھین از ینجاست کہ بروایت صواعق محرقہ
جب جناب امیر ع نے حسنین علیہما السلام سے فرمایا کہ ام کلثوم کا عقد
خلیفہ دوم سے کردو تو حضرت نے عرض کیا انہا امرأۃ یعنے یہہ عورت ہین
مثل سایر زنان اپنے امور مین مختار ہین جس سے بدو وجہ دعوی صغر سنی
کا بطلان ظاہر ہوا ایک تو یہہ کہ حضرت نے امرأۃ کا اطلاق کیا اور دوسرے

تحقیقات مولوی حیدر علی صاحب کا اطلاق عورت بالغہ پر ہوتا ہے نہ کمسن لڑکی
پر اور دوسرے خود مختار ہونا بھی حق بالغہ ہے نہ حق صغیرہ اور نیز قول
سبط ابن جوزی سے بھی عدم صغر سنی ظاہر ہوتی ہے کمسن لڑکی
کو باتفاق تمامی مسلمانان حرام کہا کیونکہ درست اسکی
پھر کیف دعوی صغر سنی بہر طور غلط ہوا پس اسکے ساتھ عمر کا خطبہ
کرنا جو اون روایات میں مذکور ہے وہ بھی غلط ہوا کیونکہ اس خطبہ کے
بعد صغر سنی کا بیان ہوا ہے پس اگر اہلسنت قبول کریں کہ یہ روایات
غلط ہیں تو ہمکو زیادہ کد کی ضرورت نہیں ہے بیان اس صغر سنی کا بہ نسبت
ام کلثوم بنت ابو بکر مخطوبہ عمر یقیناً صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ولادت اوسکی
باتفاق محدثین سنہ ۱۳ ہجری میں بعد وفات ابو بکر ہے پس سنہ ۱۷ھ میں وہ اوسکی عمر
پانچ برس کی تھی تو اوسکو چار پانچ کہنا از روے واقعات نہایت درست
و بجا ہے پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہ سارا قصہ خطبہ و انکار و اصرار کا
ام کلثوم سے متعلق ہے جسکو رواۃ نے بوجہ اشتراک نام بلا اشتباہ دیا یا
دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کیا کیونکہ صغر سنی متفقہ اہلسنت سوا
اسکے دوسری میں نہیں پائے جا سکتے پس اس عذر صغر سنی نے احتمال اشتباہ
رواۃ کو بدرجہ یقین کامل پہونچا دیا اور جب ام کلثوم بنت ابو بکر کو علماے
اہلسنت نے صرف اسوجہ سے کہ اوس نے بلا واسطہ رسولخدا سے حدیث کو
نقل کیا زمرہ صحابہ رسول میں داخل کیا تو اگر اشتراک نام کے سبب سے
ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب کر دیں تو ایسے

تو ایسے نادانون سے کیا تعجب ہے تبشبیہ غالباً واضعین روایات عقد نے اس خیال سے کہ اس خواستگاری ام کلثوم دختر ابوبکر مین جو بوقت خطبہ چہار یا پانچ سالہ تھے خرافت صریحی خلیفہ دوم لازم آتی ہے کہ اس بڑہاپے مین ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنا چاہا اور بوجہ انکار ام کلثوم بنت ابوبکر انتہائے عالی نسبی خلیفہ دوم اور عدم قابلیت انکی ظاہر ہوتی ہے لہذا ان دونو نکا یون دفعیہ کیا کہ اس قصہ کو جناب ام کلثوم کیطرف منسوب کے دیا تاکہ منقصت خرافت ورکاکت و دنائت نسب محمدت استحصال خرافت وحق شناسی سے دخوف وخشیت سے مبتدل ہو جاسے جیسا کہ اور سلاطین خلفا کی خرافت وحماقتونکی اصلاح وزرا وار اکین سلطنت نے یونہی کی ہے جسکا نمونہ سر مغزن ابن خلدون مین درباره عباسہ وہارون بلکہ بوران و مامون مذکور ہوا اور جب صحیح بخاری وصحیح مسلم سے انہین خیالات کی بدولت الفاظ کا ذباً غادراً خائناً آثماً وغیرہ کو نکال ڈالا ہے تو روایات غیر صحیحہ مین ام کلثوم بنت ابوبکر کی جگہ ام کلثوم بنت علی بنا دینا اور رکھنا یا لکھنا کون ایسا مشکل کام ہے از یخبات کہ عجب موقع سے اوس حدیث نبوی کو بھی اس قصے مین جوڑا ہے جسمین کسیکو غور وتامل کا موقع ملے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

دلیل سوم یہ کہ روایات اہلسنت مین بیان ہوا ہے کہ مہر ام کلثوم چالیس ہزار درہم قرار پایا حالانکہ یہ امر بھی بنا بر افادات اہلسنت غلط ہے کیونکہ بتصریح شاہ ولی اللہ مذہب خلیفہ دوم یہ تھا کہ مہر مین زیادتی نہو کیونکہ جناب رسولخدا نے اپنی کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ کیا جو قریب پانچ سو درہم کے

ہوتا ہے اگرچہ ایک عورت نے روبرو سے خلیفہ بتلاوت آیۂ قرآنی اوس
حکم پر اعتراض بھی کیا مگر خلیفہ نے اپنا مذہب نہ بدلا اور وہی حکم نزد اہلسنت
حق بنا رہا سکوت خلیفہ صرف بغرض تادب باکتاب اللہ سبحانہ از راہ عجز
اور ناحق ہونے اس حکم کے جیسا کہ شاہ صاحب نے تحفہ مین تصریح کی اور
فرماتے ہین کہ احادیث صحیحہ مین بھی وارد ہے زیادتی مہر سے چنانچہ
حضرتؐ نے فرمایا کہ کمی کرو مہر مین اور بہترین عورت وہی ہے جسکا مہر
کم ہو اور خیر اور برکت زیادہ اوسمین ہے کہ جسکا مہر کم ہو شاہ صاحب
اسکے بعد کہتے ہین کہ آیہ قرآنی سے اگر ثابت بھی ہوتا ہے تو جواز وہ بھی
کراہت کے ساتھ پس جب نصوص نبوی ممانعت زیادتی مہر مین ہو جو
اور خلیفہ کا مذہب بھی وہی ہے کہ زیادتی نہو حتے کہ بمشکل تمام دو ہزار
تک کی رخصت دی جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے ان عمر رخص ان
تصدق الرجل بالفین جس سے اسقدار کی رخصت بھی بکراہت تمام
معلوم ہوتی ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اسقدر مہر قرار دین اور جناب
امیرؑ اوسکو منظور کرین جو تمام ازواج و بنات نبی کے خلاف اور رسم و
رواج خاندانی و آیات و احادیث رسول ربانی کے مخالف ہو علاوہ بران
خلیفہ کی ناداری کی یہ صورت تھی کہ آخر مرتے وقت بیت المال
چھیاسی ہزار کے قرضدار تشریف فرما ہوے جسکو حوائج مسلمین
صرف کیا اور فرزندان کو اوسکے ادا کاری کے لیئے در و
کرنے کی وصیت کر گئے گو وہ بھی ادا نہوا پس کیونکر ممکن

ٹھہرا دیں اس سے بھی معلوم ہوا کہ رواۃ نے بالاشتباہ بوجہ اشتراک
نام ایسا بیان کیا کیونکہ یہہ مہر دس ام کلثوم کا تھا جو ایام جاہلیت سے
انکی زوجیت میں تھیں کیونکہ ایام جاہلیت میں بہت بہت سا مال مہر میں
دیا جاتا تھا یا اون ام کلثوم کا مہر ہو جنسے بمقام حدیبیہ اسلام میں عقد کیا تھا
کیونکہ اوندنوں کاروبار خلافت سے تو کچھ تعلق تھا ہی نہیں بلکہ ہمہ تن مستغرق
بالاسواق در تحصیل مال ہی سے مشغولیت تہی اور اوسوقت تک خالگیا اس مسئلہ میں اجتہاد کرنیکی نوبت
نہی آئی ہوگے پس جہان رواۃ نے باشتراک نام اسکو بیان کیا کہ حضرت ام کلثوم
سے عقد ہوا وہان سابق کے دونوں ام کلثوم سے کسیکا مہر بہی انکی
طرف منسوب کردیا **دلیل چہارم** یہہ کہ روایات اہلسنت میں یہہ بھی
بیان کیا گیا ہے کہ بعد فوت خلیفہ دوم عقد حضرت ام کلثوم کا بحکم جناب
امیر علیہ السلام عون بن جعفر کے ساتھ ہوا اور خود حضرت نے یہہ عقد
کیا اگرچہ بعض علما اسکے قایل ہیں کہ بعد عمر پہلے محمد بن جعفر سے عقد ہوا
تب عون بن جعفر سے مگر اسپر سبکو اتفاق ہے کہ بعد عمر عون بن جعفر سے
عقد ہوا خواہ مقدم بر عقد محمد یا موخر ازان اب اس امر کو دیکھنا چاہئے کہ
واقعات تاریخی سے کسقدر یہہ صحیح ہے کیونکہ علامہ ابن عبد البر مکی اور
علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ علماے فن رجال جنہوں نے عقد عون کو
بعد عمر لکھا ہے وہ لوگ بالاتفاق ناقل ہیں کہ عون بن جعفر جنگ تستر
میں بعہد خلیفہ [illegible] سے چنانچہ بعینہ عبارت اصابہ کی یہہ ہے
کہا ابو عمر [illegible] بن جعفر بمقام تستر

عہد خلافت عمر مین اور اونکی کوئی اولاد نہین ہوئی استھے پس برای خدا
غور فرماے کہ جب عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد خلیفہ دوم شہید ہوچکے تھے
تو پھر بعد عمر اونکا عقد حضرت ام کلثوم کے ساتھ کیونکر ہوا پس جیسے صدر
روایت غلط ہوا ویسا ہی آخر روایت بھی غلط ہوا ہان ہمارے اوس
احتمال کی البتہ بخوبی تائید ہوتی ہے کہ یہہ قصہ خطبہ و اصرار و انکار تمام تر
ام کلثوم دختر ابوبکر سے متعلق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر
کے نسبت اہنین عون بن جعفر سے مقرر تھی ہوا سلئے کہ اسما بنت عمیس
بعد شہادت حضرت جعفر طیار زوجیت ابوبکر مین آئی تھین پس اوسنون نے
یہ نسبت اپنے تیسرے فرزند کی اس دختر ابوبکر سے مقرر کی ہو کیونکہ دو فرزند
انکے عبداللہ و محمد تو حضرت زینب و ام کلثوم سے منسوب ہی ستھے
خالی تھی فقط تو عون بن جعفر اونکی نسبت اس ام کلثوم دختر ابوبکر سے
مقرر کی ہو پس اس صورتمین دوسرا عذر جو روایات اہلسنت مین جناب امیر
کیطرف منسوب ہے وہ بھی صحیح ہوگا کہ جب عذر صغر سنی ام کلثوم دختر ابوبکر
کو حسب فرمائش عائشہ حضرت نے بیان کیا ہوا اوسکے ساتھ یہ عذر بھی
پیش کیا ہو کہ خلیفہ اوس حکم نبوی کو یاد کر کے باز رہین کہ جب ایکطرف سے
خواستگاری ہوجاے تو دوسرا خطبہ نکرے اور اس صورتمین شرکت
جناب امیر حمایت بی بی عائشہ مین دربارہ باز رکھنے خلیفہ دوم کے
عقد ام کلثوم [illegible] ابوبکر سے باستدعاے بی بی عائشہ بابت عدم [illegible]
اسما بنت عمیس [illegible] ت قرین قیاس ہے کیونکہ علاوہ انکار ام کلثوم

ذکر عون بن جعفر ایضا
فی عہد رسول اللہ
اسد الغابہ اسما در نشہد
ایضا بشر و لا خضبہ
ذخائر العقبی صفحہ ۱۱۴

خود عون کے خیال سے زیادہ کوشش کرینگے حاجت نہیں پھر کیونکر اس
رو سے بھی اشتباہ روات کا قایل ہونا ضروری ہوا ورنہ اسکا اثبات کریں
کہ جو شخص عہد عمر مین مر چکا وہ بعد جلیفہ ہونے زندہ ہوا اور اوسنے نکاح کیا
دلیل پنجم یہ امر بھی اون روایات متذکرہ بالا مین بالاتفاق بیان ہوا ہے
کہ بعد وفات عون و محمد فرزندان جعفر کی بعد دیگرے عقد حضرت ام کلثوم
کا ساتھ عبد اللہ بن جعفر کے ہوا بلکہ خود جناب امیر نے یہہ عقد کر دیا اور زمانہ
معاویہ مین حضرت ام کلثوم اور اونکے فرضی فرزند زید نے ساتھ ہی وفات
کیا اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ امر صحیح ہو سکتا ہے یا نہین کیونکہ حضرت عبد اللہ
بن جعفر شوہر تھے حضرت زینب خواہر حضرت ام کلثوم کی اور حضرت زینب
علیہا السلام بھی مثل حضرت ام کلثوم بالاتفاق تا معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے
زندہ رہین اور کسی نے یہ نہین بیان کیا کہ معاذ اللہ حضرت عبد اللہ نے
جناب زینب کو کبھی طلاق دیا ہو پس بدون وفات حضرت زینب کیونکر ممکن
ہے کہ حضرت عبد اللہ جناب ام کلثوم سے عقد کرکے جمع بین الاختین کے
مرتکب ہون اور خود جناب امیر ایسا نکاح کر جائین تو اب ضرور ہوا کہ یا حیات
حضرت ام کلثوم کے تا بعد وفات حضرت زینب قایل ہون جو بعد معرکہ
کربلا ہے یا قایل بعدم وقوع نکاح ہون صورت اول مین وہ مطالبات
غلط ہوتے ہین جسمین وفات حضرت ام کلثوم زید فرضی کے ساتھ عہد معاویہ
مین مذکور ہے صورت ثانیہ مین وہ کل روایات غلط ہوتی ہین جسمین وفرضی
حضرت ام کلثوم و خطبہ عمر و اصرار و انکار و وقوع نکاح بعد عمر عون کے ساتھ

بعد اونکے محمد بن جعفر کے ساتھہ بعد اونکے عبداللہ بن جعفر کے ساتھہ
مذکور ہے نہین اس سے بھی مطلوب اہلحق حاصل ہوا غرضکہ ہر طرف گمشود
گشتہ ہوا اسلئے اگرچہ نکاح روایات واہیہ دونون صورتون کی اہلسنت
کے یہان اس کثرت سے ہین کہ انکار کلی اونکا نہین کر سکتے نہ خود میری
بھی فرمائش ہے لہذا ضرور ہے کہ بنا بر دلائل محققین محدثین اہلسنت اوس
قاعدہ پر عمل کرین جو محدثین مین بکثرت جاری ہے جسکا ارتکاب ایسے ذرا ذرا سے
امرون کے لیے کرتے ہین یعنے یہہ کہ قایل ہون بوہم واشتباہ
رواۃ کہ راوی لوگ بوجہ اشتراک اسمی مبتلاے مرض اشتباہ
ہوے اور وہم وخطا مین گرفتار ہوکر ایک ہمنام کا واقعہ
دوسرے ہمنام کی طرف منسوب کر دیا کیونکہ ممکن ہے اوسے
ام کلثوم بنت ابوبکر کا یہہ واقعہ ہے ہو جسکا خطبہ خلیفہ دوم نے
کیا اوسکے انکار سے بے بی عائیشہ مضطر ہوئین جناب امیر
علیہ السلام نے بوجوہات مصرحہ بالا حمایت عائیشہ کے ہو اور
بعد رفع فتنہ وفساد اوس ام کلثوم کا عقد عون بن جعفر سے
اور بعد شہادت اونکے محمد بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا ہو
کراویون نے باشتباہ واشتراک اسمی جناب ام کلثوم ؑ
کیطرف منسوب کیا اور یہ نہ سمجھے کہ باوصف زوجیت وموجودگی
حضرت زینب ؑ وقوع عقد محال ہے دلیل ششم شاہ عبدالعزیز نے اسپر دعوی
تواتر کیا ہے کہ حضرت ام کلثوم سے زید پیدا ہوئے عمر نے نام اپنے

بہائی زید کے انکو مسمے کیا یہ زید بن عمر ایک خانہ جنگی مین کسیکی ہاتہ سے
زخمی ہو کر مری اور مان اونکے ام کلثوم جو پہلے سے بیمار تہین اونہونے
بہی وسی روز انتقال کیا دونون کا جنازہ ساتھ آیا جناب امام حسین ؑ اور
عبد اللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہ کر دفن کر دیا مولوی حیدر علی نے بہی اسپر
دعوے تواتر کیا ہے اور اسکی بہی تخصیص کی کہ خاص عہد معاویہ مین یہ
امر واقع ہوا پس اب دیکھنا چاہیے کہ از روے واقعات تاریخی کہانتک
اسکی تصدیق ہو سکتی ہے کیونکہ اولا انکے یہان آپس مین اختلاف ہے کہ اولاد صلبی ہوا
بہی ہوے یا نہ مگر ہم اوس سے بحث نہین کرتے پہلے زید سے بحث کرتے ہین
کہ اونکو شیخ عبد الحق وغیرہ زید اکبر کہتے ہین اور عبد اللہ اور عبد الرحمن بن
عمر کے بعد ذکر اولاد عمر مین دیگر اولاد پر انکو مقدم کیا ہے شاہ صاحب کے کلام سے
بہی معلوم ہوتا کہ قبل اسکے کوی دوسرا لڑکا عمر کا مسمے زید نہ تہا کیونکہ اپنے
بہای کا نام رکہا اگر کوی دوسرا زید عمر کا بیٹا ہوتا تو اسکا نام رکہنے کی ضرورت
کیا تہی اور چونکہ یہ عقد آخری وقت مین ہوا پس معلوم ہوا کہ یہی ایک زید
اونکا بیٹا تہا حالانکہ بتصریح صاحب کامل و دار قطنی بنقل شاہ عبد الحق
ثابت ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ سے
پیدا ہوا جو ایام جاہلیت سے عمر کی زوجہ تہی گو اسمین اختلاف ہے
کہ عبد اللہ بن عمر برادر حقیقی زید یعنی بطن ام کلثوم مذکورہ سے تہا
یا نہ مگر اسپر اتفاق ہے کہ زید بن عمر ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کے
بطن سے تہا پس اگر اسکے قایل ہون کہ زید پسر ام کلثوم [illegible] خزاعیہ چہوٹا تہا

۱ — از ازالۃ الغین صفحہ ۲۱۶ منتخب التواریخ الجلالیہ وانکحہا [illegible] الحسن والحسین [illegible] ام کلثوم [illegible]

اکبر فرضی سے تو وہ روایت غلط ہوتی ہے جسمین طلاق ام کلثوم خزاعیہ بعد
نزول آیہ لاتمسکوا درج ہے کیونکہ جب وہ زوجیت ہی مین نرہی تو زید اصغر
اوس سے پیدا کیونکر ہوا حالانکہ ولادت زید ام کلثوم خزاعیہ سے یقینی ہے
اور اگر یہ احتمال پیدا کرین کہ زید بن ام کلثوم خزاعیہ بڑا تھا اس زید فرضی سے
جسے بطن جناب ام کلثوم سے قرار دیتے ہین تو پھر یہ زید اکبر کیونکر ہونگے
علاوہ برآن جب دو زید بن عمر ہوے دو ام کلثوم سے تو حالات انکے
بھی الگ الگ ہونے چاہیے کہ یہ زید اور ام کلثوم فلان وقت مرے
دوسرے زید و ام کلثوم کی یون وفات ہوی جیسا کہ کل اولاد سے کہ
دختران خلیفہ دوم کا حال علحدہ علحدہ باجمال و تفصیل عقد وغیرہ مرقوم ہے
بخلاف ان دونون زید اور دونون ام کلثوم کے کہین بجز ایک واقعہ وفات
ایک زید اور ایک ام کلثوم کی دوسرے ام کلثوم و زید مان بیٹے کا کوئی
حال بالوصف تفحص و تلاش نہین ملتا جس سے بہ بداہت عقل سلیم معلوم ہوا
کہ دراصل ایک ہی زید بن عمر تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ سابقہ
عمر سے پیدا ہوا نہ دوسرا نہ تیسرا جہان راویون نے بوجہ اشتراک نام
دو ام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف کے قصونکو چھتے ہمنام کیطرف
منسوب کیا وہان اصلی زید کی نسبت بھی ادھر ہی لگا دی اوسکے ساتھ
اصلی زید و ام کلثوم کے حالات بھی ایسی فرضی زید و ام کلثوم کے سر منڈھ
گئے اصلی مان بیٹے تو غایب ہوگئے اور فرضی اصلی بنگئے اور اگر اس تقریر
فقیر کی کوئی شبہ ہو تو سنہ وسال جوڑ لیجے جس سے ولادت زید محال ہے

کیونکہ سنہ عقد جیسا کہ سابقاً مرقوم ہوا سنہ ۱۷ ہے درمیان سنہ ۱۷ اور سنہ ۲۳ کے
اور سن حضرت ام کلثوم کا وقت عقد چار یا پانچ برس بیان ہوتا ہے اور وفات
خلیفہ دوم سنہ ۲۳ ہجری ہے بس وشصت ساله کی تھی اگر سنہ ۱۷ میں چار پانچ ساله
تو سنہ ۲۳ مین کہ سنہ وفات خلیفہ ہے دس برس کی ہونگی در دس برس کی لڑکی
کے لڑکا ہونا خالی از استبعاد نہین خصوصاً در صورتیکہ دو تین برس قبل
از وفات خلیفہ کے قوت باہ کو زوال کلی ہوگیا ہو چنانچہ عقد عاصم بن عمر
والی روایت سے ظاہر ہے کہ خلیفہ صاحب نے فرمایا ولو کان فی بکم حرکة النساء الی
لم یسبقه احد الیها یعنے اپنی اولاد کو جمع کر کے کہا اگر تمہارے باپ مین
رہتے حرکت نسوانی باقی ہوتی تو اس بار مین کوئی اوسپر سبقت نہ لیجاتا
جس سے فقدان باہ اس زمانہ مین یقیناً ثابت ہوا چہ جائیکہ از روے
فطرت بھی یہ قوت کم تھی اور دوسری قوت کو غلبہ تھا چنانچہ اون روایات
سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے جنمین خلیفہ نے کہا ہم تصنع و تکلف عورتونسے
تعلق کرتے ہین اور جسقدر عورتون سے خطبہ کرنا ہمپر گران ہوتا ہے دوسرا
کوئی امر نہین گران ہوتا بلکہ خود ان روایات موضوعہ عقد سے ظاہر ہے
کہ خلیفہ نے کہا کہ ہمکو اب باہ نہین ہے نسوان کی حاجت باقی نہین ہے
بس دہ سالہ لڑکی سے باین پیری و علت شیخ المشائخ لڑکا ہونا امر حیرت خیز ہے
حالانکہ اگر امکان عقلی بنا دہی نکلتا بھی ہے تو ایک لڑکے کا ہونا کسطرح
ممکن ہو سکتا ہے بخلاف دوسرے لڑکے کے جسکا رقیہ نام تھا شیعہ
کروہ ... ل ہے کیونکہ قبل از زنا سالگی عورتون کو بلوغ ہی نہین ہوتا

ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۶ مقصد ۲

چہ جاے تحمل حمل ورنہ سالگی پوری ہوتے ہی سنہ ۲۲ مین اب ایک سال
کل خلیفہ کی حیات کا زمانہ باقی ہے اسمین دو ولادتین کیونکر ممکن ہے
اور اگر سنہ ۱۷ مین عقد مانا جاے تو جو لڑکی اوسوقت چار سالہ تہی سنہ ۲۳ مین
کہ سن وفات ہے ہفت سالہ یا ہشت سالہ ہوگی اس سنکی لڑکی نہ بالغ ہوتی ہے
نہ حاملہ ہو سکتی ہے یقینا محال ہے پس تولد زید اس ام کلثوم جسکو وقت
عقد سنہ ۱۷ یا ۱۸ مین چار سالہ بیان کرتی ہین یقینًا محال ہے چہ جائیکہ ایک اور
لڑکی بعد اوسکے پیدا ہو چہ جائیکہ وہ زید اکبر ہوگا اصغر کا ہونا بہی محال ہے
حالانکہ اصغر اولاد عمر اس زید کو کہتے ہین نہ رقیہ کو بلکہ زینب کو اصغر اولاد عمر
بیان کرتے ہین جو بطن ام حکیم سے پیدا ہوے بہرکیف یقینًا معلوم ہوا
کہ زید مذکور اصلی زوجہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے تہا جسکو قصہ موضوعہ
عقد کے ساتھ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کر دیا دوسرے
وفات زید و ام کلثوم مادرش بوقت واحد عہد معاویہ مین اور بہی اسکی تائید
ہوتی کہ یہ وہی اصلی ام کلثوم ہے جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کی زوجہ
تہی جسکے بطن سے زید بن عمر متولد ہوے کیونکہ جناب ام کلثوم بنت جناب
امیر ع باتفاق روایات فریقین شریک معرکہ کربلا تہین چنانچہ مقتل ابو مخنف اور
مشہد ابو اسحق اسفراینی اور روضۃ الشہدا ملا حسین کاشفی اور درر و فضائل
اور حبیب السیر وغیرہ مین تفصیل تمام مرقوم ہے
یہی متوجہ ہوئین ام کلثوم طرف مسجد
اور کہا السلام علیک یا جداہ مشہد ابو اسحق

ام کلثوم اور کہا وائے ہو تجھپر اے یزید الخ اور روضۃ الشہدا مین ہے سب اہل بیت

را چشم بر حسین افتاد فریاد بر داشت کہ یا جداہ وا محمداہ پس روے بہ یزید کرد

کہ ہیچ میدانی کہ چہ میکنی زنان خود را در پس پردہ نشاندہ و دختران محمد رسول اللہ صلعم

را در پیش چشم خلق داشتہ ندانم کہ در وقت باز خواست از عہدہ این عمل چگونہ

برآے یزید بر خود ببالید و پرسید کہ این چہ کسیت گفتند کہ خواہر حسین ؑ است

دختر فاطمہؑ ناگاہ ام کلثوم بر پاے خواست و گفت اجازت دہ تا سر برادر

بردارم و دیدار بازپسین او ببینم و ستوری یافت در جست و سر حسین ؑ برگرفت

ولب خود بر لب او نہادہ بیہوش شد پس سر بر آورد و گفت اے یزید امید میدارم

کہ درین دنیا راحت نبینی چنانچہ ما را در رنج افگندی یزید گفت این زن زبان دراز

ہم خواہر حسین ہم است گفت آرے این ام کلثوم است گفت اے ام کلثوم

چون دیدی کہ خداے تعالی ظن شما را دروغ کرد و آنچہ بر ما فکر کردہ بودید

بر شما واقع شد ام کلثوم فرمود کہ خداے تعالی منافقان را دروغ گوے

خواندہ ان المنافقین لکاذبون الخ اور روضۃ الاحباب مین ہے

جسکو شاہ عبد العزیز صاحب بہترین سیر فرماتے ہین ام کلثوم و زینب خواہران

امام حسین ہمراہ پیش بردند زینب را کہ چشم بر حسین افتاد الی ان قال ناگاہ ام کلثوم

بر پاے خاست گفت اجازت دہ الی ان قال یزید گفت این زن زبان دراز

ہم خواہر حسین است گفتند آری ام کلثوم است اور تحریر الشہادتین شاہ سلامت اللہ

کشفی صاحب مرکز امین ہے جو تلامذہ شا

کرد میں اسا

روضۃ الاحباب

سختی داد بدشمنان و سختی داد حضرت ام کلثوم جواب داد الحمد لله الذی اکرمنا بمحمد

وطہرنا تطہیرا شکر خدا را کہ گرامی کرد ما را بمحمد و پاک کرد ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت

کیف رایتم قدرة الله چگونہ دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند

ص ۹۱

یجمع الله بیننا و بینکم الخ بعد اسکے لکھتے ہین کہ بیان حال خرابی دودمان نبوت

ویزید و گریستند ام کلثوم گفت کہ اے مردم کوفہ حالا برائے چہ گریہ می کنید

ص ۹۴

بعد اسکے لکھتے ہین یزید جواب سے عاجز ہوا سکوت نمود متوجہ بطرف زنان و یتیمان

اہلبیت شدہ زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک تر طلبید چشم حضرت زینب

چون بر سر مبارک شاہ شہیدان افتاد گفت واجداہ وا محمداہ بعد ازان خطاب

بہ یزید کرد و گفت ہیچ نمیدانی کہ زنان خود را در سرا پردہ عزت و حجاب نشاندی و

دختران رسول خدا را این بے پردگیہا بر شتران سوار کردی و در مجمع مردمان

پیش خود طلبیدے فردائے قیامت از عہدہ عمل خود چہ جواب خواہی داد یزید پلید

گفت این کدام زن است گفتند زینب خواہر حسین ع و دختر فاطمہ زہرا ع پس از ان کلثوم

برخاست و بر سر حسین ع افتاد و لب و دندان خود را بر آن لب و دہان خندان مالید

کہ بیہوش شد بر زمین غلطید چون بہوش آمد دعائے بد در حق یزید کرد و گفت

الٰہی یزید متمتع از دنیا نباشد و چنانکہ ما را در بلا افگندی تو ہم در دنیا و عقبیٰ در [illegible]

پلید گفت مگر این زن ہم خواہر حسین است گفتند آری این کلثوم دختر فاطمة الزہرا است در کتاب ینابیع المودة

ہین شیخ سلیمان بلخی قندوزی [illegible] اشعار ام کلثوم حین توجہت الی المدینة جعلت

تقول مدینة جدنا لا تقبلینا [illegible] فبالحسرات والاحزان جئنا [illegible]

کلثوم معرکہ کربلا مین [illegible]

جسکا درجہ تواتر سے بہی بڑہا ہے کہ فریقین مین باتفاق یہ امر مسلم ہے اور چونکہ رئیس المتکلمین شبل الرحمان ن
روایات شیعہ کو جو علامات جعل و وضع سے خالی ہو بالراس والعین قبول فرماتی ہین تو اس باب خاص مین
روایات شیعہ بہی جو یقینًا علامات جعل و وضع سے مبرا ہین مقبول ہونگی بوجہ غایت اشتہار ہم نقل
نہین کرتے کہ ہر کہ ومہ اس سے واقف ہے اور اخبار اور اقوال انحضرات کے
علیحدہ علیحدہ کتب سیر و تواریخ و لغت وغیرہ مین بہی مرقوم ہین چنانچہ کتاب نہایہ ابن
اثیر مین ہے جو کتب مشتہرہ معتبرہ اہلسنت سے ہے بذیل لغت فرث فی حدیث
ام کلثوم بنت علیؑ قالت لاہل الکوفۃ اتدرون ای کبد فرثتم لرسول اللہ صلعم الفرث تفتت
بالغم والاذی فیہ یعنے حضرت ام کلثوم نے اہل کوفہ سے فرمایا جانتے ہو کس جگر کو رسول خدا
کے غم و الم سے پارہ پارہ کیا پس جب باتفاق فریقین جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کربلا ہوئین تو انکا انتقال تنہا خواہ ہمراہ بیٹے زید ایام خلافت معاویہ
مین یقینًا غلط ہوا اور اسیطرح وفات اونکی صغر سنی مین جیسا کہ ہدایہ
السعداء مین ہے غلط ہوا الغرض تصحیح روایات متناقضہ و تطبیق وقایع متخالفہ
بنابر داب محققین محدثین ضرور ہوا کہ قایل بوہم و اشتباہ رواۃ ہوں جیسا کہ
احادیث صحاح وغیرہ مین اسی بنیاد پر جمع و توفیق کیجاتی ہے پس معلوم
ہوا کہ ایک ہمنام کا واقعہ دوسرے ہمنام کیطرف منسوب کیا کیونکہ یہان بیٹے
[illegible] اصلی ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم یا دراصلی [illegible]
[illegible] ن مان بیٹی ساتھ مرے اور جناب ام کلثوم شریک
[illegible] دوسری ہین [illegible] عمر سے علاقہ ہے
[illegible] مرد کا [illegible] ہے کہ عبد اللہ بن جعفر

کا عقد کرنا حضرت ام کلثوم سے بعد محمد روایات اہلسنت مین بالاتفاق
مذکور ہے گو اسمین اختلاف ہے کہ وفات عبداللہ قبل ہے یا وفات
حضرت ام کلثوم مگر عقد عبداللہ بن جعفر مسلم ہے تو اب یہ بیان کہ بعد
معاویہ وفات کیا غلط ہوا کیونکہ باوجود موجودگی حضرت زینب عقد
عبداللہ محال ہے اور حیات جناب زینب ام کلثوم تا معرکہ کربلا کہ
سنہ ہجری ہے مسلم تو لابد وقوع عقد بعد وفات حضرت زینب
ہوگا اس سے بھی بیان وفات بعد معاویہ مع زید غلط ہوا چنانچہ تائید
اس امر کی اس روایت اصابہ سے بھی ہوتی ہے **فتزوجها اخوه**
عبداللہ بن جعفر فماتت عنده یعنی عبداللہ بن جعفر نے حضرت ام کلثوم
سے عقد کیا اور اس سیدہ نے اونھین کے یہان انتقال کیا کیونکہ
اس روایت مین کوئی ذکر زید وغیرہ کی وفات کا نہین ہے پس صورت
یہ دعوے غلط ہوا خصوصاً درصورتیکہ وفات عبداللہ مقدم ہو بر وفات
حضرت ام کلثوم پس اس صورت مین اور بھی یہ بیان کہ مان بیٹے نے
ساتھ بعد معاویہ وفات کیا غلط ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ
سنہ عہد خلافت عبدالملک مین انتقال کیا پس اس صورت مین
تصحیح روایات کے لیے اشتباہ روایات کا قایل ہونا ضروری ہوا کہ
ام کلثوم جنھے اپنی بیٹی زید کے ساتھ عہد معاویہ
زوجہ سابقہ خلیفہ تھی نہ حضرت ام کلثوم بنت جناب
کربلا رہین کہ اس صورت مین وقوع عقد ساتھ عبدا

صفحہ ۱۳۶ اصابہ [illegible]
فتزوجها اخوه
عبداللہ بن جعفر فماتت عنده
[illegible]
زینب [illegible]
[illegible]

بعد وفات حضرت زینب ممکن ہے اور تقدم وفات عبداللہ یا حضرت
ام کلثوم بھی ممکن ہے جسکو ہم بعد اسکے لکھینگے **تنبیہ** واضح
رہے کہ ہرچند یہ ادلہ جو مذکور ہوے ابطال واقعہ کاذبہ کے لئے کافی و
احتمال اشتباہ رواۃ اہلسنت کے لئے حجت شافی ہین کہ اگر مدۃ العمر دلیل نقض سوچے
اپنی کرین تو ان دلایل کو اوٹھا نہین سکتے مگر چونکہ غرض راقم تحقیق اصل
واقعہ ہے نہ مجادلہ ومکابرہ با اہلسنت اسیوجہ سے بطور مصالحہ ومساہلہ
گفتگو کی اور قایل بہ اشتباہ رواۃ ہوئی جسکو ہزارون جگہ علماے
اہلسنت اپنی روایات صحیحہ مین صرف کرتے ہین ہم لہذا قراین اور دلایل و
اسباب اشتباہ پیش کئے اب انکی حاجت نہ رہی کہ ہم اور دلیلین اسپر
قائم کرین مگر چونکہ تحقیق کے لئے ہر پہلو وجوانب پر غور کرنا لازم ہے
لہذا کچھ معاضدات خارجیہ اور کچھ مویدات داخلیہ اور ذکر کرتے ہین تاکہ
تحقیق کے لیے کوئی حاجت منتظرہ باقی نہ رہے اور محققان و دانشوران
منصفان نکتہ رس کی بخوبی تشفی ہو جاے **معاضدات خارجیہ**
اول قصہ مغیرہ بن شعبہ ہے جس سے کہ یہ واقعہ نکاح غلط بنایا
کیا جاتا ہے اور اسی سے کہ یہ واقعہ صحیح بھی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ صحابی نے جو تیسرا
سرحددار اہلسنت وجماعت اور احباب خاص خلیفہ دوم سے تھا کہ بدولت
خلیفہ حکمران بصرہ ہوا ام جمیل نا[illegible] زنا کیا تین صحابے
ابوبکرہ موے رسول [illegible] دوم پوری شہادت
اور اکی [illegible] آتنی کسر لگائی

کہ جسطرح سلائی سرمہ دانی مین جاتی ہے اوسطرح نہین دیکھا جس نے
خلاف حکم وراے جناب امیرؑ کیونکہ حضرت کو اُسکے رجم کرنے پر ایسا
حتم تھا کہ ہمیشہ بعد اسکے فرماتے رہے اگر میرا دست رس ہوتا تو مغیرہ پر
حد جاری کرتا مغیرہ کو خلیفہ دوم نے حد زنا سے رہائی دی اور اصحاب
ثلثہ پر تہمت لگانے کی حد جاری ہوئی جب موسم حج مین خلیفہ دوم نے
ام جمیل مذکور کو دیکھا تو مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو پہچانتا ہے مغیرہ نے
(بربنیاد اوس عداوت کے جو جناب امیرؑ سے اوسکو مثل دیگر صحابہ حاصل
تھے ونیز اسوجہ سے کہ حضرت کو اسکے حد جاری ہونے پر اصرار تھا)
کہا ہان معاذ اللہ یہ ام کلثوم بنت علیؑ ہے عمر نے کہا تو ہمیشہ تجاہل
عارفانہ کرتا ہے مجھے ہرگز گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ مولے رسول نے
تجھپر جھوٹی گواہی دی ہو اس حد نہ جاری کرنے پر مجھے واللہ ہر وقت
گمان ہوتا ہے کہ کہین آسمان سے مجھپر سنگ باران نہو انتہے تاریخ
طبری اس روایت کے شرح پر ہرگز کوئی مسلمان محتاج نہین کہ مغیرہ نے
کس بے ادبی کا کلمہ استعمال کیا اور خلیفہ نے تنبیہ و تادیب اوس ملعون
کی نہ کی سبحان اللہ فرضی مقام پر دختر ابوبکر کے نام لینے سے بے ادبی
ثابت ہو اور واجب التعزیر قرار پائی اور یہ ملعون ایسا کلام بے ادبانہ کرتا ہے
خلیفہ کو کچھ ہوش ہی نہین آتا نہ تلوار ہی چلاتے ہین نہ درہ
مغیرہ پر حد نہ جاری کرنے سے تو آسمانی رجم کا خوف ہو
کلمہ سے مشتعل جہنم کے بھڑکنے کا بھی ڈر نہین بہرکیف جسطرح

الغرض محبت و ولائے صحابہ و خلیفہ دوم با جناب امیر ع و اہلبیت طاہرین
ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح الغرض وقوع عقد مذکور بہی ظاہر ہوتا ہے
اور ضعیف روایات بہی ہویدا ہے کیونکہ پہلا جملہ صغر سنی تو اس تمثیل سے
بالبدیہہ باطل ہوا اسلیئے کہ ممکن نہین کہ کوئی احمق بہی ایسی تمثیل مہمل صریح
البطلان بیان کرے کہ تیس چالیس برسکی عورت کو تین چار برسکی
لڑکی قرار دے خصوصًا مغیرہ ایسا عاقل جسکو اہلسنت نے عقلاے عرب سے
منتخب کیا ہے بہرکیف اسکے ساتھہ دوسرا جملہ یعنی وقوع عقد بہی باطل ہوا
کیونکہ اگر عقد ہوا ہوتا تو کیونکر ممکن تہا کہ مغیرہ ایسا کلمہ خلیفہ کے روبرو نکالتا
اور خلیفہ کو اپنے ناموس کا ننگ و عار بہی ہوتا جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ
یہہ واقعہ عقد محض غلط اور سراسر تہمت اور افترا ہے پس تصحیح روایات کے لیئے
اقرار باشتباہ رواۃ ضروری ہوا دوسرے (مسئلہ کفارۃ) ترجمہ
صواعق محرقہ مین ہے بدانکہ از احادیث سابقہ معلوم شد کہ انچہ صاحب
تلخیص از اصحاب ما گفتہ کہ از خصایص پیغمبرست کہ اولاد بنات آنحضرت
بآنحضرت منسوب اند در کفارۃ وغیر آن و ابنا و اولاد بنات دیگر با جداد مادری
منسوب نمیشوند در کفارت وغیر ذلک قول او موجہ است و معنی انتساب سوال اند
کہ از خصوصیات آنحضرت ست آنست کہ میتوان گفت آنحضرت پدر ایشان است
و ایشان پسر آنحضرت اند تا در کفارۃ معتبر باشد چنانچہ زنی شریفہ ہاشمیہ
کفو مردے غیر شریف نیست اما انچہ گفتہ اند کہ ہاشمی و مطلبی کفو یکدیگر اند
محل آن غیر انصورت ست چنا[illegible] این آن بالنظیر کی در آنست [illegible]

مسطور ہےتاا نتہے پس اس سے معلوم ہوا کہ کفو ہاشمی کا مطلبی یا ہاشمی

کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے اور نکاح میں لزوم کفائت خود خلیفہ دوم کا

بھی مذہب تھا ازالۃ الخفا میں ہے قال لامنعن فروج ذوات الاحساب من النساء

الا من الاکفاء کما عمر نیز مانع ہوں گا کہ زنان صاحب حسب کا نکاح غیر کفو غیر

ہمسر سے ہو ایضاً خلیفہ صاحب نے غلام کے نکاح کرنے کو زنان آزاد سے

بھی منع فرمایا ہے اور عربی عورتوں سے عجم مردوں کے نکاح کے

مخالفت کی پس با اینہمہ احادیث نبوی جنکا نتیجہ صاحب صواعق نے

یہ نکالا کہ زن شریفہ ہاشمیہ کفو مرد غیر شریف نسیت و با این مذہب خلیفہ دوم

کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ دوم نے ایسا خطبہ کیا ہو اور بلالحاظ کفویت جناب امیر

علیہ السلام پر یہ جبر شدید کیا ہو کہ جناب ام کلثوم کا انسے عقد کردیں اور جناب

امیر نے خلاف احکام رسول معاذ اللہ اس امر کو قبول کیا ہو اور خلیفہ دوم

کا کفو نہونا اسدرجہ واضح ہے کہ خود انہیں روایات سے ظاہر ہے کہ جب

حضرت عقیل نے منع کیا اور غیظ و غضب ظاہر کیا تو جناب امیر نے فرمایا

کہ جانتے ہو مقصود خلیفہ اس عقد سے کیا ہے فقط حدیث نبوی پر عمل کرنا

جس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عقیل بلکہ جناب امیر کے نزدیک

بھی عمر کفو نہ تھے علاوہ برآں جب خاندان خلیفہ اول ارذل بطن ہو جیسا کہ تکمیل

الایمان شاہ عبدالحق میں ہے وارذل بطون

کرد کہ از بنی تیم بود واذیت ارذلیت

کس کا ذکر کو شک ہو سکتا ہے از مجانست

صفحہ ۱۱۰

صفحہ ۱۱۰ ازالۃ الخفا

[illegible] عن اسلم مولی عمر بن الخطاب ... خطب عمر الی علی ... فاستشار علی العباس ... و عقیلا و الحسن فغضب ... عقیل و قال لعلی ...

نسب خلیفہ دوم پر طاعن رہے خالد بن ولید خلیفہ کو ہمیشہ ابن
حنتمہ کہتے تھے مہاجر بن خالد ہمیشہ تشنیع کرتے تھے عمرو عاص با آنہمہ بلند
نسبی جو کچھ انکے حق مین فرماتے تھے ازالۃ الخفا مین دیکھو
خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جسکا قول خدا نے بالاے سبع سموات سنا جو کہا
معلوم ہے کہ عمیر اکنی عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر حضرت
عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضلت اللہ بنطر امراتک
اس قابل نہین کہ بیان ہو خود خلیفہ دوم نے جو لاعلمی اپنی نسب سے ظاہر کی
ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اس پر پیچ شرافت نسبی کے تین پشت
تک روض الانف سہیلی و تاریخ اور کتاب المعارف و تاریخ ابن کثیر شامی اور
مثالب کلبی مین مسطور ہے جسکے نتایج بلکہ اون تصریحات صریحہ گو نہایت
ہی شرمناک اور عبرت افزا قصے ہین کسیطرح بیان نہین ہو سکتے اور سب
اصل کتاب پر محول ہین لیکن صاحبان عقل و ادراک اسی سمجھ سکتے ہین
کہ جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی کہ ولد الزنا بدترین ثلثہ سے ہے یعنی
زانی و زانیہ سے ولد الزنا بدتر ہے تو فوراً فرزند خلیفہ عبد اللہ بن عمر نے
اوس قول ابوہریرہ سے کہ حدیث رسول تھی تردید کی اور کہا ولد الزنا
خیر الثلاثۃ یعنے ولد الزنا تینون مین بہتر ہے (کنز العمال) شاید خلیفہ ثانی نے
نسبی ہی روایتون کی بدولت ابوہریرہ کو منع کیا کہ جناب رسالت
کی حدیثین بیان کر ورنہ جلا وطنی کی سزا ملیگی اور دوس کے پہاڑون پر پہونچا دیے
جاؤگے بلکہ شاید اسی کی کسر کہ قتل [illegible] کا حیلہ لگا کر ابوہریرہ کو

کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہوگئی (ی)

مسلمانو کہان ہو کس خواب غفلت مین پڑے ہو ذرا چونکو برای خدا
غور کرو کسی مذہب مین بھی ولد الزنا اچھا سمجھا گیا ہے جو اسلام مین
کہ اشرف ادیان ہے اوسکی تعریف کیجاتی چہ جائیکہ وہ مقتدای دین اور خلیفہ سید المرسلین قرار پائے
پھر عبداللہ بن عمر نے تو ممکن ہے اوسوقت ابوہریرہ کی تعریض کا جواب دیا ہو اب کیا ضرور ہے
کہ اسپر ترقی کرکے یہ قاعدہ بنائین کہ ولد الزنا انجب یعنی ولد رشد سب سے
زیادہ نجیب ہے جیسا کہ محاضرات امام راغب اصفہانی مین ہے کہ کہا قدامہ نے
اولاد زنا انجب ہے کیونکہ مرد جو زنا کرتا ہے تو برغبت تمام و نشاط کامل اس سے
جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ کامل ہوتا ہے اور جو حلال سے پیدا ہوتا ہے
پس چونکہ مرد اپنی زوجہ حلال سے بتصنع و تکلف تعلق کرتا ہے لہذا لڑکا
کامل نہین ہوتا علامہ قطب الدین شیرازی بھی اپنی نزہۃ القلوب مین اس
افادہ پر فائدہ سے تازگی قلب و جگر حاصل کرتے ہین کما فصل فی استقصا
الافحام ازینجاست کہ چونکہ مولوی حیدر علی کو حضرت خلیفہ دوم سے تعلق
خاص ہے لہذا شیعونکی ایسی روایتون پر جسمین مذمت ولد الزنا وارد ہے
بہت کچھ اعتراض کیئے بدلالت خود بڑے شد و مد سے انکا ابطال کیا
اور اپنی بہ نسبت انکار کلی کیا کہ اہلسنت کے بیان کوئی روایت اسکے
مذمت مین نہین ہے منتہی الکلام مین بعد نقل بعض روایات شیعہ مذمت ولد الزنا
مین فرماتے ہین و بحمد اللہ کہ متقدمین اہل حق از تخریج این روایات معلومہ
اند چنانچہ از رسالہ ملا علی قاری کہ در موضوعات حدیث جمع فرمودہ

صـ ۱۰۸ استقصاء الافحام جلد اول

صہ ۶۸۵ لغایت صہ ۶۵۳
استقصار الافحام مجلد اول

ہویدا می شود اسکے جواب سکا تو لتاب مستطاب استقصار الافحام مین قابل ملاحظہ ہے کہ امام احمد بن حنبل بن ابی شیبہ عبد بن حمید سفیان ثوری عبد الرزاق ابو عیسیٰ ترمذی نسائی ابو داؤد ابن ماجہ حاکم ابو حاتم دار قطنی بیہقی ابو نعیم اصفہانی ابن فیل ابو العباس خرائطی ابن ابی حاتم ابو الشیخ ابو سلیمان خطابی طبرانی ابو العلی خطیب بغداد ابن مردویہ ابن نجار طالقانی رافعی منذری ثعلبی زمخشری ابن اثیر جزری ابو الحسن ابن اثیر جزری ابن مندہ ابن السکن نجم الدین قمولی عبد العزیز وغیرہ وغیرہ جنکی تعداد پچاس سے زیادہ ہے بالاتفاق احادیث کثیرہ مین جسکی تعداد صدہا سے متجاوز ہے مذمت اولاد زنا اور اونکے جہنمی ہونے کے ناقل ہین یہانتک کہ سات پشت تک بھی حکم اونپر جاری ہی بار نہیں ہو کے حیدر علی کی ایسی روایات سے انکار کرنے اور ان احادیث کی ناقلین کو معتقدین سے نکال لیتے اور اس کدو کاوش سے نفی مذمت اولاد زنا مین جو نتیجہ نکلتا ہے عقلاے روزگار پر ظاہر و ہویدا ہے اور اس جا لکھا ہی ہے انکی جواہر ثابت ہوتا ہے محتاج شرح نہین کہ کیون ایسی کد پڑی بہرکیف با اینہمہ کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ خلاف اپنے مذہب کے جو خود ات الاحساب مین کفو کو ضروری قرار دیا ہے اور خلاف حکم رسول کے کہ کفو بنی ہاشم غیر بنی ہاشم و عبد المطلب نہیں ہے ایسا قصد کرین یا ان قرائن و شواہد [illegible] ظاہر کیا

قوم نشت

ابوبکر سے ہے کہ رواۃ نے بجہت شرکت نام و حسد تام اسطرف منسوب کیا
متاخرین سے نے بتقلید متقدمین و رافضین اونہین موضوعات کو مشتہر کیا
دیکھیے باتفاق تمامی مورخین و محدثین اہلسنت جناب رسالت مآب نے
اپنی بیٹیان رقیہ و ام کلثوم کو پسران ابولہب کافر سے جو بنی ہاشم مین تہا
بیاہا مگر حضرت نے شیخین سے کسیکو اس لائق نہ جانا کہ کوئی بیٹی اپنی اون سے
بیاہتے پس بجز عدم کفائت کون باعث تہا جناب سیدۃ نساء العالمین
صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کی بابت شیخین نے یکے بعد دیگرے خطبہ کیا مگر یہہ دفعہ نامنظور ہوا
پس جب خاندان رسالت مین اسقدر پابندی کفائت اور
قرابت خاندانی کی گئی ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا اگر علی
نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفو نہوتا اسمین بلا استثنا سب داخل ہین
اور ہمیشہ عمل درآمد بھی اسی پر رہا کہ اپنے ہی خاندان مین وصلت و پیوند
ہوا کیا اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب تہا کہ نکاح مین کفو ضرور ہے چنانچہ
سابقا مذکور ہوا اور کنز العمال مین ہے ان عمر کان یشدد فی الاکفاء یعنے عمر
کو نہایت سختی تہی کفائت کے بارے مین تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اول اقد[illegible]
کرتے یا معاذ اللہ جناب امیر برخلاف سیرت نبوی ر[illegible]
بطیب خاطر گوارا کرتے از ینجاست کہ خود غلام علی آزاد بلگ[illegible]
اہلسنت سے ہین اس عقد پر سخت تعجب ہوا کہ نقل [illegible]
پابندی کے یہہ عقد [illegible] کر ہوا لیکن بوجہ تعصب مذہبی امر [illegible]
یہہ دیا کہ چونکہ ابتدا [illegible] سلام تہا بوجہ قلت رجال ایسا و[illegible]

صریحی ہٹ دہرمی ہے کیونکہ یہ امر صاف صاف اونہین روایات مین
مرقوم ہے کہ حضرت ام کلثوم کی نسبت فرزند جعفر سے مقرر تھی پہر کیون وہ
نسبت ترک کی گئی سوا اسکے ابتدا اسلام تو وہ تھا جسمین شیخین نے عیاذاً باللہ
جناب سیدہ کے بارہ مین استدعا کی ورنا منظور ہوئی پس جب وہان جناب
رسالت مآب نے اس قابل نہ جانا تو اس صورت خاص مین کیونکر ممکن ہے
کہ جناب امیر منظور فرماوینگے سبحان اللہ جسکو ابوبکر و عثمان اپنا کفو
نجانین جناب امیر کا کیونکر کفو ہو سکتا ہے خصوصاً درصورتیکہ تمامی کنبہ و
قبیلہ از خورد تا بزرگ اس امر مین ناراضی ظاہر کرین اور خود دختر نیک اختر بہی ناراضی
اپنی بیان کرے اوسپر بہی جبر شدید کیا جاوے لا واللہ لا یکون
ذلک ابداً بجز احتمال اشتباہ رواۃ بوجہ اشتراک نام یا عرف کذا مین وضاعین
دوسرا احتمال ہو نہین سکتا تیسرے یہہ بہی ان سب روایات مین
بیان ہوا ہے کہ مقصود خلیفہ اس عقد سے محض اتصال یا سبب و نسب
رسول اللہ صلعم نہ دیگر امور از قسم خانہ داری وغیرہ ازالۃ الخفاء مین ہے
فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست ولیکن از جناب
آنحضرت صلعم شنیدہ ام ایضاً عمر گفت کہ بخدا خطبہ نکردہ ام فقط
برائے خانہ داری ایضاً گفت خطبہ کرد عمر بسوے علی بن ابیطالب
ام کلثوم را پس علی از حضرت عباس و عقیل مشورہ فرمود عقیل منع نمود
حضرت فرمود حضرت عباس کہ [illegible] گا [illegible] ہے نسبت

مقصود او بالذات عمل نمودن ست بر حدیث حضرت رسالت مآب صلعم کہ
دیدہ کل سبب لخ **اقول** اولاً بہ بدیہہ عقل یہ بات اس روایت سے
ظاہر ہوتی ہے کہ خلیفہ دوم جناب امیرؑ کے نزدیک بھی قابل اس عقد کے
نہ تھے کیونکہ اوس کلام سے جو حضرت نے عقیل سے کہا صاف ظاہر ہے
کہ لائق اس عقد کے نہیں ہیں صرف بغرض اتصال سبب و نسب یہ
عقد کیا جاتا ہے پس بھلا کوئی عاقل قبول کر سکتا ہے کہ دوسرے کی
شرافت حاصل ہونے کے واسطے اپنے پر ایسا ننگ و عار گوارا کرے گا
اور بالفرض اگر ایسا ہی تھا تو جناب رسالت مآب صلعم نے کیوں نہ اپنی کسی
دختر نیک اختر کا اسنے عقد کیا حالانکہ ان لوگوں نے استدعا بھی کی تھی
اور حضرت کی ضرورت اور محبت کو شیخین کے ساتھ بہ نسبت جناب امیرؑ
علیہ السلام کے زیادہ مانتے ہیں سبحان اللہ کفو کا خیال جنگ و جدال
تک میں ہو اور بیٹی بیاہنی میں نہو جناب امام حسین علیہ السلام الموت
اولیٰ من رکوب العار مرنا بہتر ہے ننگ و عار قبول کرنے سے فرمائیں اور
جناب امیرؑ یہ ننگ گوارا کریں لا واللہ لا واللہ **ثانیاً** یہ ممانعت حضرت
عقیل خلاف خیرخواہی کیونکر ہوگئی جو حضرت نے فرمایا بخدا لا مجھ عقیل
میگوید خیرخواہی نیست آنحضرت خاندان رسالت کو اس نسبت سے منع کیا مقصود
تھا جو حضرت نہ ہونے عقد کے بدخواہی ہو بھلا کوئی عاقل ہی جا[illegible] وقت
حضرت عقیل کو بدخواہی کہہ سکتا ہے جو جناب امیرؑ اسکو بدخواہی کہیں
[illegible] مانع تھے اور حسنین علیہم السلام بھی برابر [illegible]

مانع رہے جیسا کہ انہین روایات سے ظاہر ہے بہرکیف کسی عاقل کو
دروغ اور موضوع ہونے مین اس حکایت کے کوئی شبہہ نہین ہے
لیکن اب واقعات تاریخی سے غلطی اس روایت کی ثابت کرتا ہون
اما اولاً پس عدم صحت اسکی ایسے سی ظاہر ہے کہ پہلے خلیفہ دوم نے
ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا جب عمرو عاص نے حق تلفی
ابوبکر کا خیال دلا کر منع کیا تو یہ رائے دی کہ معاذ اللہ ام کلثوم بنت
علی سے خواستگاری کرو اور تعلق بسبب رسول کو ذریعہ قرار دو
جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ دعوے محض غلط ہے بہی خواہان خلیفہ نے
دفع خرافت و دنائت نسب کے لیئے وقت وضع اس روایت کے
یہ ضمیمہ بڑھا دیا تاکہ فریب انکا بخوبی کارگر ہو اور جعل و افترا انکا بے کسر ہو جائے
وقدم ثانیاً اس قضیہ وضعیہ کے مابعد والی کارروائی سے بھی
ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیان یعنے صرف بغرض اتصال بانسب رسول
عقد کرنا محض غلط ہے کیونکہ اگر واقعی مقصود خلیفہ اتصال بسبب رسول
تھا نہ مطالب مقصود تمام عقد تو چاہیے تھا بعد اس عقد کے دوسرا عقد
نہ کرتے خصوصاً درصورتیکہ اوسوقت بالکل حاجت نساء و نکوح باقی
نہ تھی جیسا کہ ... ہے عقدین مذکور سے ہے حالانکہ مطالعہ کتاب کامل
ابن اثیر جزری ... سے ہے کہ بعد اس عقد موضوع کے
...ن اور جاننا کہ
...ے معلوم ہوا

غلطی بیان اصل منشا عقد

صـ ۲۳
کامل جلد ۳

کہ بعد اس عقد موضوع کے خلیفہ نے تین عورتون سے عقد کیا
بلکہ اوسی کتاب کامل مین ہے کہ آخر اولاد عمرؓ زینب سے ہے بطن فکہیہ
سے پس اگر منشا عقد صرف اتصال سبب رسول تھا تو بعد حصول
اوسکے دو تین عورتون سے کیونکر عقد کرتے حالانکہ مواہب لدنیہ
قسطلانی مین ہے کہ کہا شیخ ابو علی سنخی نے حرام ہے عقد کرنا دوسرے کو بعد عقد بنت نبیؐ کے
اور ذخایر العقبے مین ہے مسور بن مخرمہ سے کہ حسن بن حسنؑ نے مسور کی بیٹی سے عقد کرنا
قصد کیا اور پیغام دیا مسور نے بوقت شام ملاقات کے اور بعد حمد و ثنای الٰہی کہا کہ کوئی نسب سبب

دامادی تم اہلبیت سے زیادہ مجھکو نہین ہے مگر رسولؐ نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ پارہ جگر میری ہے
جس سے فاطمہؑ کو رنج پہونچتا ہے وہ مجھکو رنجیدہ کرتا ہے اور جو سبب
مسرت فاطمہ ہے میری مسرت کا باعث ہے اور یہہ کہ فرمایا حضرت نے
ہر نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا نسب وسبب بعد اسکے مسور نے
حسن بن حسن سے کہا کہ فرزند رسول کے بیٹی تمہاری زوجہ ہین اگر مین اپنی
بیٹی تمسے بیاہون تو اس سے ضرور اونکو رنج پہونچیگا پس حسن بن
حسنؑ نے اسکا عذر قبول کیا مصنف ذخایر العقبے کہتے ہین کہ یہہ روایت
اسکی دلیل ہے کہ مردہ سے بھی اون امر دن کے رعایت کیجاے جن امر دنکی
رعایت زندون سے کیجاتی ہے حالانکہ ذکر کیا ہے شیخ ابو علی سنخی نے
کہ دختران نبی سے عقد کرنے کے بعد دوسرے سے عقد کرنا حرام ہے
تمام ہوا ترجمہ ذخایر العقبے اور ہر گاہ خود اہلسنت اسکی تصریح کرتے ہین
کہ جو امر موجب ایذا اے جناب سیدہ ہے قلیل ہو خواہ کثیر وہ امر

موجب ایذائے سرورِ کائنات ہے اور ایذائے حضرت حرام ہے جیسا
کہ سابقاً صحیح بخاری سے قصہ موضوعہ خطبہ جناب امیرؑ میں واسطے دختر
ابو جہل کے مذکور ہوا اور خود فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے
کہ کہا ابن تین نے کہ آنحضرت صلعم نے جناب امیرؑ پر اس وجہ سے جمع دختر
نبی و دختر ابوجہل کو حرام کیا کہ یہ جمع موجب ایذائے آنحضرت ہے اور
ایذائے آنحضرت حرام ہے بالاتفاق انتہے پس جب مطلق ایذائے
جناب سیدہ ع کے خیال سے تا حیات معصومہ جناب امیرؑ پر دوسرا
عقد حرام ہوا تو اس عقد خلیفہ دوم سے بھی (جسکو بعد عقد حضرت ام کلثوم
علیہا السلام بیان کرتے ہیں) ضرور جناب ام کلثوم کو ایذا ہوگی اور حضرت
کی ایذا ایذائے جناب سیدہ ع ہے اور ایذائے جناب سیدہ ع ایذائے
جناب رسول ہے جو حرام ہے از ینجاست کہ شیخ عبدالحق صاحب
تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں و بعضے دیگر گویند کہ قتل حضرت امام حسین
علیہ السلام گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومن یا مومنہ بناحق کبیرہ ہست نہ کفر
لعنت مخصوص بکافر است ولیت شعری کہ ارباب این اقاویل تجاہل
احادیث نبوی کہ ناطق اند بآنکہ بغض و ایذا و اہانت فاطمہ ع و اولاد ع
موجب بغض و ایذا و اہانت رسول ست صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چہ میگویند
و آن سبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم ست بلا شک و ریب آیہ ان الذین
یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا پس جب ایذائے
جناب امام حسین ع بلکہ رنج دختر جناب امام حسین ع موجب ایذائے

جناب سیدہ و رسول ہے تو ایذاے جناب ام کلثوم کیونکر نہ موجب ایذاے جناب سیدہ و رسول خدا ہوگا پس بدون انکار از وقوع عقد حضرت ام کلثوم اہلسنت کیلئے کوئی چارہ نہ رہا **سبحان اللہ** ام کلثوم دختر ابو بکر کے عقد کرنے سے تو باین خیال کہ شاید کوئی قصور اوس سے سرزد ہو اور اوسکی تنبیہ کیجائے تو حق تلفی ابو بکر لازم آوے گی خلیفہ حسب رضا باز آئین اور بضعہ رسول کے عقد کرنے مین باوجود نصوص صریحہ و احکام واضحہ و عدم کفاءت نہ حرمت کا خیال ہو نہ ایذاے رسول کا لحاظ خواہی نخواہی عقد ہو جاوے اور جناب امیر بھی قبول فرماوین حاشا و کلا کوئی عاقل منصف مزاج اسکو قبول نہین کر سکتا **جو تھے فضایل** خلیفہ دوم مین بیان ہوا ہے کہ بعد حصول خلافت خلیفہ دوم نے اپنی زوجہ محبوبہ کو جس سے نہایت محبت تھی طلاق دی باینخیال کہ شاید اوسکی سعی اور سفارش سے تعمیل احکام و حدود دین کوتاہی ہو پس جب انکو اسقدر عدالت کا لحاظ تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ اس جبر شدید سے خلاف عدالت ایسا عقد کرین علاوہ بران اس عقد سے بھی تو اوسی تعطلی احکام کا خوف پیدا ہونا چاہیے تھا بلکہ اوس سے زیادہ کیونکہ ایک تو خاندان رسالت سے ہونا ہے احتمال سعی و سفارش کے لیے کافی تھا چہ جائیکہ عیاذاً باللہ زوجہ خلیفہ ہون وہ بھی اس اصرار و مبالغہ سے جسکو محبوبیت لازم ہے کہ ایسی حالتین خواہی نخواہی سعی بیجا کے راہ انکا لتی ہین کما لا یخفے باقی رہے **موبدات** ادلہ جو تجنب اثناء عشریہ

زوجہ خلیفہ دوم کہ از کمال محبت اوراطلاق دادند بخوف آنکہ مبادا از سفارش او خللی در اجرای احکام عدالت راہ یابد و ظاہر است کہ بنت رسول خدا بودن ازین اقوی است ازالۃ الخفا مقصد ۲

اول حالت نکاح سے ہے پس جاننا چاہیے کہ وقوع نکاح مذکور مین صرف
تین مختلف قول منقول ہین ایک یہہ کہ جناب امیر ع نے فرمایا کہ اگر تم صغر سنی سے
تو یہہ تمہاری زوجہ ہے مولوی حیدر علی کے نزدیک یہی جملہ وقوع نکاح
کے لیئے کافی ہے دوسرے یہہ کہ فزوجہ یعنے نکاح کردیا جس سے پہلی
صورت نکاح کی غلط ٹھہری کیونکہ جب نکاح ہوچکا تہا تو پھر نکاح کرنا کیسا
معلوم اب اسمین اختلاف ہے کہ پہلے عمر کے پاس بہیجا تب عقد ہوا یا پہلے
عقد ہوا تب عمر کے پاس بہیجا اور حسنین ع سے اجازت لینے کے بعد عقد ہوا یا حضرت عباس وعقیل
کے مشورہ کے بعد چنانچہ مقالہ ثانیہ مین یہ بحث آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ تیسرا قول یہہ ہے کہ
حضرت عباس ع نے جناب امیر ع کو سمجھا بوجھا کر راضی کیا اور خود وکالتہً نکاح کردیا یہہ
تینون قول باوصف اختلاف شدید ایسے ابہام اور اجمال سے بیان کیا گئے
کہ ہرگز اس امر عظیم الشان مین جسکا ابتدا سے قصہ اس شد و مد سے بیان ہوا
اصل امر جو نتیجہ شد و مد ہے کبھی یون بیان نہین ہوسکتا پس یہہ بیان مجمل ومبہم
ومختلف باشد اختلاف خود قرینہ قویہ ہے اشتباہ رواۃ کا اور کسی روایت مین
خطبہ وغیرہ کا مذکور نہونا دلیل قاطع ہے علاوہ اسکے روایات اہلسنت سے خوب
ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ عقد طول کھینچا اور طرفین سے کدوکاوش کی نوبت پہنچی ہو
بالجملہ اون روایات سے یہہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت بلکہ بعد
نکاح بھی صحابہ کبار مہاجرین اولین اس سے ناواقف رہے کیونکہ جب
خلیفہ دوم امر نسبت طالب مبارکباد ہوئے جو بعد وقوع عقد ہوتا ہے
تو سب نے کہا کس بات کی مبارکباد دین جب انہون نے وقوع عقد کو

بیان کیا صحابہ نے اسپر اعتراض کیا کہ ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنے کا
کیا فائدہ پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد وغیرہ نہین ہوا ورنہ لاعلمی
اون مہاجرین اولین کی اور اعتراض بعد العقد خارج از عقل و قیاس ہے
چنانچہ خود مولوی حیدر علی دربارہ روانگی لشکر قتال مرتدین کے
منتہی الکلام ۹۳ مین فرماتے ہین کہ اختفا و استتار از قسم امور کہ در مجامع اصحاب
برہنہ اصاغر و اکابر جاری شود از محالات عادیہ ہست چنانچہ گفتہ اند ع
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو ان
صحابہ پر کیونکر مخفی ہوتا جو خلیفہ سے پوچھ رہے ہین اور اعتراض کرتے ہین
جس سے صاف لاعلمی انکی ظاہر ہے از ینجاست کہ روایتین بھی باہم دیگر
مختلف اور ایک دوسرے کے معارض ہین کیونکہ ایک روایت کا محصل
یہ ہے کہ عمر نے استدعا کی حضرت نے صغر سنی و تقریب نسبت کا عذر کیا
عمر نے اسپر الحاح اور اصرار کیا اوسوقت حضرت نے فرمایا ہمنے نکاح
کر دیا پس وہ روایتین جنمین مشورہ لینا حضرت کا عباس اور عقیل سے اور
ناراضی عقیل پھر اوسکے بے عقد کر دینا اور بعد مشورہ حسنین کے ناراضی امام حسین
عقد کر دینا اور بعد تکلم امام حسن و سکوت امام حسین کے بھیجنا حضرت کا عمر کے
پاس اور پیغام پہنچانا اور عمر کا گلے سے لگانا و اعلام حضار مجلس کی وکالۃ درا
تزویج میکنم ایشان گفتند این صبیہ صغیر ست چگونہ تزویج میکنی جیسا کہ
صواعق مین ہے بالکل اسکے معارض و مخالف ہین بہر کیف اسقدر ظاہر ہے
جب جناب عقد ہو جاتا کہ ایکو خبر ہوا اور مہاجرین اولین بھی لاعلم معلوم

قریب قریب محال عادی سے ہے حالانکہ عموماً نکاح مین تاکید شدید
ہے کہ فرمایا حضرت نے آشکارا کنید این عقد نیز راکہ نکاح ست
وبکردانید اورا در مسجدہا و بزنید بر آن دفہا اور نیز فرمایا فرق کہ میان حلال و حرام است
آواز کردن و دف زدن ست و مراد بآواز کردن تشہیر ست میان مردم
کما فی شرح المشکوٰۃ صفحہ ۱۳۴ اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ نکاح بلا اعلان
کیا جاوے اور اہل قریہ اور اہل شہر کا مجمع ہوتے کہ جس نکاح پر ایک مرد و دو
عورت شاہد ہون اوسکو باطل کردیتے تھے کما فی ازالۃ الخفا صفحہ ۱۱ پس جب
عموم نکاح کی یہہ حالت ہو تو یہہ نکاح خاص جسمین ایسی کدوکاوش کی گئے
اور بدقت تمام معاذ اللہ یہہ منقبت عظمیٰ خلیفہ کو حاصل ہوئی بدرجہ اولے
مستحق اعلان و اشتہار تھا کہ مجمع عام کیا جاوے اور حضار جلسہ کے سامنے
خطبہ ہوتا تعیین مہر ہوتا عقد واقع ہوتا دیکھئے جناب سیدہ ع کے عقد مین
نہ کوئی کدوکاوش ہوے نہ کوئی اصرار و انکار اوسپر بھی مہاجر و انصار جمع
کیے گئے جناب خدیجہ کے عقد مین بھی قریش کا مجمع کیا گیا اور خود آنحضرت
نے اسکا حکم قطعی دیا پس باوصف امور مذکورہ بالا ان باتون کا نہ ہونا
بجائے خود دلیل قطعی عدم وقوع نکاح و اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک
نام مشتبہ ہوے اسیطرح ولیمہ وغیرہ کا مذکور نہ ہونا کسی روایت مین
منصب اشتباہ رواۃ سے ہے تیسری تاریخ روز مہینہ سال وقوع عقد
مذکور کا بھی کسی روایت مین مذکور نہین ہے حالانکہ یہ امر اون وقائع
عظیمہ سے ہے کہ ممکن نہین اسکے تاریخ وغیرہ کو ضبط نہ کرین حالانکہ فاطمہ

بنت ابو لبابہ سے جو خلیفہ نے عقد کیا اور صلی تاریخ تک تحریر کرتے ہین
چوتھی ولادت زید کا بھی کوئی سن و ماہ و تاریخ وغیرہ کسی روایت سے
ظاہر نہین ہوتا پس یہہ کل امور قرینہ قویہ ہین غلطی روایات و اشتباہ رواۃ
کے کیونکہ اگر کچھ بھی اصلیت اس واقعہ کی ہوتی تو ضرور ناقلان اخبار و
حاملان آثار ان امور کو نقل کرتے خصوصًا وہ لوگ جنہون نے ایسے امور
جزئیہ کو نقل کیے جو کہین بیان بھی نہین ہوتے مثل اسکے کہ بوسہ لیا اور
ساق یا کھولی یا بازو تھاما سینہ سے لگایا بلکہ وہ باتین نقل کین جو درون
خانہ کے تھین جنکا اغیار کو اطلاع بھی نہین ہوتی مثل مشورہ حضرت عقیل
و عباس و حسنین علیہم السلام اور غصہ کی حضرت عقیل اور جناب امیر کے
پس ایسے امور کا نقل نہ کرنا جنکو اصل واقعہ سے تعلق خاص ہے
اور صاحبان تحقیق کو اسکے تفتیش کی ضرورت ہے دلیل عدم وقوع
ہے جیسا کہ واقعی یہی ہے کہ نہوئی کیونکہ عقد ہی نہوا قصہ تو اصل اسقدر
ہے کہ خواستگاری خلیفہ دوم اور انکار ام کلثوم بنت ابوبکر کو زوجیت
دوام کلثوم کے ساتھہ ملا جلا کر درمیان قصہ سے حضرت ام کلثوم کے
کیطرف منسوب کر دیا اور ان جملہ واقعات مختلفۃ الاشخاص کو بالکلیہ باشتباہ
جو تھے ہمنام کا قصہ قرار دیا خطبہ یا مجمع اعیان و مہاجرین و انصار و جلسہ شہود
و وکیل یا ولیمہ وغیرہ کہانسے آتے کیونکہ یہ کل امور لوازم نکاح سے ہین اگر نکاح
ہوتا تو یہہ امور بھی ہوتے اور نقل بھی ہوتی بیان تو اصل ہی غائب ہے
پھر وہ امور کہان سے آوین جو منقول ہون یہ جو کہ مخالف لت چھوڑ کر

حافظہ نہین ہوتا نہ عقل ہوتی ہی اسوجہ سے انکی طبیعت سے بھی نہ بڑہ سکے ورنہ
اونکو کوئی وقت نہ تھے اسیطرح ام کلثوم دختر ابوبکر کے عقد وفات
وغیرہ کا حال نہ معلوم ہوتا اور اسیطرح ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ
سابقہ عمر کے وفات وغیرہ کا مذکور نہونا اور زید بن عمر کے حالات کا پتہ
نہ ملنا بجز اسکے کہ ایک زید بن عمر اور اسکی مان ام کلثوم نے ساتھ وفات
سبب اشتباہ و ارتیاب ہے کہ رواۃ نے بوجہ اشتراک نام اشتباہ مین اگر
ایک کا حال دوسرے طرف منسوب کیا کہ مین شخصونکی ہیولی صورت کو منتزع
کرکے چوتھی صورت قایم کی خطبہ انکار اصرار اعتذار تقرر نسبت کو ام کلثوم
بنت ابوبکر سے منتزع کیا اور وقوع عقد عمر و تولد زید و وفات بعد
معاویہ کو ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ زوجہ سابقہ عمر سے منتزع کیا اور
چالیس ہزار مہر ہونا یا اس ام کلثوم خزاعی سے لیا یا ام کلثوم اسلمیہ
حدیبیہ سے جیسا ان سب کو ملا جلا کر علیا مکرمہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
زوجہ محمد بن جعفر کیطرف منسوب کیا جنہین نہ ام کلثوم بنت ابوبکر والی منسوبی [illegible]
جاتی ہے نہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی و زید رقیہ و علی وفات بعد معاویہ بلکہ مثل انکی
بارہ برس کا ہونا ابتدای قصہ مین اور شریک معرکہ کربلا ہونا آخر قصہ مین باتفاق فریقین ثابت ہے
لیکن ایسی صورتین کہ اسقدر قباحت و شناعت لازم آوی بلکہ لزوم محالات کا سامنا ہو
تب بحکم علامہ سبط ابن جوزی حنفی جنہونے روایات کشف الساق یا دوسرہ کو
قبیح کرکے باطل کر دیا و قاضی عیاض مالکی و [illegible] فاضل رشید جنہونے روایت صحیح
مسلم کو بوجہ استلزام شناعت قطعیہ باطل کیا ہم بھی مجاز ہین کہ ان [illegible]

توضیح اشتباہ روایات و کیفیت انتزاع و اختلاط حالات

باطل کیں اور موضوعات و مفتریات وضاعین وکذابین سے قرار دیں جیسا کہ نفس الواقع تمام تر رواۃ و ناقلین اس قصہ کے ان عیوب کے ساتھ منصف ہیں کما سیجئے انشاءاللہ مگر فقیر بنابر مصالحہ و مسابلہ حسب حکم مولوی حیدر علی ابھی قایل بہ اشتباہ رواۃ ہے کہ بوجہ اشتراک نام ام کلثوم کے درمیان چار شخصوں کے درصورت عدم افتراق رواۃ مشتبہ ہوئے فرق حق و باطل نہ کر سکے تین شخصونکا مختلف قصہ جو تھے ہمنام کیطرف منسوب کر دیا خواہ بالقصد یا لاعن قصد چنانچہ نظیر اسکی قصہ امام اعظم کوفی ہے جسکو مولوی حیدر علی یوں بیان کرتے ہیں مغلطہ ثانیہ

صفا منتہی الکلام

نظیر اشتباہ نام ابوحنیفہ

انکہ ابوحنیفہ کنیت بسیارے از فقہا بودہ یکی از ایشان امام اعظم نعمان بن ثابت ست بعضی از ینہا در حقیقت از فقہ بھرہ نداشتند و بمجرد رائے و قیاس فتوے میدادند و مخالفت احادیث میکردند و این اخبار بسبب شرکت نام و حسد حاسدان بنوع دیگر در قلوب خاص و عام جامیگرفت تا آنکہ اکابر و ابرار را تردد و انقباض عارض می شد و بروقت ملاقات زایل میگشت پس از جسارت خویش بعد انکشاف حقیقت حال عذر میکردند و کسانیکہ بپایہ تحقیق درباره ابوحنیفہ نرسیدند حقیقت کما ینبغی انکشاف نشد در اذہان آنہا غبار و کدورت باقی ماند کہ مدار فقہ ابوحنیفہ مذکور بر رائے مجرد ست بآیات قرآن مبین و احادیث خاتم المرسلین ورا کاری نیست نیست حال کسانیکہ در زمان ابوحنیفہ یا متصل آن بودند و اے بر حال متاخرین کہ طوق تقلید از بیا عناق خویش ساختند و بہر گز تحقیق حال

اما آنچہ گفتم کہ این کنیت برائے بسیارے از فقہا ست پس دلالت دارد
برآن کتب فریقین درینمقام فقط بر قول مجدالدین محمد بن یعقوب صاحب قاموس
اکتفا میکنم حیث قال ابو حنیفة کنیة عشرین من الفقهاء اشهرهم امام
الفقہاء النعمان [illegible] جب اشتباہ والتباس وجہ
[illegible] قسم کا اشتباہ و
التباس [illegible] بیان کیا
[illegible] قرائن [illegible] کثرت
[illegible] قیاس [illegible] کے استقاق
دلائل واسباب وقرائن وشواہد [illegible] ومعاملات
ظاہر ہیں در حیات خیر المرسلین زیادہ تھی یا امام ابو حنیفہ جنکو خلفائے
بنی عباس نے منتخب کرکے امام اعظم بنایا ور قاضی اہلسنت کا امام او سو قت
بھی لکے کوئی نہ تھا کہ انکے خوف سے [illegible] تک امام مالک
کلم اور ہمیں مقیم رہے اور انکا برابر انکو ملاقات کرنا ممکن و آسان تھا
کہ رفع اشتباہ ہوجائے بخلاف بیان کے کیونکہ فرق پر دہ وغیرہ جو درمیان
رجال ونسا فارق ہے ظاہر ہے اور وہاں ضرورت تفریق بھی
تھی بخلاف بیان کے کیونکہ اولاً و سن ما بین ان قصص و حکایات لاغیہ
کا وجود بھی نہ تھا جو ضرورت رفع [illegible] ہوتا اور نہ ہوا تفقین اہلبیت طاہرین
کے خواب وخیال میں بھی اشتباہ کیا جاتا
اور نہ اسپر کسی امر شرعی کا

باقی رہے مخالفین پس وہ تو تمہین ہم وقت اسی قصہ کے وضع و افترا جعل
و تہمت ہی مین مشغول تھے کہ جسطرح اہلبیت کو قتل و غارت کرکے اپنے
خلفا کی سلطنت کو مستحکم کی اوسیطرح اونکی توہین و تحقیر کرکے اپنے خلفا کے
عزت و شرافت ثابت کرین پھر اونکو رفع اشتباہ سے کیا واسطہ تھے کہ
محبین اہلبیت سے اسکی چھیڑ چھاڑ بھی زیادہ نہ کی کہ پردہ دری ان واضعین کے
ہوتی زنہار سبب ہے کہ جسقدر استداد ایام آئمہ معصومین علیہم السلام کو ہوتا گیا
اسمین شور و غل بڑہتا گیا تا اینکہ اب اس زمانہ مین خاص بھی مسئلہ مدار
حقیت مذہب اہلسنت کے نزدیک قرار پایا پس جسنے تحقیق کیا اوسکو
اصلیت معلوم ہوئے اور جن لوگون نے اسکی تحقیق نہ کی اور درپے
تفحص نہوئے بر بنیاد اشتباہ باطل و تشدد خلیفہ دوم تسلیم کرلیا یہ حال
تو زمانہ سابق کے متعین وا سے برحال متاخرین اہلسنت کہ طوق تقلید
را زیب اعناق خویش ساختند ہرگز بتحقیق حال نپرداختند بلکہ دام تزویر
و پردہ تلبیس برروانداختند افسوس صد افسوس کہ ابو حنیفہ کو
جو نہ خلیفہ تھے نہ خلیفہ زادہ نہ صحابی تھے نہ صحابی زادہ نہ رسول زادہ
بلکہ جمیع اہلسنت اپنا فقیہ سمجھے کسیطرح سے بچون جنکو کا برائمہ دین نے
کافر جنکو خارجی ناری جاہل بھی بنایا جیسا کہ ذوالفقار حیدر حصہ اول
مین مرقوم ہے اونکی حمایت مین تو مولویصاحب نے یہ جوش و خروش دکھایا
اہلبیت طاہرین و ذریات خیر المرسلین حبیب رب العالمین کی ادنی بھی
قدر و منزلت نہ کی کہ کچھ پاس اسلام آتا اور حمیت دینی کا جوش ہوتا

اس امر غلط کی تحقیق کرتے تفحص فرماتے اپنی رواۃ کے اغلاط و اشتباہ
کو ظاہر کرتے اے کاش عقل ہی سے کام لیا ہوتا جسکو پروردگار
عالم نے تمیز حق و باطل کے لیئے عطا فرمایا ہے پھر دیکھتے کہ یہ امور متنقعہ
جو ابھی مذکور ہوے کیونکر ممکن ہو سکتے ہین اگر یہ نہین ہو سکتا تھا سکوت
ہی فرماتے من سکت سلم چہ جائیکہ خود اونہین روایات کا ذریعہ کو ترویج
امر باطل کے لیئے شایع کرین اور ایک جزئی فضیلت خلیفہ دوم کے لیئے جسکا اثبات
بھی محال اور بشرط ثبوت غیر نافع اوسمین یہ اقرارات پیش فرمائین کہ بعوض نفع
نقصان کلی و خسران دینوی و اخروی حاصل ہو طرہ اسپر یہ ہے کہ
برعکس امر واقعی کے کتمان امر حق کے لیے ایک نت نئی اولٹی تاویل
کی جو ضحکہ صبیان و لعبہ مجانین ہے کیونکہ مولویصاحب کو جب ادعاے
باطل وفات حضرت ام کلثوم ہمین بعہد معاویہ شرکت کربلا کا جو اتفاقی
فریقین ہے خیال گذرا جس سے بطلان اس دعوے کا لازم آتا ہے
تو یون ارشاد فرمایا پس شریک بودن ام کلثوم با دیگر اہلبیت در واقعہ
کربلا چنانچہ از روایت مجلسی و سید ابن طاؤس در کتاب ملہوف و مانند
آن معلوم میشود و روایت مسلم گجکار کہ بذکر آن مجتہدین و متکلمین تر میم قصص
مفتریات می پردازند اصلے نداشتہ باشد و نسبت مرثیہ امام حسین ؑ کہ
بنام ام کلثوم بروایت سید ابن طاؤس شہرت دادہ اند بجناب حضرت
زینب می باید نہ ام کلثوم انتہے افسوس ہمکو یہان مناظرہ نہین منظور ہے
جو اسکا جواب دین مگر یہ کہنا ضرور ہے کہ کاش مولویصاحب اپنے

صـ ۹۴۷
ازالۃ الغین

آئمہ دین ومحدثین ومورخین کے اقوال کو ملاحظہ فرماتے جنکی بدولت
کاخ صداقت آنحضرات کی قایم ہے کہ وہ حضرات بھی مثل شیعہ شرکت حضرت
ام کلثوم کو معرکہ کربلا مین مع مرثیہ وغیرہ روایت کرتے ہین اور مسلم انکے صدق بیانی
سے اپنی صداقت ثابت کرتے ہین حتے کہ خود متکلمین انکے جنکا کام صرف
انکار امور واقعیہ اور تکذیب روایات صحیحہ و اضلال عوام الناس و جہلہ
مثل شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی معرکہ آراکی کہ وہ بھی ناقل ہین کہ ام
پس وہ اتہام تو غلط ہوا باقی رہا اشتباہ حضرت زینب کا ام کلثوم
کے ساتھ پس کسیطرح ممکن نہین عقلا وعادۃ محال ہے کیونکہ ایکی جن اسلاف
نے قطع محبت ومودت کے لیئے تلوار چلائی طفل صغیر برنا وپیر کو از قسم
رجال تہ تیغ بیدریغ کیا کہ بجز امام زین العابدین از قسم رجال وجناب
امام محمد باقر از قسم اطفال کوئی نہ بچا اون اشقیاے امت سنے
از قسم نسوان تمامی سرادق عصمت وطہارت کو شہر بشہر در بدر پھرایا
اور دربار کوفہ وشام مین ہر ہر معظمہ کو نام بنام بتایا اور شتران بے کجاوہ
وعماری پر بے مقنعہ وچادر اون صاحبان تطہیر کے تشہیر کی کہ ہر شخص
نے جنکی تعداد لاکھون سے زیادہ متجاوز ہے بچشم خود ان معظمات کو
برسنہ رو وکشادہ مو مشاہدہ کیا اور سر مخدومہ کا واقعہ اور انکے کلمات
وحکایات کو الگ الگ بیان کیا جیسا کہ اقوال ملا حسین کاشفی اور
جمال الدین محدث اور شاہ سلامت اللہ سے مخاطبہ ومکالمہ حضرت زینب
وام کلثوم علیہما السلام علیحدہ علیحدہ مذکور ہوا پس ایسی صورت مین شتہ

کیونکر ہو سکتا ہے بخلاف اون مواقع کے جنمین بینے اشتباہ و منشاء اشتباہ
دلایل و اسباب وغیرہ بیان کئے کہ درصورت عدم افتراے رواۃ کے وہان
اشتباہ یقینی ہے علاوہ برآن کہ اگر بفرض محال مثل شریک باری یہ اشتباہ
مان بھی لیا جائے تو بدقت تمام فقط اسکا ثبوت ہوگا کہ وہ حضرت زینب
تھین لیکن وفات حضرت ام کلثوم بعد معاویہ کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ
روایت عقد عبداللہ جو اتفاقی اہلسنت ہے مانع قوی موجود ہے اور
اور دیگر فسادات و لزوم محالات و مخالفت واقعات کا دفعیہ کیونکر ہوگا
مثل لغویت صغر سنی و استحالہ عقد با عون بن جعفر عبداللہ بن جعفر کے
جنمین ہم سابقاً لکھ چکے ہین جنکو انعدام وقوع نکاح لازم ہے جو اصل
منشاء ان موضوعات کا ہے بہرکیف اس قول سے بھی مولوی صاحب کے
ہمکو اجازت ملی کہ اشتباہ رواۃ کے قایل ہون اور چونکہ شرکت حضرت
ام کلثوم معرکہ کربلا مین باتفاق فریقین مسلم ہے حتے کہ غالباً اس امر کے
برابر دوسرا کوئی امر متواتر ہو تو حکم مولوی صاحب باشتباہ فریقین کی نسبت
ہوگا تو اب دیکھنا چاہیے کہ عقل و نقل سے کونسے اشتباہ کا احتمال صحیح
ہو سکتا ہے نہ یہ کہ یونہین بلا سبب محض ہٹ دھرمی سے اشتباہ کے
قایل ہون جو نہ عقلاً درست ہو سکے نہ نقلاً جیسا کہ مولوی صاحب کی احتمال
کی حالت سے چنانچہ عنقریب معلوم ہوتا ہے کہ تمامی روایات اس قسم
عقد کے محض موضوع اور غلط ہین امر چہارم نظائر ان اشتباہات کے
یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ اکثر لوگ کسی مسئلہ کو یا کسی [illegible] ہو

مثال کے نہین سمجھتے خصوصًا جب وہ واقعہ یا مسئلہ خلاف ہو ان
واقعات ومسایل کے جنپر پورا اعتقاد جمعہ کیا ہو اور لغو باتون سے
ذریعہ سے اوسکا ایسا یقین ہو گیا ہو کہ کسیطرح اوسکے خلاف کو نہ سمجھ سکتا ہو
کرے نہ قبول کرے لہذا پیش کرنا نظایر کا ضروری ہوا اور چونکہ یہ مسئلہ صرف
امر عقلی ہی نہین ہے جسپر فقط عقلی استدلال کافی ہو بلکہ ایک تاریخی واقعہ
ہے کہ مشہور واقعہ کو غلط ٹھہرا کر اصلی واقعہ کا اثبات کیا جاتا ہے اور
تعلق اوسکا اوس مظلومہ سے ہے جسکے خاندان سے ایک دنیا کی
دنیا منحرف ہے اور عالم کا عالم دشمن جان وآبرو ہے کسیطرح تحقیقات
واقعی کو قبول نہین کرینگے ورنہ استبعادات عقلی ہی کافی ہوتی جیساکہ
عباسہ خواہر ہارون رشید کی بلہ داری مذکور ہوئی لہذا اور بھی نظایر کا
دینا ضروری ہوا پہلی نظیر قول مولوی حیدر علی ہے دربارہ ابو حنیفہ
کوفی جو ابھی مذکور ہوا دوسری نظیر جو خاص اسی ام کلثوم کے نام سے
متعلق ہے یہ ہے کہ اصابہ صفحہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ ابن حجر عسقلانی مین ہے
کہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق تیمیہ تابعیہ ہے کہ بعد مرنے اپنے باپ
ابوبکر کے پیدا ہوے اور یہہ قصہ اوسکا موطا وغیرہ مین صحیح ہے چونکہ
بعض روایتین بلا سند دیگرے خود جناب رسالت مآب سے نقل کین
اسوجہ سے ابن سکن اور ابن مندہ نے اونکو صحابہ مین ذکر کیا انتہی اس
سے صاف معلوم ہوا کہ صرف روایت بلا سند کیوجہ سے ان علمانے
اس ام کلثوم کو صحابے لکھا جو درحقیقت صحابی نہ تھے اسیطرح ام کلثوم

صفحہ ۳۴۳
اصابہ فی معرفۃ الصحابۃ

بنت عباس بن عبد المطلب کو علامہ مذکور لکھتے ہین کہ ابن اثیر نے لکھا ہے
کہ انسے جناب امام حسن ع نے عقد کیا بعد اونکے ابو موسے سے عقد کیا
بعد ازان عمران بن طلحہ سے عقد ہوا اوسکی مفارقت کے بعد پھر ابو موسے
کے مکان مین آئین وہین وفات کیا اور ظاہر کوفہ مین دفن ہوئین علامہ ابن
حجر لکھتے ہین کہ یہہ قصہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس کا ہے نہ ام کلثوم
بنت عباس کا جس سے معلوم ہوا کہ اس علامہ ابن اثیر کو اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم
بنت فضل بن عباس کا حال ام کلثوم بنت عباس کیطرف منسوب کر دیا
پس جناب ام کلثوم بنت جناب امیر ع کے بارہ مین اونکے اشتباہ ہونے پر کیونکر
تعجب ہو سکتا ہے تیسری نظیر جو نہایت درجہ اس واقعہ کے مماثل ہے
یہہ ہے کہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین مسند امام احمد بن حنبل
سے اور ابن اثیر جزری اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ مین عمر بن
ابی سلمہ سے ناقل ہین کہ جب حضرت ام سلمہ عدہ وفات سے اپنے
شوہر ابی سلمہ کے فارغ ہوئین تو جناب رسالتمآب نے اپنے عقد کا اونہین پیغام
بھیجا حضرت ام سلمہ نے بعد رفع عذرات قبول کیا فقالت لابنها عمر قم فزوج
رسول اللہ فزوجہ یعنے حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ اوٹھو اور میرا
نکاح رسول اللہ کے ساتھ کر دو پس اونہونے نکاح کر دیا انتہی یہ اصل
روایت تھی جسکو اوپان آثار و ناقلان اخبار نے نقل کیا اب سنئے
کہ تاریخی واقعات کی روسے خود علماے اہلسنت نے اسکو غلط ٹھہرایا آخر
اشتباہ روات کے قایل ہوے چنانچہ وہی علامہ ابن القیم فرماتے ہین

کما نقل فی استقصاء الافحام ۱۲ جلد اول صفحہ ۳۲۱

کہ اس روایت مین خدشہ ہے کیونکہ یہہ عمر فرزند حضرت ام سلمہؓ وقت وفات
رسول نو برس کے تھے اور عقد حضرت ام سلمہ سنہ ۴ مین ہوا تو اوسوقت عمر بن
ام سلمہ تین برس کی ہونگی ورا ایسا شخص اس قابل نہین ہے کہ وکالت نکاح
کر سکے جب یہہ اعتراض امام احمد بن حنبل پر پیش کیا گیا تو اونھون نے کہا کون
کہتا ہے کہ عمر بن ابی سلمہ اوسوقت کمسن تھی ابن جوزی نے کہا کہ شاید
امام احمد بن حنبل کو عمر بن ابی سلمہ کے سن کی اوسوقت خبر نہ تھی حالانکہ
یہ سن عمر بن ابی سلمہ کا بہت سے مورخین نے لکھا ہے انتہے اس سے
غلطی اس روایت کی تاریخی واقعات سے اور اشتباہ اونکا بخوبی معلوم ہوا
حتے کہ امام احمد بن حنبل سا امام تبحر اپنی روایت غلطیہ ایسا ثابت قدم
رہا کہ اصل کمسنی عمر بن ابی سلمہ کا انکار کر دیا جو باتفاق مورخین ثابت ہے
آخران اغلاط اور مخالفت واقعات کے دفعیہ کے لیئے علمای اہلسنت
کو قایل ہونا پڑا کہ بوجہ اشتراک اسمی راوی مشتبہ ہوا چنانچہ وہی ابن القیم
بعدان مراحل کے فرماتے ہین کہ حقیقت یہہ ہے جو بعض علما نے کہا
کہ اصل وکیل نکاح ازطرف ام سلمہ عمر بن الخطاب تھے جنسے ام سلمہ سے
نوبت کے بعد قرابت ملتی ہے چونکہ نام عمر بن الخطاب و نام عمر بن ام سلمہ متفق تھا
اسوجہ سے راویون کو اشتباہ ہوا اور وکالت نکاح کو طرف عمر بن ام سلمہ کے
منسوب کیا جو اوسوقت نہایت کمسن تھے کہ قابلیت وکالت نہین رکھتے تھے
اور بنا بر نقل راوی کے لفظ ابنہا یعنی اپنی بیٹے کو زیادہ کر دیا حالانکہ یہاں بھی
فقط یہی تھا کہ اے عمر نکاح کر دو اور بسبب اسی اشتباہ کے بعض فقہا کو

وہم ہوا کہ اونھون نے یہہ روایت کیا کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے اوٹھ اپنی
مان کا نکاح کردے انتہی محصلاً جس سے صاف معلوم ہوا کہ چونکہ
واقعات تاریخی کی مخالفت لازم آتی ہے اور خلاف قیاس بہی ہے
کہ سہ سالہ لڑکا وکالت نکاح کرے (حالانکہ الفاظ روایت کے صاف صاف
اسی پر دال ہین کہ اونہین عمر بن ام سلمہ نے وکالت نکاح کی کیونکہ
روایت مین ہے فقالت لابنہا عمر ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے نکاح
کرنیکو کہا اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ رسول نے فرمایا اے لڑکے
اوٹھ اپنی مان کا نکاح کردے جس سے بجز عمر بن ام سلمہ کے دوسرا عمر
ہرگز نہین سمجھا جا سکتا باایں ہمہ شتباہ رواۃ کے قایل ہوے اور صرف
اشتراک نام عمر بن خطاب و عمر بن ام سلمہ کو اس اشتباہ کی دلیل قرار دیا
بس جاے غور ہے کہ جب صرف اسی بنیاد پر کہ سہ سالہ لڑکا کیونکر وکالت
کرسکتا ہے اشتباہ رواۃ کے قایل ہوے حالانکہ سیکڑون مثالین ایسے
افعال کے اطفال خردسال سے خود اہلسنت کے یہان موجود ہین باایں
ہمہ غلطی ٹھہرای گئی وہ بھی خاص مسند امام احمد مین جسکو رفع اختلاف
کے لیئے امام کہتے ہین تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین کیون
ایسے اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک اسمی قایل نہین ہوتے جسمین کئی طرح
مخالفت واقعات تاریخی بھی ہے اور محال بھی لازم آتے ہین مثل اسکے
کہ جو لڑکی سنہ ۱۷ ہجری مین کم سے کم پانچ برس کی تھے سنہ ۱۷ پانچ
ہجری مین چار یا پانچ برس کے کیونکر ہوگئے اور جو لڑکی باتفاق روا

وشاہدین وقت نکاح چار یا پانچ برس کی تھی وہ اسی سال ہم بستر
کیونکر ممکن ہوگی اور جو لڑکی سنہ یا سنہ میں چار یا پانچ برس کی ہو قبل از
سنہ ۲۳ اوس سے دو لڑکے غیر توام کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں اور جو شخص
عہد خلیفہ دوم میں شہید ہو چکا تھا وہ کیونکر بعد خلیفہ دوم زندہ ہوا اور پھر اوسکا
نکاح ہوا اور جسنے عہد معاویہ میں وفات کی اور جناب امام حسین ع نے نماز جنازہ
پڑھی وہ اسکے مدت بعد شریک معرکہ کربلا کیونکر ہوئیں کہ مصائب کربلا و کوفہ
وشام جھیل کر مدینہ منورہ واپس آئیں اور مثل اسکے کراونکا نکاح چار میں
حضرت عبداللہ بن جعفر شوہر زینب سے ہوا حالانکہ حضرت زینب اوسوقت
موجود تھیں کہ اس صورت میں ارتکاب حرام یعنی جمع بین الاختین لازم
آتا ہے وغیر ذلک جو اصل کتاب میں بشرح و بسط تمام مذکور ہے اور
سابقاً مرقوم ہوا پس ایسی صورت میں اشتباہ رواۃ کے بوجہ اشتراک نام
کیونکر نہ قایل ہونگے محققین اخبار و ناقدین آثار سے امید واثق یقین کامل
ہے کہ معروضہ فقیر کو جو سابقاً مقدمہ میں مذکور ہوا خیال کرکے بلا تعصب
وحمیت صرف ان واقعات پر غور کرکے ان اغلاط و تحریفات کا دفعیہ
کرینگے چوتھے نظیر صحیح بخاری میں ہے انس بن مالک سے کہ ہم شراب
پلا رہے تھے ابو عبیدہ جراح اور ابو طلحہ انصاری و ابی بن کعب کو اسی
اثنا میں کسی نے آکر خبر دی کہ شراب حرام ہو گئی ابو طلحہ نے کہا شراب گرادو
علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ذیل شرح اس
روایت کے فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں ابو طلحہ کے بعد بجائے نام

چوتھی نظیر ... اشتباہ رواۃ ...

صفحہ ۱۵۵ فتح الباری بخاری

فلان فلان درج ہے پھر بعد چند روایات کے کہتے ہین کہ انس کی
روایت سے معلوم ہوا کہ شراب پینے والے اوس جلسہ مین گیارہ آدمی تھے
کہ سات آدمیونکا نام معلوم ہوا اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت
کی ہے کہ ابوبکر و عمر بھی اوس جلسہ مین تھے مگر یہہ روایت باوصف
صحت و پاکیزگی سند نہایت بری معلوم ہوتی ہے مجھے گمان ہوتا ہے
کہ غلط ہوا اور یہہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ اوس روز ابوبکر و عمر ملاقات
ابوطلحہ کو گئے ہون لیکن شراب نہ پی ہو بعد اوسکے روایت بزار سے
معلوم ہوا کہ انس نے کہا کہ ہم شراب پلاتے تھے ایک جماعت کو
جنمین ابوبکر بھی تھے ابن حجر کہتے ہین کہ یہہ ابوبکر مشہور بہ ابن اشعوب
ہے روایت مین ابوبکر کے نام ہونے سے لوگون نے یہہ سمجھا کہ وہ ابوبکر
صدیق تھے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ دوسرا شخص ہے مگر ذکر عمر ابوبکر
کے ساتھ اسکا قرینہ ہے کہ راوی کی غلطی نہین ہے اور وہ ابوبکر صدیق ہی تھے
انتہے محصلاً و ملخصاً چونکہ مقصود راقم یہان بطعن صحابہ سے نہ اثبات
شراب خواری خلیفہ اول جسپر بنصوص روایات ابن مردویہ و بزار و فابحے
و اقرار ابن حجر عسقلانی موجود ہے نہ اعلام مے نوشی خلیفہ دوم جو باقرار
ابن حجر و اظہار ابن الخطیب صاحب مستطرف و علامہ زمخشری صاحب
ربیع الابرار ثابت ہے تھے کہ ازالۃ الخفا مین ہے کہ آخر غذای خلیفہ دوم
شراب تھے بلکہ مقصود میرا یہان اثبات اشتباہ رواۃ ہے بوجہ اشتراک نام
جو اس عبارت سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ علامہ مذکور نے صرف اس

غرض ہے کہ برات حضرت شیخ عتیق عیب شراب خواری سے ثابت ہو
باوصف وجود قراین متعددہ جنکا خود اقرار کیا بلکہ باوصفیکہ بالاتفاق
چالیس برس تک اس سے اکبر کبایر یعنی شرک و بت پرستی مین مبتلا تھے
اور کوی اونکی عصمت کا بہی قایل نہین اور سند رداست مین کوی جاے
گفتگو نہین با اینہمہ بلا وجہ و بلا سبب فقط بہوا خواہی خلیفہ اول ایسی تاویل
و تحریف کے قایل ہوے کہ راوی بوجہ اشتراک نام مشتبہ ہوا دوسرے
ابوبکر کا حال ابوبکر صدیق کیطرف منسوب کردیا پس ان روایات عقد مین
اگر ذرا بھی خیال خدا و رسول ہوگا اور ذرہ برابر بھی محبت اہلبیت طاہرین
ہوگی بلکہ اگر کچھہ بھی عقل و نقل سے کام لیا جاویگا تو ضرور اشتباہ روات
کے بوجہ اشتراک نام قایل ہونگے جسکے خلاف مین بیشمار فسادات
و لزوم محالات در پیش ہین خصوصاً درصورتیکہ برعکس اس روایت
صحیح بخاری کی جسکی صحت پر اجماع اہلسنت ہے روایات عقد موضوع
اور غلط ہون اور تمامتر راوی اسکے وضاع و دجال و کذاب مفتری ہون
جیسا کہ مابعد مذکور ہوگا انشاءاللہ **نظیر پنجم** شیخ عبدالحق جنکو محقق
دہلوی کہتے ہین اپنے اسماء الرجال مشکوۃ مین بذیل ذکر اولاد خلیفہ
دوم فرماتے ہین کہ انکے تین بیٹونکا نام عبدالرحمن تھا عبدالرحمن اکبر
عبدالرحمن اوسط عبدالرحمن اصغر و یکنی احد الثلاثۃ ابا شحمہ و
یلقب آخر منھم مجبر یعنے ان ثلاثہ سے کوی ابو شحمہ بھی تھا حالانکہ قصہ ابو شحمہ
انکے بیان ازحد مشہور ہے مگر بوجہ اشتراک نام اصلی تینون مین اشتباہ فقہ

ص ۶ ورق قلمی

اور تمیز نہین کرسکتے بلکہ باوصفیکہ دار قطنی سے ناقل ہین کہ عبد الرحمن
اوسط ہی ابو شحمہ تھا مع ذالک تیقن نہین ہوتا لطفے برآن مزیدیہ ہے
کہ مثل عدم تعیین شخص کے اصل قصہ بھی مختلف ہوگیا چنانچہ شاہ ولی اللہ
صاحب یہان تین روایت نقل کرتے ہین اول یہ کہ جس عورت کے ساتھ ابو شحمہ نے بحالت نشہ
زنا کیا اور اوس نے لڑکا جنا یا وہ عورت خدمت خلیفہ مین لڑکا لائی اور فریادی ہوئی خلیفہ نے ابو شحمہ
کو پکڑوایا اور افلح سے حد جاری کرائی ادہر حد تمام ہوئی ادہر ابو شحمہ مر
دوسری یہ کہ ابو شحمہ نے خود بلا کسی نالش و فریاد کی اقرار کیا کہ ہمنے
زنا کیا حد لگا تو خلیفہ نے چار مرتبہ اقرار لیکر حد جاری کرنا چاہا اوسپر
ابو شحمہ نے کہا عجب تعریض لطیف جگر سوز ہے جسنے زمانہ جاہلیت
یا اسلام مین میرے سی حرکت کی ہو وہ مجاز نہین ہے کہ ہمپر حد لگاوے
پس جناب امیر ؓ اوٹھے اور امام حسن ؓ سے فرمایا داہنا ہاتھ لو اور امام حسین ؓ
علیہ السلام سے فرمایا دست چپ تھام لو بعد ازان حضرت نے سولہ
کوڑے مارے تھے کہ ابو شحمہ کو غش آگیا گرپڑا حضرت ؓ نے حد موقوف
کی اور فرمایا (سبحان اللہ) جا خدا سے کہدینا مجھپر اوسنے حد جاری کی ہے
جسکے ذمے تیری کوئی حد نہین ہے تب عمرؓ کو جوش آیا اور اوس
مردہ صفت سے تعریض کا بدلہ لینے چلے (کٹری ہوئی) اور پورے
سو کوڑے مارے کہ وہ مرگیا تیسرے یہ کہ عمرو عاص جس زمانہ مین
حاکم مصر تھا عبد الرحمن بن عمر (ابو شحمہ) اور ابو سروعہ نے آکر کہا کہ
ہم لوگون نے کلہ شراب پی عمرو عاص نے جھڑک دیا عبد الرحمن نے

صفحہ ۱۵۰
ازالۃ الخفا

فرنگی
ارن لکھی

اگر حد نہ جاری کروگے تو اپنے باپ عمر کو خبر کرینگے تب عمرو عاص نے
حد لگائی اسکے بعد خلیفہ دوم کا خط عتاب آمیز آیا اور عبدالرحمن کو طلب کیا
بعد حاضری چاہا کہ حد لگائین عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ حد تو اسپر
جاری ہوچکی مگر عمر نے نہ مانا اور دوبارہ حد لگا کر قید کیا شاہ ولی اللہ
فرماتے ہین کہ ابو عمر نے استیعاب مین کہا عبدالرحمن اوسط بھی ابو شحمہ ہی
جسپر عمرو عاص نے مصر مین حد جاری کے بعد ازان عمر نے بلوا بھیجا اور دوبارہ
بطور ادب والد حد جاری کی کہ بیمار ہوکر مر گیا مگر اہل عراق کا قول ہے
کہ عمر کے کوڑے مارنے مین وہ مر گیا اور یہہ قول غلط ہے کہا زبیر نے
کہ عمر نے حد شراب جاری کی اس سے بیمار ہوا اور مر گیا انتہے اصل
قصہ سے ہمکو غرض نہین ہے کیونکہ سیکڑون مثالین اسکی حکام جور مین
موجود ہین کہ بغرض اپنے ناموری و اشتہار عدالت ولی ہوتی کے
ایسے امور ناجایز کے مرتکب ہوتے ہین جیسے کہ حکام انگریز سے
ہند و مذہب کی ہزارون نظیرین روزمرہ دیکھی جاتی ہین لیکن یہ امر بخوبی
ثابت ہوا کہ بوجہ اشتراک نام رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تعیین ابو شحمہ
محدود کی تھی کہ تین عبدالرحمن مین یہ شخص کون تھا یہانتک کہ
اصل قصہ بھی ایسا مختلف اور مشتبہ ہوا کہ ایک کو دوسرے سے
لگاؤ نہین حالانکہ خاص خلیفہ دوم کے فرزند ارجمند کا واقعہ ہے جس سے
خلیفہ کے اعلے درجہ کی فضیلت و عدالت ثابت کیجاتی ہے
درحقیقت مستلزم جرم ارتکاب امر نا مشروع ہے پس جناب عمر

علیہا السلام کے بارہ مین بھی ایسے ہی اشتباہ رواۃ کو کیون نہین مانتے کہ
بوجہ اشتراک نام واحد چار شخصون مین رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تین شخصون کے
مختلف حالات کو جو تھے ہمنام کیطرف منسوب کیا حالانکہ بغرض اعلاے
مناقب خلیفہ دوم و توہین اہلبیت طاہرین یہان انکو ضرورت وضع وافترا
بھی درپیش ہی چھٹی **نظیر** جسمین خود مولوی حیدر علی سا عالم متبحر مبتلا ہوئے یہ کہ آپنے
رسالہ واہیہ حاطبہ مین فضل بن روزبہان مصنف ابطال الباطل کو روزبہان
بقلی مصنف عرائس تصور کرتے ہین حالانکہ روزبہان بقلی صاحب عرائس بہت مقدم ہی فضل بن
روزبہان پر اشتراک لفظ روزبہان نے ایک جگہ صرف روزبہان ہے
دوسری جگہ فضل بن روزبہان انکو اشتباہ مین ڈالا پس جہان اس سے
زاید اشتراک نام ہو اور اسباب اشتباہ بھی موجود ہون اگر رواۃ مشتبہ
ہو جائین جنکی جہالت کا بھی اقرار ہے تو کیونکر تعجب ہوتا ہے جیسا کہ ناقلین
قصہ موضوع مین مشاہد ہے **ساتوین نظیر** اشتباہ بلا اشتراک
نام و بلا سبب صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بذیل قصہ افک مرقوم ہے
کہ جب سعد بن عبادہ نے منافقین کی حمایت کی تو سعد بن معاذ نے
انکا جواب دیا اور سخت نزاع واقع ہوئی امام نووی اسکی شرح مین فرماتے ہین
کہ کہا قاضی عیاض نے یہان سخت اشکال ہے جسکو آجتک کسی نے
نہین لکھا کیونکہ سعد بن معاذ دو برس قبل اس واقعہ کے شہید ہو چکے تھے
پس اشتباہ یہی ہے کہ قابل اشتباہ رواۃ ہوئے انتہی پس جب بلا اشتراک نام
و بلا سبب اشتباہ صرف بخیال [illegible] وقعات تاریخی کے سبب سے امر متفقہ محققین

مین جو موجب حصول الیقین سے ہے یہہ تاویل کیجاتی ہے اور اشتباہ و وہم
رواۃ کا قایل ہونا پڑتا ہے تو جہان اسقدر مخالفت واقعات واردہ محتاج
کا سامنا ہوا اور اسباب اشتباہ اور قراین و شواہد بھی اوسکے موجود ہون
کیون نہ اشتباہ رواۃ کا اقرار کرینگے خصوصاً درصورتیکہ اصل روایات بھی
موضوع و مکذوب ہون اور رواۃ اوسکے دجال و وضاع ہون انہوین نظیر
اسی قصہ افک مین سے ہے صحیح بخاری مین کہ حدیث کیا مسروق نے ام رومان
مادر عائشہ سے الخ اسپر حافظ ابو علی سعید خطیب بغدادی ابن عبد البر مکی
قاضی عیاض ابراہیم بن یوسف ابو القاسم سہیلی ابو الفتح اندلسی علامہ مزی
علامہ ذہبی ابو سعید صلاح الدین وغیرہ وغیرہ جو اکابر محدثین و اعاظم ائمہ دین
اہلسنت سے ہین بالاتفاق معترض ہین کہ ام رومان تو بعہد آنحضرت سنہ
ہجری مین مری کہ خود حضرت اوسکے قبر مین اوترے اور دعا فرمائی اور کہا
جسکو حور العین کی صورت دیکھنا منظور ہو وہ ام رومان کو دیکھے پس ام
رومان سے اور مسروق سے ملاقات کیونکر ممکن ہے کیونکہ ام رومان
سنہ مین مرے اور مسروق خلافت ابوبکر یا عمر مین آیا پس روایت کرنا
کیونکر ممکن ہے اب اسکی تاویل یہہ نکالی کہ راوی نے غالباً سئلت ام رومان
بصیغہ مجہول کہا ہو جسکے معنی یہہ ہوے کہ ام رومان سے کسی نے سوال کیا ناقلین نے
سئلت کو سالت لکہا جسکے معنی یہہ ہوے کہ اونسے خود پوچہا جو غلط ہے
آخر یہان بھی اشتباہ رواۃ کی تاویل نکالی گئی مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے
استخفافاً صحت صحیح بخاری کے لیے قصہ وفات ام رومان کو بعہد آنحضرت

قصہ وفات ام رومان و اعتراض علما

غلط کیا جس سے وہ سارے فضائل موضوعہ بھی ہوا ہو گئے چنانچہ تفصیل اسکی عبقات الانوار مین مذکور ہے پس جب اعتقاد اعاظم علما کے نزدیک اشتباہ رواۃ کا ہونا خود صحیح بخاری کی روایت مین ممکن ہو تو ان روایات عقدین اشتباہ رواۃ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے **نوین نظیر**

صحیح بخاری مین مسروق سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود نے کہ جب قریش نے اسلام قبول کرنے مین دیری کی تو جناب رسالت مآب نے اونپر بد دعا کی جسکے بدولت وہ سب قحط شدید مین مبتلا ہوے بہت سے لوگ ہلاک ہوے ہڈیان مردار کھانے کی نوبت آئی تب ابو سفیان حضرت کے پاس آیا اور کہا اے محمد تم حکم کرتے ہو کہ ہم لوگ صلہ رحم کرین حالانکہ تمہاری قوم ہلاک ہوئی خدا سے دعا کرو پس حضرت نے آیہ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین کی تلاوت کی بعد ازان پھر او نہون نے کفر کیطرف رجوع کیا اسکے طرف اشارہ ہے قول باری مین یوم یبطش البطشۃ الکبرے کہ مراد اوس سے روز بدر ہے اور اسباط نے منصور سے اس روایت پر یہ زیادہ کیا کہ حضرت نے دعا کی تو بارش ہوئی سات روز تک پانی برستا رہا جب لوگون نے کثرت بارش کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا تب ابر ہٹ گئے وقع ہوا اور اطراف کے لوگ سیراب ہوئے تمام ہوئی روایت صحیح بخاری کی علامہ محمود بن احمد حنفی عمدۃ القاری مین شرح اسکے فرماتے ہین لوگون نے اس اسباط والی روایت پر اعتراض کیا ہے کہا داودی نے قصہ مدینہ مین قصہ قریش مدخل کر دیا گیا کہا عبد الملک نے کہ زیادتی اسباط وہم و اختلاط ہے

عبقات الانوار جلد اول صفحہ ۲۵۶ لدھیانہ

صفحہ ۱۳۹ باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط من ابواب الاستسقا

عمدۃ القاری مصری جلد ۳ صفحہ

کیونکہ سند عبد اللہ بن مسعود مین اور قول انس بن مالک مین (یعنے بارش کے والا مضمون) ترکیب کر دیا ایک کی سند کو دوسرے کی متن روایت سے
ملا دیا و میاطی نے کہا کہ پہلی روایت عبد اللہ بن مسعود سے ہے جو واقعہ
مکہ ہے اوسمین یہ قصہ دوسری روایت کا نہین ہے تعجب ہے بخاری سے
کہ اس روایت مختلط کو نقل کیا حالانکہ بہت سی روایتین اسکے مخالف ہین
بعض نے تائید بخاری مین کہا ممکن ہے دو مرتبہ یہہ قصہ واقع ہوا ہو مگر یہ
احتمال محض لغو ہے کہا کرمانی نے اگر تو کہے کہ قصہ قریش مع التماس ابو سفیان
مکہ مین ہوا تھا نہ مدینہ مین تو ہم کہینگے کہ اصل قصہ مکہ کا ہے اور جسکو اسباط نے
ملا دیا وہ مدینہ کا قصہ ہے (تمام ہوا کلام عینی) پس جب خود صحیح بخاری مین ایسا
اختلاط ہوا کہ مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین ملا کر راویون نے معجون مرکب بنا یا
جسکی بدولت بخاری کی تخریج ہوئی تو ان روایات عقد مین اگرچہ صحیحین مین ہے
نہ صحاح ستہ مین نہ کسی کتاب ملتزم الصحہ مین نہ کوئی روایت ہمی صحیح ہے
ایسا اختلاط اور امتزاج ہوا کہ تین ام کلثوم کے مختلف حالات کو بوجہ اشتراک
نام چوتھی ہمنام کیطرف منسوب کیا تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے بہر کیف اگر چہ
ایسے اشتباہ روایات اہلسنت مین ہزارون مقام پر ہین چنانچہ کتاب
مستطاب استقصاء الافحام و عبقات الانوار و تحفہ اثنا عشریہ مین مفصلاً مرقوم ہے
بوجہ اختصار بیان نہین لکھ سکتے لیکن بموجب اشتباہ و خطا کی نظیر دینا ہو تو نظیر
نظیر دیکھیں قصہ حجۃ الوداع ہے جسمین پچاسون خطا اور وہم انکے
ہوئے ہین چنانچہ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد مین تفصیل اسکی لکھی ہے

چھٹا یہہ کہ ابن حزم نے گمان کیا کہ حضرت نے قبل تشریف لیجانے کے فرمایا کہ رمضان کا عمرہ برابر حج کے ہے حالانکہ یہہ صریح غلطی ہے کیونکہ حضرت نے بعد معاودت از حجۃ الوداع یہہ فرمایا نہ قبل دوسرے یہہ کہ بیان کرتے ہین حضرت پنجشنبہ ہم ۲ ذیقعدہ کو روانہ ہوئے حالانکہ تشریف لیجانا حضرت کا پچیسوین روز شنبہ کو ہے تیسرے یہہ کہ طبری نے بعض کا قول ذکر کیا کہ حضرت بروز جمعہ بعد نماز روانہ ہوئے حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ روانگی حضرت کے روز شنبہ ہے چنانچہ طبری اور واقدی کا بہی یہی قول ہے مگر اسپر بہی واقدی نے تین خطا کی ایک یہہ کہ کہا حضرت نے ذی الحلیفہ مین نماز دو رکعت پڑہے دوسرے یہہ کہ کہا حضرت نے اوسی روز بعد نماز ظہر احرام باندہا حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت شب کو ذی الحلیفہ مین مقیم رہے دوسرے روز احرام باندہا تیسرے یہہ کہا کہ وقفہ روز شنبہ کو ہوا حالانکہ غلط ہے چوتھے یہہ کہ قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت نے وہین قبل غسل خوشبو لگائی اور وقت غسل دہو ڈالے حالانکہ محض وہم ہے پانچوین ابو حزم نے کہا کہ احرام قبل ظہر باندہا حالانکہ غلط ہے کسی حدیث مین یہہ منقول نہین ہے چھٹین ابو حزم نے کہا ہدے حضرت کے ساتھ اندراہ تطوع یعنے استحباب تہی یہہ بہی غلط ہے ساتوین یہہ کہ بعض نے کہا کہ حضرت نے وقت احرام تعین نسک نہین کیا حالانکہ غلط ہے اور جسنے کہا کہ عمرہ مفردہ کے تعین کے مع تمتع جیسا کہ قاضی ابو یعلی و صاحب مغنی وغیرہ کا قول ہے اوسنے بہی غلطی کی اور جسنے کہا کہ مجرد افراد کی تعین کی کہ حضرت ذاد و سکوناع

جو شخص تمام اکا سرکو بغیر حسبانکے حیل سیر معلوم ۱۲

عمرہ نہ کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ تعیین عمرہ مفردہ کے کی تھی اور
اوسپر حج کو داخل کیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے کہا کہ حج مفرد کے تعیین سے تھے
اوسپر عمرہ کو داخل کیا بعد حج اوسنے بھی وہم کیا آٹھوین یہ کہ طبری نے کہا
اثناے راہ مین حجۃ الوداع کے ابو قتادہ نے جو محرم نہ تھا حمار وحشی کا
شکار کیا اور حضرت نے کہایا حالانکہ یہہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہے نہ حجۃ الوداع
نوین طبری نے بعض سے نقل کیا ہے کہ حضرت مکہ مین سہ شنبہ کو داخل
ہوے حالانکہ یہہ غلط ہے داخلہ حضرت کا یکشنبہ ۴ ذی الحجہ کو ہے دسوین
قاضی مغیرہ کا قول ہے کہ حضرت بعد طواف وسعی محل ہوے حالانکہ غلط ہے
گیارہوین بعض نے گمان کیا کہ حضرت وقت طواف رکن یمانی کا بوسہ لیتے تھے
حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت نے تقبیل حجر اسود فرمائی ہے بارہوین قول
ابن حزم ہے کہ حضرت نے وقت سعی تین شوط مین رمل کیا اور چار شوط مین سعی کی
حالانکہ غلط ہے اور دعوے اتفاق اسپر غلط تر تیرہوین وہم کیا جسنے کہا کہ
طواف درمیان صفا ومروہ کے چودہ شوط اور ذہاب وسعی ایک مرتبہ تھا
چودہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر قبل از وقت نماز صبح پڑھی اوسنے
بھی غلطی کی پندرہوین جو قائل ہوا کہ حضرت نے ظہر و عصر بروز عرفہ اور مغرب و
عشا اوس شب کو دو اذان دو اقامت سے پڑھے اوسنے بھی غلطی کی اور
جسنے گمان کیا کہ صرف دو اقامت سے نماز پڑھے اذان مطلقا نہوے اوسنے
بھی غلطی کی اور جو قائل ہوا یہ اقامت واحدہ اوسنے بھی خطا کی
کیونکہ صحیح یہہ ہے کہ حضرت نے دونو کو باذان واحد پڑھا اور ہر نماز کے لیے

اقامت فرمائی سولہوین وہم کیا اوسے جو قایل ہوا کہ حضرت نے
بروز عرفہ دو خطبہ پڑہے اور درمیان مین بیٹہہ گئے اور موذن نے اذان کہی
بعد اذان دوسرا خطبہ شروع کیا اوسکے بعد اقامت صلوۃ ہوئی کہ کسے
حدیث مین یہہ مضمون نہین بلکہ جابر والی حدیث مین تصریح ہے کہ بعد اکمال
خطبہ بلال نے اذان و اقامت کہی پس حضرت نے نماز ظہر پڑہی بعد خطبہ
کے سترہوین ابو ثور نے کہا کہ جب حضرت منبر پر تشریف لیگئے موذن نے
اذان کہی بعد فراغ اذان حضرت نے کہڑے ہو کر خطبہ پڑہا حالانکہ یہہ
قول وہم ظاہر ہے کیونکہ اذان بعد خطبہ ہے اور جسنے یہہ روایت کی
کہ ام سلمہ لیلۃ النحر کو آئین اور حضرت نے حکم دیا کہ بوقت نماز صبح مکہ مین آئین
اوسنے بہی خطا کی اٹہارہوین جسنے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر طواف
زیارت کو رات ہونے تک موخر فرمایا اوسنے بہی خطا کی انیسوین وسنے بہی
خطا کی جو قایل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ کوچ کیا ایک ن کو دوسرے شب کو
بیسوین اوسنے بہی وہم کیا جسنے یہہ بیان کیا کہ بروز نحر طواف قدوم کیا بعد اوسکے
زیارت کا طواف کیا اور اوسنے بہی وہم کیا جسنے کہا کہ حضرت نے سعی بہی
فرمائی طواف کے ساتھہ اکیسوین جو قایل ہوا کہ حضرت نے بروز نحر مکہ مین نماز ظہر
پڑہی اوسنے بہی وہم کیا اور جسنے گمان کیا کہ حضرت نے وادی محسر مین جلدی
نہ کی اوسنے بہی وہم کیا بائیسوین طاوس وغیرہ کو وہم ہوا کہ قایل ہوئے
حضرت ہر شب کو منی سے خانہ کعبہ مین تشریف لاتے تہے تیئسوین اوسنے
بہی وہم کیا جو قایل ہوا کہ حضرت نے دو مرتبہ وداع فرمایا اور جسنے یہہ گمان کیا کہ حضرت نے

ملکہ کو خروج و دخول مین بطور دائرہ قرار دیا اوسنے بھی وہم کیا اور جسنے یہ
گمان کیا کہ حضرت نے محصب سے طرف تنعیم عقبہ کے انتقال کیا اوسنے بھی وہم کیا
یہ سب کل اوہام ہین جسپر ہمنے اجمالًا و تفصیلًا تنبیہ کی (تمام ہوا خلاصہ کلام ابن القیم
زاد المعاد مین) پس جب صرف واقعہ حجۃ الوداع مین ان علماء اہلسنت کو سقدر
اوہام لاحق ہوے جسکی تعداد قریب چالیس کے ہیں تو واسے بر دیگر وقایع
کیونکہ حج اونکے اصول دین مین داخل ہے ہمیشہ عمل کی ضرورت داعی ہے روز مرہ
حج کرتے ہین اور حضرت کا یہ آخری حج تہا اسی غرض سے کہ تعلیم احکام
حج ہو جاوے حتے کہ آیۃ اکملت لکم دینکم اسی حج مین بقول خلیفہ دوم
نازل ہوے بلکہ امارت حج بقول شاہ ولی اللہ لوازم خلافت خاصہ سے ہے
جس سے عیاذًا باللہ جناب امیر محروم رہے سوا اسکے کوئی ضرورت
وضع و افتراء رواۃ بھی نہین پائی جاتی با اینہمہ جب اکابر علماء اہلسنت
کو ایسے اوہام و اغلاط پیش آوے تو اس مسئلہ عقد مین اونکے اوہام اور
اغلاط اور اشتباہ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے جو نہ داخل اصول دین ہے
نہ ضرورت عمل صرف علم ہی علم ہے کہ بفرض وقوع حسب مزعوم اہلسنت
جہان بہت سے فضائل خلیفہ دوم ہیں اونکے یہان نہین سے یہ بھی ایک ہوتا
اور چندان ضرورت تحقیقات بھی نہین ہے بلکہ ضرورت وضع و افترا و جعل و
تہمت البتہ موجود ہے پس ایسی حالت مین خود موضوع ہونا ان روایات کا
قرین قیاس ہے چہ جاے اوہام و اشتباہ کی معہ ذلک اوہام و اغلاط و اشتباہ
اونکی ان روایات عقد مین کم ہین بہ نسبت اون اوہام و اغلاط کے جو احکام

ج مین مذکور ہوئے پس ان دہام پر تعجب ہوتا اور اون علما پر اسناد وصدقنا
کہنا اسپر حیرت خیز ہے گیارہوین نظیر ابو الفضل محمد بن احمد بن عبد اللہ
بن عبد المجید بن اسماعیل معروف بحاکم شہید متوفی ۳۳۴ھ کتاب کافی مین شمس الائمہ
ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہیل سرخسی متوفی ۴۸۳ھ کتاب مبسوط مین فخر الدین
حسن بن منصور اوزجندی فرغانی معروف بہ قاضیخان متوفی ۵۹۲ھ اپنی فتاوے مین
کہ مشہور بہ فتاوی قاضی خان ہے برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی متوفی
۵۹۳ھ کتاب ہدایہ مین ظہیر الدین ابو بکر محمد بن احمد قاضی محتسب بخاری متوفی
۶۱۹ھ اپنے فتاوے کہ مشہور بہ فتاوی ظہیریہ ہے فخر الدین ابو محمد عثمان
بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ تبیان الحقایق شرح کنز الدقایق مین اکمل الدین محمد
بن محمود بابرتی الحنفی متوفی ۷۸۶ھ عنایہ شرح ہدایہ مین ابو بکر بن علی معروف بحدادی
عبادی متوفی سنے صد و سنہ سراج وہاج شرح مختصر قدوری مین
بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ رمز الحقایق شرح کنز الدقایق مین
عالم بن علاء الحنفی فتاوے تاتارخانیہ مین وجیہ الدین عمر بن عبد المحسن
ارزنجانی حدائق الازہار شرح مشارق الانوار مین الیاس شرح وقایہ مین
ابو المکارم شرح وقایہ مین یوسف اعور رسالہ رد مذہب شیعہ مین قاضی جگن
گجراتی خزانۃ الروایات مین اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد مین
اور دیگر علماء کبار اہلسنت جنکی تحقیقات وفتاوی پر دین ایمان اہلسنت کا
مدار ہے کہ اسامی گرامی اونکے ضربت حیدریہ جلد اول ورشید الطاعن جلد دوم
مین مع نقل عبارت مذکور ہے اور جنہنے بھی اصل کتاب مین تصریحات اونکی

ضربت حیدریہ جلد اول از صفحہ ۱۴۰ لغایت ۱۴۴
رشید الطاعن جلد دوم
لغایت
[illegible] جلد اول صفحہ

لکھی ہے اون سبھون کا بالاتفاق بیان ہے کہ امام مالک کے نزدیک
متعہ جائز ہے جیسے کہ شمس الائمہ سرخسی وغیرہ نے دلائل جواز متعہ بھی امام
مالک سے نقل کیے گئے کہ کن دلیلون سے وہ جائز بتاتے ہین جب اقوال
ان علماء فحول کے اہلسنت کے سامنے پیش کیے گئے تو اون سبکا جواب
بھی دیا چنانچہ قول فاضل رشید ہی از صاحب ہدایہ در نقل مذہب مالک خطاء واقع
شدہ وبعض علمارا کہ صاحب رسالہ نامبردہ در مولفات خود تبعیت صاحب ہدایہ
نمودہ اند پس ہرگاہ اس مسئلہ مین کہ قدیم الایام سے اسکے حلت وحرمت مین
درمیان شیعہ وسنی گفتگو چلی آتی ہے اور الزام عظیم خلیفہ دوم پر وارد کیا ہے
جیسا کہ ناظرین کتب کلامیہ پر مخفی نہین ہے بقول فاضل رشید صاحب ہدایہ نے
ایسی غلطی صریح کی کہ اوس متعہ کے جواز وحلال ہونے کے نزد امام مالک
قائل ہوئے جسکو کس شفقت سے خلیفہ دوم نے حرام کیا تھا اور بقول فاضل مذکور
دیگر علمانے بھی خطائے فاحش مین صاحب ہدایہ کی متابعت کی اور انکے
مذہب کے نقل کرتے چلے گئے جنہین نہ کوئی وجہ اس خطا کی معلوم ہوئی ہے
نہ کوئی سبب اشتباہ بلکہ طرہ اس پر یہ ہے کہ برخلاف حکم حضرت عمر کے جناب ابن
اور عبداللہ بن عباس اور عمران بن حصین اور جابر بن عبداللہ انصاری
وغیرہ قائل بجواز متعہ تھے جس سے معلوم ہوا کہ ہرگز جناب رسالت مآب نے
متعہ کو حرام نہین کیا تھا ورنہ یہ لوگ کیونکر قائل بجواز ہوتے اور تحریم عمری کو
احداث وبدعات مین شمار کرتے اسکے جواب مین فاضل رشید فرماتے ہین
لیکن ممکن ہے بحکم الانسان مرکب من السہو والنسیان ان صحابہ سے سہو کیا ہو بھول گئے ہون

بلکہ امام فخرالدین رازی سنے جو دربارہ جواز متعہ عمران بن حصین صحابے
سے نقل کیا اوسکے بارہ مین رشاد پناہ فرماتے ہین کہ امام رازی سے
خطا ہوئی اور اس عار کے دفعیہ کے لئے علمائے کرام کے تخطیہ باخود ہا کو
نقل کرتے ہین حالانکہ علامہ نیشاپوری ورامام ثعلبی وغیرہ بھی اوس قرات
کے ناقل ہین جسمین امام رازی خطاوار بنائے جاتے ہین پس جب ایک
ایک مسئلہ مین اتنے صحابہ وخلفا وائمہ وعلما خطا کرین سہو فرمائین تو اس
مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین اگر ایسی خطائے فاحش ان علما سے سرزد
ہوئی ہو جنہونے یہہ روایت ذکر کی اور یکے بعد دیگرے اوسکو نقل کرتے گئے
کہ تعداد اس جماعت خاطیئن کی کم ہے پہلے جماعتون سے تو کیونکر جاے
تعجب ہوسکتا ہے حالانکہ دونو صورتون مین فرق بین نمایان ہے کہ یہان
بقطع نظر از ضرورات جعل وافترا اشتباہ روات بہت اچھی طرح ثابت ہے
اور اسباب اشتباہ بھی موجود بخلاف مسئلہ متعہ کے کہ کوئی خاص وجہ اشتباہ
وصدور خطا بتابعت یکے بعد دیگرے نہین معلوم ہوتی پس باوجود ان نظائر
ودلایل قویہ کے اب کسکو اسمین شبہ رہیگا کہ روات اس مسئلہ مین بوجہ اشتراک
نام مشتبہ ہوئے اور باشتباہ تین ہمنامون کے دو مختلف واقعہ جو تھے
ہمنام کیطرف منسوب کردئے اور دیگر علما نے بتبعیت اونکی کے اور بلا تحقیق و
تفحص اس واقعہ کو اسی حیثیت سے لکھدیا از نیجاست کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمۃ
مقامہ وراعلی فی الخلد اکرامہ اس مسئلہ کے بارہ مین فرماتے ہین کہ جو روایت دربارہ
عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہین کسیطرح ثابت نہین کیونکہ راوی اوسکا زبیر

بن بکار ہے اور وہ نقل مین موثوق بہ نہین تہا اور متہم تھا اوس باب مین جسکو وہ
ذکر کرتا ہے بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السلام کے اور وہ غیر مامون ہے یہانتک
کہ فرماتے ہین اور اس مین یہہ ہے کہ ابی محمد حسن بن یحیے صاحب علم النسب نے
اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تہا
لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہہ امر حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ
اونہون نے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے انتہی
کلامہ الشریف بقدر الحاجۃ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اول موجد اس افترا کا
زبیر بن بکار ناصبی ہے کہ اوس سے ابی محمد حسن بن یحیے نے نقل کیا بعد اسکے
لوگ اسیوجہ سے مشتبہ ہوئے اور یہہ اشتباہ بڑہا اور بقول مولوی حیدر علی جسطرح زمانہ
ابو حنیفہ مین بہت سی مسائل خلاف واقع ابو حنیفہ کو فی کیطرف بوجہ اشتراک
نام منسوب ہے جسکی تحقیق بعضونکو اوسوقت ہوئی بعضون کو نہوے اور
متاخرین نے طوق تقلید گلے مین ڈالکر بلا تحقیق و تفحص اون معائب کو نقل کیا
اوسیطرح اس مسئلہ مین بھی متاخرین نے بتقلید و اضعین متقدمین یا مشتبہین
سابقین بلا تحقیق و تفحص اون روایات کو نقل کیا اور بے تحقیق نہوے اور متعدد
ام کلثوم کے مختلف حالات مین جو مجموعہ بنا کر ایک کی طرف منسوب ہوے
تمیز نہ کر سکے یا بالقصد باز آئے والا حق واضح ہوتا من جا ہل غبنا انہدنیہم سبلنا
بالجملہ میری تقریر واقعی اور تقریر مصنوعی انحضرات مین جو فرق ہے مخفی نہین اور
یہ امر یعنی اہلسنت کا اس مسئلہ مین تحقیق نہ کرنا ان نظایر کے بعد کسطرح
تعجب خیز نہین سمجھا جائیگا انحضرات نے ایسے امور کے لئے اصول ہی بنا لئے

کہ جب روایت احکام حلال و حرام ہو تو اوسمین تشدد کرو اور جب بیان فضائل وغیرہ
مین ہو تو اوسمین مسابلہ کرو اور تحقیقات مین تشدد نہ کرو جیسا کہ سعی مشکور مولوی
عبدالحی مین ہے پس جب عموماً احادیث فضائل کے لیے یہہ قانون مقرر ہو
تو واسے برحال فضائل عالیہ موضوعہ خلیفہ دوم جنکے لیئے ہزارون موضوعات
کی یوہین ضرورت ہوتی ہے **مگر افسوس یہہ** ہے کہ عمل درآمد اس قانون کا
صرف دربارہ خلفا و صحابہ و ائمہ مقبولین اہلسنت ہی ہوتا ہے جناب امیرؑ اور
اہلبیت طاہرین کے لیے تو برخلاف اسکے آیات محکمہ اور روایات صحیحہ و یقینیات کی
بھی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ ناظرین تحفہ و ازالۃ الغین پر مخفی نہین لیکن شیعون کی
شکایت اہلسنت سے اس بارہ مین بیکار ہے کیونکہ جب انبیاء کرام کے ساتھ بھی
انکے یہی برتاو ہین کہ بجائے اظہار فضائل و مناقب انکے حقائق حالات
کو مکرتے ہین اور درپے تحقیق نہین ہوتے مسابلہ کرتے ہین تو اہلبیت کرام
کے بارہ مین کیا امید کیجائے دیکھیے علامہ ابن حجر مکی نے کتاب منح مین جہان
اسکی تحقیقات کی ہے کہ اجداد و آبا کرام سرور انام مین اسلام پر تھے جو ہمیشہ
سے اعتقادات مخصوصہ شیعہ سے ہے جبکہ علماء اہلسنت اکثر طاعن رہے
اور ہین علامہ مذکور بعد تحقیقات بیشمار تحقیق پدر حضرت ابراہیم مین فرماتے ہین
کہ آزر پدر نہ تھے بلکہ چچا تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے
قرآن مین آزر پر اب کا اطلاق ہوا قاعدہ جمع بین الاحادیث اسکا قائل
ہونا ضروری ہے اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کے جو قائل ہوے
کہ حقیقۃً آزر باپ تھے نہ چچا انہوں نے معنی ظاہر آیہ مراد لیا اور تحقیقات

صفحہ ۱۹۸ سعی مشکور ... صفحہ ۲۰۵ ... [illegible]

صفحہ ۶۱
مدارج النبوۃ ج ۲

پوری نہ کی اسمین مساہلہ و سستی کی نہتے اور شیخ عبد الحق صاحب مدارج النبوۃ
مین فرماتے ہین متاخرین اثبات کردہ اند کہ آبا و اجداد آنحضرت پاک و مصفا
بودند از دنس شرک و کفر جس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اہلسنت کو اسکی تحقیق
نہو ئی یا دیدہ و دانستہ امر خلاف کے قایل ہوے ہای افسوس صرف
خلفا کے معائب پوشی نے ان لوگون کو کن کن امر و نمین مبتلا کیا کہ آبا انبیا
کرام کے کفر کے قایل ہوئے بلکہ ہوا خواہی حضرت فاروق بغرض مساوات
نسب رسول مین بھی قدح کی ہے کہ بتصریح محمد بن فضل اللہ المحبی خلاصۃ الاثر
فی اعیان القرن الحادی عشر مین ملا علی قاری نے ایک رسالہ مشتمل بر
اسارت ادب والدین آنحضرت صلعم تصنیف کیا اگرچہ تصنیف نہوتی تو اوسکے
تالیفات و تصنیفات کے فوائد سے دنیا مملو ہوتی نہتے چونکہ یہہ واقعہ نہایت
شرمناک واقعہ ہے جس سے مخالفین اسلام کو خندہ زنی کا موقع ملتا ہے
لہذا ہم یہان نہین لکہ سکتے اصل کتاب پر مع رد محول ہے بہر کیف جب ایسے
امور عظیمہ مین ان لوگون نے مساہلہ کیا بلکہ در حقیقت افترا کیا اور انتساب انبیا
ان اغراض باطلہ سے مقدوح و مخدوش کیا تو اگر انہین اغراض سے اس مسئلہ
مین مساہلہ کیا اور طالب تحقیق نہوے یا دیدہ و دانستہ اعلاے مراتب حضرت
فاروق کے لیئے افترا پردازیان کین ہون تو کیا موافق الواقع ہو کوئی محل استعجاب
و استعجاب نہین کیونکہ اسکے لیے خاص قانون سے بنایا گیا ہے کہ فضائل
مین مساہلہ کرو جو اس درجہ جاری ہوا ہے کہ اوسکے باعث سے موضوعات و ضعاف وغیرہ فضائل
خلفا مین بالا ہی العین بتسلیم ہمارے بعض محرم ابھی تک احتمال اشتباہ رواۃ پر جسکو جھوٹا سا تھا

مع نظایر و دلایل و وجوہ شتباہ بیان کیا ہے ثابت قدم ہین مصالحہ گفتگو کرتے ہین کہ رواۃ کو بوجہ اشتراک نام اس مسئلہ مین اشتباہ ہوا در اسی نسبت مین اونسے خطا ہوئی دیگر علما و رواۃ بھی بہ تبعیت اونکے مبتلا سے خطا و وہم و اشتباہ ہوتے گئے در پے تحقیق نہوے ورنہ جیسا بعد بعثت مدیدہ اسلام آبا و اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کا انکو پتہ ملا اور طہارت نسب سے سرانام کا سراغ لگا یہہ بھی ضرور معلوم ہوتا کہ یہ نسبتین بھی محض غلط اور سراسر تہمت اصل بحت ہین نہ خلیفہ سے نے خواستگاری کی نہ عقد ہوا نہ دوسرا کوئی امر بلکہ اصلیت اسیقدر ہے کہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے خطبہ عقد کیا اونے انکار کیا حسب استدعا بی بی عایشہ عمرو عاص نے مکر و حیلہ سے کام لیا کہ یہہ فتنہ فرو ہوا اور زوجیت ام کلثوم بنت جرول خزاعی جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کے زوجہ تھی اور اوسکے بطن سے عبد اللہ بن عمر و زید بن عمر وغیرہ پیدا ہوے تھے کہ ان ماں بیٹے نے بعہد معاویہ ساتھہ وفات کی اور نیز زوجیت ام کلثوم بنت عقبہ جس سے بمقام حدیبیہ خلیفہ نے بعد سلام عقد کیا تھا سبب اشتباہ رواۃ ہوا جسکے سبب انکار و اصرار و وقوع عقد و تولد زید و وفات بعد معاویہ وغیرہ سب امور حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر کیطرف منسوب ہوگئے اور ناقلین آثار و حاملین اخبار نے بالخصوص اون علما نے جنکو اثبات مواقفت خلفا اور اہلبیت کے سب سے زیادہ فکر رہی تھی مثل ابن حسان مصنف کتاب الصواعق وغیرہ کی وہین غلط اور سست خبرونکو باغراض فاسدہ اپنی جابجا مشتہر کیا بس اگر حضرات اہلسنت کچھہ بھی خدا و رسول کا خیال کرکے اس تقریر پر غور کریے

قبول کرلیں تو سبحان اللہ نعم الوفاق کیونکہ ہمارا اونکی حقیت و بطلان کا کچھ اسی
قصہ پر نہیں ہے نہ خلیفۂ دوم کے ایمان و فضیلت کا ثبوت اس عقد پر منحصر پھر کیون
ناحق ایذا دہی خدا و رسول کیجاسے اور اگر مصالحہ و مساہلہ سے فرار کرین اور
خلاف حکم خدا و رسول حدیث ہمارا اس قصہ کیطرح اپنی اونہین روایات موضوعہ
واہیہ پر اڑے رہین تو بہر حیثیت سے ہم بھی اونکی خدمت گذاری سے باز نہ رہینگے
اونہین کے قواعد و اصول کے مطابق غلطی بلکہ موضوعیت انکی روایات کی
ثابت کر دکھائینگے بحول اللہ و قوتہ تعالے **مقالہ ثانیہ** یہ امر تو
یقینی ہے کہ جب کسیکو خدا و رسول کا خوف نہین ہوتا تو نہ اوسکو کچھ دین و ایمانکا
پاس ہوتا ہے نہ کذب و افترا سے پرہیز خصوصاً در صورتیکہ اس جھوٹ سے
کوئی غرض بھی نکالنا ہو خواہ وہ غرض کسیکی عداوت سے متعلق ہو یا کسیکے
بیجا محبت سے دیکھیے **حضرت مریم** علیہا السلام پر اعداے دین نے
کیا کیا تہمتیں لگائین جسکی پروردگار عالم کو اپنے کلام مجید مین کرنی پڑی چند
سورتوں مین اونکی پاکدامنی و عصمت و عفت پر شہادتین فرمائین حالانکہ وہان تہمت
لگانیوالون کو صرف عداوت اسکا باعث ہوئی کیونکہ اس تہمت سے عیاذاً باللہ بجز
ابطال ایک آیۃ الٰہی یعنے نبوت حضرت عیسی روح اللہ علی نبینا
علیہ الصلوٰۃ کے دوسرا کوئی فائدہ نہ تھا بخلاف اس مسئلہ عقد مزعومہ کے
حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے کہ عداوت اور محبت کی دونون غرضین
ساتھ شامل ہین عداوت تو جناب امیر و اہلبیت طاہرین سے کہ کسیطرح ہو سکے
انکی توہین ہو اور محبت خلیفہ ثانی کی جنکے اثبات فضائل و مناقب کیلیے

فی بیان ثانیہ اثبات موضوعیت روایات

کیا کیا بہتان نہ جوڑے گئے تھے کہ عیب پوشی نسب کے لیے
نسب مطہر سرور عالم میں قدح کی گئی بلکہ بالخصوص نسب خلیفہ دوم کے
معاملت میں اوسکو پیش بھی کیا اور خوف دار و گیر الحق سے آخر
اوسکے قباحت پر متنبہ ہو کر خود ہی اوسکو باطل بھی کیا اور اوسکے رد
قایل کو کافر بنایا پس ان لوگون سے ایسا اتہام لگانا کیونکر
تعجب خیز ہو سکتا ہے خصوصا در صورتیکہ بھی بغض و نفاق اہل
اصول مذہب قدریائی اور اہالیان سلطنت کی بھی دلی خواہش
کیا خوب تقریر کی ہے ابوجعفر اسکافی نے بجواب جاحظ عثمانی
کہ اگر خیال غلبہ جہل وحب تقلید نہوتا تو اس عثمانی سے جواب
دینے کی ضرورت نہتی کیونکہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت
اونہین سے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم راز
ہون اور سب آگاہ ہین کہ قدر و منزلت اونہین علما و شیوخ کے
ہوتے تھے جو فضایل ابوبکر بیان کرتا ہی اسکے اس باب مین
کسقدر تاکید و سعی ہے کہ بدون اسکے کسیطرح دنیا سے
تمتع ممکن نہ تھا پس ان محدثین سے بھی کوئی دقیقہ ایسی روایات کے
بنانے مین اوٹھا نہ رکھا اور چونکہ یہ امر بدون اخفاے مناقب
علی بن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح در پے ہوے کہ ذکر علی
و اولاد علی کو محو کرین اور اونکے فضائل و مناقب و سوابق کو
ضائع کرین چنانچہ اسلیے سب لوگ کا ... ہنگ کیا کہ آنحضرت کو سب و شتم

[illegible]

کرین اور منبرون پر لعن کرین اور اونکے لیئے اولاد علی کی یہ حالت تھی کہ اونکے
دشمنون کی قطار روز مرہ بڑہتے جاتی ہے اور تلوارین اونکے خون سے
رنگی جاتی ہین تعداد کم ہوتی جاتی ہے کوئی کہین قتل ہوتا ہے کوئی اسیر ہوتا ہے
کوئی کہین پوشیدہ ہو رہا ہے غرض عجب عالم خوف وبیم وترس ہے یہانتک
کہ فقیہ محدث قاضی متکلم سبکے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین
کہ انکے فضائل نہ بیان کرو انکے گرو نہ ہیٹکو نوبت بدینجا رسید کہ محدثین مارے
خوف کے جناب امیر عم کا نام نہین لے سکتے اگر کسی حدیث مین حضرت کا ذکر ہے
تو یون تعبیر کرتے ہین کہ کہا ایکمرد نے قریش سے یا ایسا کہا ایکمرد قریش نے
مگر نام نہین لے سکتے انکی تو یہ حالت ہے اما اہل مذہب جتنے ہین وہ سب اسی پر
تلے بیٹھے ہین کہ فضایل ومناقب کو انکی باطل کرین تاویلات بعیدہ اور حیلہ
ومکر سے کام لین خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہو یا معتزلے یا جو فرقے
ان فرقون سے پیدا ہوے سبکی یہی خواہش ہے کہ کسیطرح انکی فضائل
ومناقب کو مخفی کرین حتے کہ زمانہ معاویہ ویزید سے ما بعد والی سلاطین
بنی امیہ تک کہ اسّی سال تک اونکی سلطنت رہی کوئی دقیقہ سب وشتم ولعن و
طعن مین انحضرت کے اوٹھا نہ رکہا اسپر بھی نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا گیا فضایل
ومناقب انکے مشہور ہوتے گئے انتہے پہر دوسرے مقام پر کہتے ہین
تم خوب جانتے ہو کہ سلاطین وملوک کوئی دین یا کوئی بدعت قائم کرتی ہین
تو اپنی رعایا کو اوسکی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہین کہ اس دین وبدعت
کے سوا دوسرے سے واقف تک ہونے نہین دیتے جیسا کہ حجاج بن

یوسف نے کہ عامل عبدالملک بن مروان تھا علاوہ اون ظلم وستم کے جو اولاد علی
پر کیئے لوگون کو مجبور کیا کہ قرآن کو بقراءت عثمان پڑہین اور قراءت ابن مسعود و ابی
بن کعب کو ترک کرین کل بیس برس اوسکی سلطنت رہی مگر اوسکی زندگی ہی مین
تمامی ملک عراق قراءت عثمان پر متفق ہوگیا اب انکی جو اولادین ہوئین تو
سوائے اس قراءت عثمانی کے دوسری قراءتون سے بالکل ناواقف تہے
خواہ اسوجہ سے کہ اون کے ماں باپ تابع ہوئے یا اوسوجہ سے کہ معلمون
نے اوسکی تعلیم ہی موقوف کی تہا اینکہ اگر کوئی شخص عبداللہ بن مسعود یا ابی
بن کعب کے قراءت پر پڑہتا تو اوسکو وہ لوگ قرآن نہ جانتے تھے بلکہ پڑہنے
والے کی تالیفات و موضوعات سے قرار دیتے تھے پس یہہ حال تو ان سلاطین
و رعایا کا اس قراءت کے بارہ مین تہا جسکے خلاف کے رواج سے نہ خوف
زوال ملک تہا نہ کسی فساد کا ڈر بخلاف اظہار فضائل علی ع کے اور اونکی اولاد
کی بزرگیون کے ظاہر ہونے مین تو ہر طرح کا خوف تہا اسلیے اسمین اور بھی کد کے
مگر خدا نے ان لوگون کے عظمت وجلالت کو روز بروز ظاہر کیا اسنے مختصر ایسی
ایسی حالتو مین جو کچہہ نہ ان دنیا پرستون کے اتہامات کو فروغ ہو تہوڑا ہے اور جو
کچہہ نہ انکے موضوعات کو ترقی ہو کم ہے کیونکہ استحکام سلطنت و حصول تمکنت
و جاہ کا اسی پر دارومدار تہا جلب دنیا بغیر اسکے محال تہا چہ جائیکہ بغیر ان ضرورتونکے
بھی موضوعات بنائی جائین اور اوسنے امر دنکے لیے اسکا ارتکاب
ہو چنانچہ علامہ ابن اثیر جامع الاصول مین بذیل طبقات مجروحین فرماتے ہین
کہ بدترین طبقات جرح سے افترا کرنا ہے رسول مقبول پر جسکے باز ہین

تغییر قراءت عثمان

حضرت نے فرمایا ہے جو جان بوجھ کر مجھپر افترا لگائے اوسکی جگہ جہنم مین ہے
مگر اس بلا مین بہت بڑی جماعت مبتلا ہوے جنکی مقاصد و مطالب جداگانہ
ہین بعض انسے زنادقہ ہین مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی کی جنہونے
اس غرض سے احادیث وضع کیئے کہ لوگون کے دلونمین شک پیدا کرین
بعضون نے اپنے خواہشون کے مطابق حدیثین بنائین جنسے بعض نے
توبہ بھی کی اور انہی وضع کا اقرار کیا چنانچہ ایک شیخ نے شیوخ خوارج سے
بعد توبہ کہا کہ یہ حدیثین دین ہین دیکھو تم اپنے دین کو کس سے لیتے ہو ہم لوگ
جب کوئی بات چاہتے تھے تو اوسکو حدیث بناتے تھے ابوالعنیا کہتا ہے
کہ مینے اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے سامنے پیش کے
سبنے قبول کی مگر ابن شیبہ علوی نے کہ وہ پہچان گیا اور کہا اول حدیث آخر سے
نہین ملتی سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ وہ روتا ہے
مینے وجہ پوچھی تو اوسنے کہا کہ چار سو حدیثین بنا کر بیٹے داخل کردین اب کیا کرون
بعضون نے بغرض خوشنودی خدا حدیثین بنائین تا کہ لوگونکو فضایل اعمال
کیطرف رغبت دلائین مثل ابی عصمہ و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی
و احمد بن عبد اللہ جوئباری وغیرہ کے چنانچہ کسینے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم
حدیثین ہر ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت
کرتے ہو حالانکہ دوسرے شاگردان عکرمہ اوس سے واقف نہین تو ابی عصمہ
نے کہا چونکہ مینے دیکھا کہ لوگ فقہ ابوحنیفہ و مغازی ابن اسحق مین مشغول اور
قرآن سے بالکل روگردان ہین اسلئے مینے قربۃ الی اللہ یہ احادیث

وضع کی بعضون نے خوشامد مین بادشاہون کے حدیثین بنائین چنانچہ
غیاث بن ابراہیم محدث مہدی خلیفہ کی بیان گیا چونکہ اوسی اور نیولے کبوترونکا
بڑا شوق تھا کہ دور دور مقامات سے منگاتا تھا اسلیئے غیاث نے ایک
حدیث نقل کی کہ فرمایا حضرت نے لا سبق نہین ہے مگر خف اور حافر اور نصل اور
جناح مین جسپر مہدی خلیفہ نے دس ہزار درہم دلوائے جب غیاث وہانسے
چلنے لگا تو مہدی خلیفہ نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تیری قفا جھوٹھون
کی ایسی ہے بعد اوسکے کل کبوترون کو ذبح کرڈالا کسینے کہا کبوترون کا
کیا قصور ہے اوسپر خلیفہ نے کہا انہین کی بدولت تو رسول پر تہمت دہری گئی
کسینے مامون بن احمد مروزی سے کہا شافعی کی عظمت و جلالت دیکھتے ہو
کہ خراسان والے انکے کیسے مطیع و منقاد ہین مامون نے یہہ حدیث بنائی
کہ فرمایا حضرت نے ہماری امت مین ایک مرد ہوگا جسکو محمد ابن ادریس
کہینگے اوسکی ضرر ہماری امت کے لیئے ابلیس سے بہی زیادہ ہوگے
اور ایک شخص ہماری امت سے ابو حنیفہ نامی ہوگا جو چراغ ہے ہماری امت کا
بعض انہین سے وہ لوگ ہین جو دروازونپر سوال کرتے پھرتے ہین او ربازارونمین
کھڑے ہوکر حضرت کیطرف موضوعات کی نسبت کرتے ہین چونکہ سندین
صحیح یاد کرلی ہین اونہین اسناد صحیحہ کے ساتھ اپنے موضوعات کو بیان کردیتے ہین
اسلئے ظاہر عبارت جامع الاصول سے واضح ہو کہ یہہ خلیفہ مہدی عباسی وہ ہے
جسکے لیئے اسقدر موضوعات بنائے گئے کہ مہدی موعود اہلسنت کا درجہ
پایا اور اسیکے بدولت یہہ حدیث بنائی گئی کہ مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور اوسکے

اصل حدیث لا سبق الا فی خف او حافر او نصل غیاث نے او جناح بڑہا دیا ۱۲ منہ

وضع حدیث درشان شافعی و مدح ابو حنیفہ مین

باپ کا بھی وہی نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے چنانچہ تاریخ الخلفا میں ہے واخرج ابن عدی من حدیث عثمان مرفوعا المھدی من ولد العباس عمی تفرد بہ محمد بن الولید مولے بنی ھاشم وکان یضع الحدیث واورد الذہبی ھذا حدیث ابن مسعود مرفوعا المھدی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی اخرجہ ابو داود والترمذی صححہ یعنے ابن عدی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا مہدی اولاد سے چچا میرے عباس کے ہونگے راوی اسکا محمد بن ولید ہے جو حدیث وضع کیا کرتا تھا اور یہیں پر ذہبی نے اس حدیث کو بھی وارد کیا ہے کہ مہدی میرے ہمنام ہونگے اور اونکے باپ میرے باپ کے ہمنام ہونگے اور ابو داود اور ترمذی نے بطور صحیح اسکی روایت کی اب آپ ہی انکے موضوعات کا حال سمجھ لینا چاہیے کہ حالانکہ بالیقین ثابت ہے کہ حضرت مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ اولاد جناب سیدہ ؑ از نسل جناب امام حسین علیہ السلام ہیں مگران خوشامد خوروں نے مہدی عباسی کو مصداق اس حدیث کا بنا دیا اور اسم ابیہ اسم ابی اوسپر اضافہ کیا جسکی وجہ سے کیا کچھ اختلاف پیدا ہوا چنانچہ تفصیل اسکی مجلد ہشتم ذوالفقار حیدری میں بشرح وبسط تمام مرقوم ہے بہر کیف جب واضعین کی یہ کثرت اور اونکے مقاصد کی یہ حالت ہو سلطنت کا وہ تقاضا ہے کہ وہ اغراض تو ایسی صورت میں مدح خلفائے ثلثہ اور توہین حضرات اہلبیت طاہرین میں موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے خصوصاً در صورتیکہ بڑے بڑے علماے اہلسنت جنکو خاص خلیفہ دوم والا خطاب امیر المومنین فے الحدیث کا لقب ملا ہو اس مرض مہلک میں مبتلا ہوں چنانچہ ایک واقعہ ہے جسکے روایت

ذکر نے سے حدیث غدیر ایسی حدیث متواتر غیر صحیح ہو جاوے ملقب امیر المومنین
فی الحدیث ملقب تھا اوسنے بیس ہزار حدیثیں موضوع بنائیں میزان الاعتدال
میں ہے کہا اور آوردی نے واقدی امیر المومنین فی الحدیث ہے اور مسند
ابوحنیفہ خوارزمی میں ہے کہ کہا یحییٰ بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار
حدیثیں بنائیں اور رسول خدا کیطرف انکی نسبت کی اور شافعی نے کہا کہ کتابیں
واقدی کی کذب ہیں انتہی التفصیل فی المجلد الاول من استقصاء
الافحام کیوں صاحب جب ایک عالم اہلسنت بلکہ امیر المومنین انکا بیس بیس ہزار
حدیثیں بنائے اور جناب رسول پر تہمت لگاوے اور وہ سب شایع و مشہور ہوں تو انکی
اتباع و لواحق نے کیا کچھ نہ بنائی ہونگی اور جب رسول پر اسقدر تہمتیں ہوئیں تو دیگر صحابہ
خلفا پر اور خاص جناب امیر علیہ پر کیا کیا تہمتیں لگائی ہونگی یہی وجہ ہے کہ امام
ابوحنیفہ و شافعی و امام غزالی وغیرہ بھی اس فیض سے محروم نہ رہے پس
بنظر کثرت واضعین و تواتر موضوعات و تکاثر اغراض ان روایات عقد کے
موضوع ہونیکا اگر یقین نہیں ہوتا تو ظن غالب قریب یقین تو ضرور حاصل
ہوتا ہے خصوصا بنظر اون احادیث کے جنمیں حضرت نے پیشین گوئی
فرمائی کہ جو امور بنی اسرائیل میں گذرے ہیں اس امت میں بھی ضرور ہونگے
کیونکہ ان اتہامات کی نظیر جو حضرت مریم علیہا السلام پر بنی اسرائیل نے لگائے
اگر ملتے ہی تو یہی نظیر کہ عیاذا باللہ مریم ثانی حضرت ام کلثوم بضعہ رسول
پر ایسی تہمت لگائی اور خلاف عقل و دیانت ایسی نسبت کی چنانچہ بقدر تو
میرے اس دعوے عدم صحت ان حکایات کے اور موضوعیت ان

دلیل اول

روایات عقد کی ان ادلہ سے بخوبی ہوتی ہے **دلیل اول** یہ ہے
کہ جتنی روایتیں دربارہ اس عقد موضوع کے حضرات اہلسنت پیش
کرتے ہین کوئی روایت اسکی صحیح بخاری مین ہے نہ صحیح مسلم مین نہ دیگر صحاح
ستہ مین چنانچہ مطالعہ انکا شاہد ہے اور صواعق محرقہ وازالۃ الغین کی سیر
گواہ ہے اور صحیحین مین مذکور نہونا دلیل عدم تیقن بہ صحت روایت ہے کیونکہ
قاضی محمد بن ابراہیم کتاب منہل الروی فی علم اصول حدیث النبی مین فرماتے ہین
ولیعرف الزاید علیهما بالنص علی صحته من امام معتمد فی السنن المعتمدة لا
بمجرد وجوده فیها الا اذا اشترط فیها مولفها الصحیح ککتاب ابن خزیمه وابی بکر
البرقانی ونحوهما یعنی جو حدیث کہ صحیحین سے خارج ہو اوسکی صحت قابل قبول
نہین جتبک کوئی امام معتمد سنن معتمدہ مین اوسکی صحت پر نص نہ کرے فقط کسی
کتاب معتمد مین پائی جانے سے وہ صحیح نہین ہو سکتے ہان اگر کتاب کے مصنف نے
شرط کرلی ہو کہ بجز روایت صحیح کے کسی حدیث کا اخراج نہ کرینگے تو البتہ حکم
صحت اوسپر جاری ہو سکتا ہے مثل کتاب ابن خزیمہ و ابو بکر برقانی کے اسلئے
پس روایات عقد جو خارج از صحیحین ہین حکم صحت سے بھی خارج ہین کیونکہ قابل
قبول ہونگے اور ابن القیم کہتے ہین دربارہ حدیث متعہ کے جو صحیح مسلم سے
منقول ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح مین اس روایت کو نہ لکھا باوصف شدت کے
حاجت کے کیونکہ اصول اسلام سے ہے پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتے تو
ممکن نہ تھا کہ بخاری اوسکو روایت نہ کرتا اور اوس سے احتجاج نہ کرتا اسطرح
لکھا ابن تیمیہ نے دربارہ حدیث لا ... الا مومن کے جو صحیح مسلم مین منقول ہے

کہ بخاری نے اس سے اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکو نہ لکھا
جس سے معلوم ہوا کہ صرف بخاری کا کسی روایت کو نہ لکھنا اور نقل نہ کرنا قادح
صحت روایت ہر گز ہے وہ صحیح مسلم مین بھی ہو چہ جائیکہ نہ صحیح بخاری مین ہو نہ صحیح مسلم
مین نہ دیگر صحاح ستہ مین جیسا کہ ان روایات عقد مین مشاہدہ ہے اور
حدیث غدیر ایسے متواتر و یقینی حدیث مین ہے جسکے صرف طرق روایت
کے جمع مین ابن عقدہ اور طبریؒ اور عبید اللہ حسکانی اور ابو سعید
سجستانی اور علامہ ذہبی نے مصنفات خاص اسکے بارہ مین تصنیف کئے
اور ابو المعالی جوینی کا بیان ہے کہ مینے بغداد مین ایک صحاف کے
ہاتھ مین ایک کتاب دیکھی جسمین اسی حدیث غدیر کے طرق روایت کو جمع
کیا ہے اوسپر لکھا تھا کہ یہ اٹھائیسوین جلد ہے طرق من کنت مولاہ مین اور
انتیسوین جلد اسکے بعد آتی ہے الخ اور سو صحابی سے زیادہ اس
حدیث کے راوی ہین اور علامہ ذہبی اور علامہ سیوطی ملا علی متقی
جمال الدین محدث اور ملا علی قاری محمد بن اسمعیل امیر ضیاء الدین مقدسی
محمد صدر عالم قاضی ثناء اللہ پانی پتی علم الہدی اہلسنت ہو تے ہین
وغیرہ بالاتفاق بیان کرتے ہین کہ یہ حدیث متواتر ہے چنانچہ جناب آیۃ اللہ
فی العالمین اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین نے مجلدات عبقات الانوار
فی حدیث الغدیر مین نمونہ اعجاز ید اللہی دکھایا ہے اہلسنت بھی عذر پیش
کرتے اور اوسکی صحت و تواتر کو بوجہ نہ درج ہونے صحیحین کے باطل کرتے ہین
چنانچہ امام فخر الدین رازی اور عضد الدین صاحب مواقف و علامہ تفتازانی

اسامی مصنفین کتاب در جمع طرق حدیث غدیر

اسامی معترفین تواتر حدیث غدیر

اور سید شریف جرجانی شارح مواقف اور علامہ قوشجی شارح تجرید اور مرزا مخدوم صاحب نواقض اور اسحق ہروی صاحب سہام ثاقبہ اور عصام الدین برزنجی صاحب مرافض الروافض اور ابن تیمیہ اور ابن حزم اور محسن کشمیری اور شیخ عبد الحق دہلوی اسی بنیاد پر حدیث غدیر کو باطل کرتے ہین جیسا کہ سید شریف شرح مواقف مین بجواب شیعہ کہتے ہین کہ صحت حدیث ممنوع و غیر مسلم ہے یعنے صحیح نہین ہے کیونکہ ارباب حدیث مثل بخاری و مسلم وغیرہ اسکو نقل نہین کرتے اور شیخ عبد الحق صاحب جنکی مصنفات پر اہلسنت کو ناز ہے شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین روایت نہ کردہ اند اورا اہل حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کردہ اند مثل بخاری و مسلم و واقدی و غیر ایشان از اکابر اہل حدیث الخ والتفصیل فی العبقات پس ان تقریرون سے معلوم ہوا کہ بوجہ نہ روایت کرنے بخاری و مسلم کے یہ حدیث غدیر غیر صحیح قرار پائی تو یہ روایات موضوعہ عقد بدرجہ اولےٰ غیر صحیح بلکہ موضوع قرار پای جو نہ صحیحین مین ہین نہ دیگر صحاح ستہ مین بلکہ صرف بعض کتب غیر معتمدہ اہلسنت مین البتہ داخل ہین جس سے صاحب صواعق متعصب مولوی حیدر علی جاحد نقل کرتے ہین کہ اونکے نام مولوی صاحب یہ بتلاتے ہین ابو عمر صاحب استیعاب نور الدین حسینی و شریف موسوی و شیخ ابن السمان و دار قطنی و بیہقی و مانند ایشان جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے نزدیک بھی کوئی روایت صحاح ستہ مین نہین ہے ورنہ اونکے جامعین کے نام مرقوم ہوتے پس صحیحین بلکہ صحاح ستہ مین نہ مندرج ہونا

صاحب [illegible]
[illegible]

ان روایات متفق علیہ کا دلیل عدم صحت ہے حالانکہ معیار صحت یعنی بذریعہ نقل کرنے
بخاری ومسلم کے روایت کو غیر صحیح اور باطل کرنا کچھ اسی حدیث غدیر کے ساتھ
خاص نہین ہے بلکہ دوسری روایتون مین بھی یہی دلیل پیش کرتے ہین ابن تیمیہ دربارہ حدیث
ما قلت الغیر الخ منہاج السنہ مین کہتے ہین کہ اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا لیکن صحیحین مین
سے پہلے حدیث ستفترق امتی کو بیان کیا کہ صحیحین مین نہین ہے اور شاہ سلامت اللہ کشفی
معرکۃ الآراء مین ساری حدیث کو از غیر قرار دیتے ہین وہ مہر گاہ در روایتے از روایات
صحیحین لفظ کرار غیر فرار روا نیست وزیادہ غیر ثقہ مقابل ثقہ و ثقہ مقابل
اوثق محل کلام ست پس تشبث بازیادت کذائی مقبول ارباب عقول نیست
جس سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ کرار غیر فرار صحیحین مین نہین ہے تو شاہ صاحب
کے نزدیک اوس سے استدلال کرنا غیر معقول ٹھہرا اور مولوی حیدر علی صاحب
عالم متبحر جنکے قدح بلکہ حکم بموضوعیت روایات متفقہ صحیحین سابقًا مذکور ہوچکے
دربارہ اوس روایت کے جو زرندی نے کتاب الاعلام بسیرۃ النبی علیہ السلام
مین بطور حتم وجزم روایت کی ہے کہ جب بی بی عایشہ کو احتضار مرگ شروع ہوا
تو لوگون نے کہا روضۂ رسول مین آپکو دفن کرین تو عایشہ نے کہا مجھکو ہمارے
بہنون کے ساتھ بقیع مین دفن کرو فانی قد احدثت امورًا بعدہ یعنی بعد آنحضرت
بہت سے امور مین مجھسے احداث ہوئے ہین منتہی الکلام (ص ۱۲۶) مین فرماتے ہین
لا نسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد وسند منع روایت بخاری
ست کہ از لفظ مذکور عاری ست و روایت صاحب اعلام در باب سند و ہم از
کتاب مذکور سند عاری ست پس جب ان احادیث و روایات کی صحت

بتصریح ان کابر اہلسنت کے بوجہ نہ درج ہونے کے صحیح بخاری و مسلم میں
باطل ہوئی جس سے نہایت درجہ مستحکم ہونا اس دلیل کا کہ جو دو چند برہ نمانون نے
اس سے استدلال کیا ظاہر ہوا تو روایات عقد بدرجہ اولے غلط و
باطل قرار پائینگی جو نہ صحیح بخاری میں ہے نہ صحیح مسلم نہ صحاح ستہ میں نہ کسی کتاب
مشروط الصحۃ میں نہ مسانید معتمدہ میں مع حکم صحت امام معتمد اور یہ تقریر ان لوگوں کی
صرف بمقابلہ شیعہ ہی نہیں ہے جہان بغیر انکار قطعیات و یقینیات و متواترات
چارہ نہیں ہے بلکہ باخود اہل خانہ جنگی میں بھی کسی روایت کی باطل کرنے میں
یہی دلیل پیش کرتے ہیں چنانچہ مولوی بشیر صارم ہندی سے دربارہ من جاز الخ
النخ ناقل ہیں لم یخرجہ احد من اصحاب الکتب الستۃ ولا رواہ احمد فی مسندہ
ولا احد من الائمۃ المعتمد علے ما اطلقوہ ولا صححہ امام یعتمد علیٰ تصحیحہ یعنے دلائل
عدم صحت روایت مذکورہ میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہ صحاح ستہ میں ہے
نہ مسند احمد میں نہ کسی امام معتمد نے اسکی روایت کی ہے نہ کسی امام معتمد نے
اسکی صحت کا حکم کیا ہے پس ان روایات عقد کا نہ صحیحین میں ہونا نہ صحاح ستہ
میں نہ کسی کتاب ملتزم الصحۃ میں دلیل قطعی بطلان روایات مذکورہ ہے
جسمیں اہلسنت کو بھی عذر نہیں کر سکتے فان اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول
یعنی مقر کا اقرار اوسپر حجت ہوتا ہے اور یہ تقریر میری مثل تقریر لاطائل اہلسنت
از راہ مجادلہ و ہٹ دہرمی کی نہیں ہے بلکہ مطابق واقع و تحقیق کیونکہ درمیان
حدیث غدیر اور ان روایات عقد کے بڑا فرق ہے اسلئے کہ حدیث غدیر
ورق روایات سے ہے جسکا خلافت جناب امیر پر نص ہونا آفتاب تابان کی طرح نمایان ہے

چنانچہ امام غزالی اور حکیم سنائی اور شیخ فرید الدین عطار اور محمد بن طلحہ شافعی
اور سبط ابن جوزی اور محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی اور سعید الدین فرغانی
اور ابن زرولاق اور شہاب الدین دولت آبادی ملک العلما اور علامہ محمد بن محبوب
امیر یمانی اور مولوی محمد اسمعیل برادرزادہ شاہ عبد العزیز وغیرہ کی تصریحات سے
ظاہر و باہر ہے کہ فصل فی العقبات میں ایسی روایت کا نقل نکرنا علمائے اہلسنت سے خصوصا
بخاری و مسلم سے جائے تعجب نہیں ہے کہ انہوں نے ایسے مضر ترین روایت کو جس سے سارا مذہب
اہلسنت باطل ہوتا ہے حذف کردیا کیونکہ خود اکابر اہلسنت نے تصریح کی ہے
کہ عادت بخاری سے ہے کہ روایات فضائل جناب امیر میں دیدہ و دانستہ
اغماض کرتا ہے اور قطع و برید کر ڈالتا ہے اور بوجہ قدح و جرح قطان
درباره امام جعفر صادق روایت نکرنا حضرت سے اور دیگر ائمہ ہدیٰ سے
از قبیل مشہورات سے ہے بخلاف اسکے ان روایات وقوع عقد کو نہ ذکر کرنا
دلیل قوی اسکی ہے کہ یہ روایات اوسکے نزدیک بھی موضوعات و مفتریات
سے تھیں جبھی تو نہ ذکر کیا کیونکہ بزعم اہلسنت جو فضیلت و منقبت خلیفہ دوم
اس امر سے ثابت ہوتی ہے دوسرے کسی امر سے یہ فضیلت نہیں نکلتی
اور اوسکو مشہور بھی کہتے ہیں پس ایسے منقبت عظمیٰ کو نہ ذکر کرنا خصوصًا
بخاری کا جنکی محبت و ولا خلیفہ دوم کے ساتھ محتاج تشریح نہیں دلیل قوی ہے
بطلان و عدم صحت روایات مذکورہ پر اور باوصفیکہ بتصریح مولوی حیدر علی
صحیحین میں دو سو دس سے زیادہ حدیث ضعیف اور موضوعات ہیں اسپر
بھی ان روایات کا نہ ان میں مندرج ہونا نہ دیگر صحاح میں بندائے بلند آواز دیتا ہے

نعم از صفحہ ۳۴۳ الی ۳۵۱ منہج ثانی
جلد رابع از مجلدات حدیث غدیر
عبقات الانوار مطبوعہ لکھنؤ
عہ کافی المجلد الاول من
استقصاء الافحام نقلا عن
ذوا لیسین صفحہ ۹۸
عہ تفصیل اسکی اور اقوال
دیگر جلد اول میں گذر چکے
قطع و برید بخاری در فضائل
امیر علیہ السلام

کہ یہ سب ایسی موضوعات اور مفتریات سے ہین کہ بخاری و مسلم وغیرہ نے
دوسرے موضوعات کے برابر بھی اسکا وزن نہ سمجھا جو اپنے صحاح مین داخل
کرتے **حالانکہ** اگر یہ روایات ان صحاح مین (جو حقیقۃً ستام ہین م) مذکور بھی
ہوتی تو شیعہ پر حجت نہین ہوسکتی تہی بلکہ خود اہلسنت بھی اوس سے استدلال
نہین کرسکتے تہے کیونکہ اکابر اہلسنت نے بہی صحیحین کی قدح کی ہے چنانچہ
کلام مولوی حیدر علی سابقًا مذکور ہوا **والتفصیل** فی منتہی الکلام و ازالۃ الافحام و
عبقات الانوار مین ایسی مہمل روایات سے ایسے امر عظیم پر استدلال کرنا [illegible]
داد دینا ہے **دلیل دوم** یہ کہ مسند امام احمد بن حنبل کے بارے مین حضرات اہلسنت فرماتے ہین کہ سات
لاکھ حدیث سے انتخاب کرکے اسکو لکہا ہے اور اوسکو امام بنایا ہے
جو روایت اسمین نہ پائی جاے اوسکی اصلیت نہین ہے اور قابل
حجت نہین ہے جیسا کہ طبقات شافعیہ امام سبکی و مفتاح کنز الدرایۃ مین
مرقوم ہے اور کلام صارم مکی سابقًا مذکور ہوا ایسی اوسمین بہی اس روایت
نہونے سے جیسا کہ منقولات ابن حجر مکی و حیدر علی وغیرہ سے ظاہر ہے
اس قصہ کا بے اصل ہونا ثابت ہوا **دلیل سوم** یہ کہ اگرچہ صحیحین بلکہ
صحاح ستہ و مسند امام احمد مین نہ مذکور ہونا ان روایات عقد کا خود غیر صحیح
اور بے اعتماد ہونے کے لیے ان روایات کی دلیل کافی ہے مگر
بنظر مزید توضیح دوسرے بعض حالات انکے اجمالًا حوالہ قلم ہوتے ہین
کیونکہ یہ سب روایتین دو حال سے خالی نہین ہین یا بلا سند ہین یا باسند
جو بلا سند ہین انکی دو حالت ہے یا درج کتب حدیث ہین یا درج کتب

تواریخ **قسم اول** احادیث بلاسند یعنی مندرجہ کتب احادیث بس انکے
عموماً غیر صحیح ہونے کے لیے یہی دو جملے شاہ عبدالعزیز صاحب کے کافی ہین کہ
ایک مقام پر فرماتے ہین اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب
مسندہ محدثین ست مع الحکم بالصحۃ وحدیث بے سند نزد ایشان شتر
بے مہار ست کہ اصلاً گوش بآن نمینہند اور بذیل حدیث تشبیہ فرماتے ہین
وقاعدہ مقررہ اہلسنت ست کہ حدیثی را کہ بعضے ائمہ فن حدیث در کتابے
روایت کنند وصحت ما فی الکتاب را التزام نکردہ باشند مثل بخارے ومسلم
وبقیہ اصحاب صحاح وبصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب
یا غیر او از محدثین ثقات بتصریح نکردہ باشند قابل احتجاج نیست زیرا کہ جماعتے
از محدثین اہلسنت کہ در طبقہ متاخر پیدا شدند مثل دیلمی وخطیب وابن عساکر
چون دیدند کہ احادیث صحاح حسان متقدمین مضبوط کردہ رفتہ اند وجائے
سعی نماندہ مایل شدند بجمع احادیث ضعیفہ وموضوعہ ومقلوبۃ الاسانید والمتون
تا بطریق بیاض یکجا فراہم آوردہ نظر ثانے نمایند وموضوعات را از حسان
لغیرہا ممتاز سازند بسبب قلت فرصت وکوتاہی عمر خود آنہا را این مہم انجام نشد
پس جو روایتین دربارہ اس عقد کے بلاسند ہین یا اونپر حکم صحت نہین جاری
ہوا ہے وہ سب ہوا ہو گئین کہ اہلسنت نہ اونپر کان دے سکتے ہین نہ ان
شتران بے مہار کے مہار لے سکتے ہین اور شیعے تو یوہین اونکے روایات
کو گوز شتر سمجھتے ہین باقی رہے روایات **قسم دوم** بلاسند کے
جو درج کتب تواریخ ہین پس اونکے بارہ مین مولوی حیدر علی صاحب

قسم دوم روایات بلاسند

ص ۸۸۹

ازالۃ الغین میں فرماتے ہیں حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل
تالیفات وتفسیر صافی ملا محسن و منہاج شیخ ابو العباس آنقدر عیان است
کہ محتاج بیان نیست پس بطلان ان روایات عقد کا جو درج کتب تواریخ
ہین بخوبی ظاہر ہوا الحمد یہانتک تو اجمالی گفتگو اصل روایات بلا سند کے
متعلق تھی اب ایک نظر اجمالی متعلق بہ متن احادیث اور دیکھہ لینا چاہیے

دلیل چہارم یہہ ہے کہ کل روایتین اس عقد کی باسند ہون یا بلا سند
کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور روات
اونکے ایسی مضطرب ہین کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ
مفید اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اسیطرف اشارہ فرماتے ہین کہ
بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث بھی
فی نفسہ مختلف ہے کہ کبھی روایت کرتا ہے جناب امیر خود متولی عقد ہوے
اور نکاح کر دیا کبھی یہہ روایت کرتا ہے کہ عباس عم رسول نے عقد کر دیا
کبھی یہہ روایت کرتا ہے یہہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا
کبھی یہہ روایت کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض راویونکا
یہ بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام زید رکھا بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل از ہمبستری عمر
قتل ہوا بعض کا یہی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بھی اولاد ہوئی اور بعضونکا قول ہے کہ زید قتل کیے گئے
اور اونکی کوئی عقب باقی نہین اور بعضون کا قول ہے کہ زید مر گئے اور بعضون کا
قول ہے کہ قتل ہوے بعض کا یہہ بیان ہے کہ ماں بیٹے دونون ساتھ قتل
ہوے بعض کا یہ بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہین بعض روات کا

یہ بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم معین دیا
بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر معین تھا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا
کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہیں لہذا کلام الشہ ایف
فلتعویرۃ اللطیف اب ان اختلافون کے ساتھہ چند اختلاف و اضطراب اور
گزارش کرتا ہون کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کے
حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا او سپر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے
اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہوگی پس او ور العقد من بنت آورد
علی جواب داد کہ بدرستیکہ من او را در نکاح تو دادم بعد او سکے خلیفہ صاحب
بمقام روضہ تشریف لا کر حضار سے طالب مبارکباد ہوئے الخ ازالۃ الغین
بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علی فرستاد بجواب
فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیر است فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من
خانہ داری نیست (اس روایت مین وقوع عقد کا مطلقا ذکر نہین ہے
بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس مادہ مین کی تب حضرت نے
عذر صغر سنی کیا او سپر عمر نے حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کر کے
عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا مین بہت خوش ہون اور راضی ہون
پس حضرت امیر او را عقد بستہ بخانہ عمر فرستاد و بعض کا بیان ہے کہ
حضرت نے فرمایا کہ اس بارے مین میرے ساتھہ دو امیر ہین پس دولت سرا مین
تشریف لا کر حسنین سے فرمایا کہ بیٹے مکروہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اوسکا نکاح کردون
بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا بعد از مشورہ جواب دینگے حسنین سے

صفحہ ۹۴۱

صفحہ ۹۴۰ ازالۃ الغین

صفحہ ۹۴۲ ازالۃ الغین

صفحہ ۳ ذخائر العقبی

مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ ممکن اوسکے بعد حضرت نے عمر پاس بھیجا عمر نے
گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگوں سے کہا کہ مینے علی سے درخواست کی
اونہوں نے تزویج کردیا حضار سے کہا ایسے صغیرہ سے عقد کرنے کا کیا نتیجہ
عمر نے حدیث رسول بیان کی بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے حسنین ع
سے فرمایا عمر سے نکاح کردو اوسپر امام حسین ع نے فرمایا وہ عورت ہیں مثل
سایر زنان اپنے امور مین مختار ہین اسپر جناب امیر ع غضبناک ہوکر چلے امام حسن ع نے
دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرماتے ہے بجا لاتے ہین تب عقد واقع ہوا بعض کا
یہ بیان ہے کہ حسنین ع سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ع ساکت رہے
امام حسن ع نے تعریف عمر بیان کی اوسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا
کہ مطلب تمہارا بر لائے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبردار کیا کہ اسنے
ہم عقد کیا چاہتے ہین بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباس اور عقیل
سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس سے کہا کہ یہ کلام عقیل
خیر خواہی نہین ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط عمل بر حدیث
رسول ہے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہوگا بعض کا بیان ہے حضرت نے
عباس اور عقیل اور امام حسن ع سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوے
اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام و شہور گذرتے ہین
معاذ اللہ تمہاری عقلین بڑہتی جاتی ہو واللہ اگر تمنے ایسا کیا تو ہر آئینہ ہوگا اور ہوگا یعنی فساد عظیم
قایم ہوگا الخ بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیر ع کو سمجھا بوجھا کر خود عقد کردیا بعض کا
بیان ہے عمر نے ساق کھولا بعض کہتے ہین بوسہ لیا بعض کہتے ہین گلے سے لگایا

ازالۃ الغین ص ۹۴۳
صواعق محرقہ ص ۱۵۹
صواعق محرقہ ص ۱۵۹
ازالۃ الغین ص ۹۴۴
ذخائر العقبی ص ۲۱۸
اسماء الرجال مشکوٰۃ ص ۱۴

بعض [illegible] کہتے ہیں [illegible] بعض کہتے ہیں

[illegible] حضرت [illegible]

جعفر [illegible] اگر آسودگی دنیا چاہو

[illegible]

امیر [illegible] اختیار [illegible] حاصل [illegible] آسودگی دنیا کی [illegible]

اور پھر حضرت [illegible]

امام حسن [illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بیان کیا امر [illegible]

[illegible]

[illegible]

اختلاف ہیں جنکو اصل کتاب میں بتفصیل و بسط تمام لکھا ہے اور [illegible]

بھی کچھ مذکور ہوا ہے کیف اختلاف روایات و اضطراب رواۃ اس بارہ میں [illegible]

اور اضطراب بھی ایسا کہ کسیطرح جمع و توفیق ممکن نہیں پس خود اس اختلاف

اور اضطراب سے بھی یہہ روایات باطل و غلط ٹھہرتی ہیں چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب

فرماتے ہیں اضطراب مانع عمل است بالبداہۃ العقلیہ زیرا کہ نقل بطریق [illegible]

لیکن نسبت بسوا اسطرح حصول علم و یقین بصحت [illegible] بالبداہۃ

ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں [illegible]

و تناقض در اضطراب بہ احد الطرفین عمل نمیتواں کرد اور دوسرے مقام پر

فرماتے ہیں تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ یکے در قصہ واحد خبرے

روایت کند کہ مخالف دیگرے باشد [illegible]

حیدر علی نے لکھا اذا تعارضا تساقطا یعنی جب دو روایتیں باہم خلاف ہوں

تو دونوں ساقط کردی جاینگی اور جب روایتیں متضاد ہیں تو بھی اختلاف

بیان دلیل کذب و افترا ہے پس یہہ روایات ساقط الاعتبار محض بیکار

قرار پائیں کیونکہ ان روایات میں جسقدر اضطراب تخالف ہے غالبا

دوسرے روایات میں نہو پس اس رو سے بھی یہہ روایات غلط و بے بنیاد

قرار پائے فقولوا جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا افسوس

کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدریہ میں ہر ہر روایت کے سبب وضع کو کس کس

خیال سے یہہ حدیثیں مختلف بنائیں گئیں بخوبی لکھا ہے بوجہ اختصار یہان

بیان اختلافات پر اکتفا ہوا دلیل پنجم روایات سندہ کی عدم صحت

اور موضوعیت سے متعلق ہے افسوس کہ یہہ بحث اصل کتاب ذوالفقار حیدریہ

جلد پنجم میں اس توضیح و تفصیل سے لکھی گئی ہے کہ خلاصہ کرنا اوسکا اگر

محال نہیں تو دشوار ضرور ہے کیونکہ ہر ہر روایت کے راوی کی تضعیف و

وتکذیب بلکہ اوسکے ناقلین کے مقدوحیت درجن جن کتابوں مین یہ روایتین
درج ہوئی ہین اونکی لغویت اور بطلان بہ اقرار علمائے خود اہلسنت نہایت بسط سے
دکہانے سے گئے ہین حتے کہ ایک روایت بہی ان عیوب سے جنکو اہلسنت ابطال
روایت مین پیش کرتے ہین خالی نہین ناظرین باتمکین ہین بعض روایتون
جنکا حال بالاختصار بیان مذکور ہوتا ہے سمجہ سکتے ہین ع قیاس کن
زگلستان من بہار مرا۔۔۔ **روایت اول** ازالۃ الغین مین ہے

صفحہ ۹۲۶ ازالۃ الغین

اصابہ ابن حجر عسقلانی مین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے حدیث کیا
سفیان نے عمر سے اوسنے محمد بن علی سے کہ عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم
بنت علی کا جناب امیر علیہ السلام نے صغر سنی بیان کیا لوگون نے عمر سے کہا
کہ حضرت نے تمکو رد کیا دوبارہ عمر نے اصرار کیا حضرت نے کہا مین تمہارے
پاس بہیجتا ہون اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے جب ام کلثوم
عمر کے پاس آئین تو عمر نے ساق کو کہولا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المومنین
نہوتا تو تیری آنکہ پہوڑ دیتی انتہے یہ اصل روایت ہے راوی اسکے
سفیان ہین جنکی تدلیس پر تلبیس مشہور ہے کیونکہ سفیان دو ہین سفیان
بن عیینہ صاحب تفسیر اور سفیان ثوری یہہ دونو بزرگ تدلیس کرتے تہے
جیسا کہ شرح الشرح نخبۃ الفکر ملا علی قاری مین ہے کہ اعمش اور ثوری
یعنے سفیان ثوری اور ابن عیینہ یعنے سفیان بن عیینہ اور ابن اسحق
وغیرہ تدلیس کرتے تہے یعنے روایت ہی اور کیکی نسبت کرتے ہین
دوسرے کیطرف علامہ ابن جوزی تدلیس کو تلبیس ابلیس سے کہتے ہین اور خیانت

سفیان

اعمش بن اسحق

ثبوت تدلیس

تلبیس ابلیس

شرع مطہر جانتے ہین اور کتاب الموضوعات ابن جوزی مین ہے کہ تدلیس
اعظم خیانات شریعت سے ہے علامہ سیوطی تدریب مین شعبہ سے
ناقل ہین کہ زنا کرنا بہتر ہے تدلیس روایت سے تدلیس برادر کذب ہے
اور امعان النظر توضیح نخبۃ الفکر مین ہے کہ جس شخص نے ایک عمر
تدلیس کے وہ مجروح ہوا اور روایت اوسکی ہمیشہ کو مردود ہوے
خود شاہ صاحب نے بھی تدلیس کو کذب سے تعبیر کیا ہے چنانچہ تحفہ مین
نیز اطلاق کنند بر خبر کاذب لاسناد کہ راوی سماع آن خبر از شخصے دارد
و نسبت میکند او را بہ پدر او یا جد او انتہے پس جب تو ن سفیان بقول
تدلیس ہوے کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسری طرف حالانکہ وہان
نہ شرکت نام ہوتی ہے نہ باعث اشتباہ تو ان بزرگون کے آگے
ہوا خواہی خلیفہ دوم ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کیطرف
منسوب کر دینا کون بڑی بات ہے بہرکیف یہ روایت سفیان کی کاذب
و باطل و مردود قرار پائی خواہ سفیان ثوری ہون خواہ سفیان بن
عینیہ حالانکہ سفیان بن عینیہ بشہادت یحیی بن سعید آخر عمر مین مختلط ہوگیا تھا
کہ اس زمانہ کی روایتین لاشی ہوگئین جیسا کہ حاشیہ کاشف اور میزان الاعتدال
مین ہے اور قبل اسکے بھی زیادہ نسبت احادیث مین غلطی کرتا تھا اور
سفیان ثوری علاوہ بر آن کہ تدلیس پر تلبیس انکے ابلیس سے بھی زیادہ
مشہور ہے جیسا کہ میزان الاعتدال تہذیب التہذیب تقریب التہذیب
کتاب التبیین لاسماء المدلسین وغیرہ مین مذکور ہے مخالفین او معاندین

صفحہ ۲۹۰ تحفہ

صفحہ ۱۶۶ میزان الاعتدال

اہلبیت طاہرین سے ہے کہ جو شان حضرات طیبات پر تقشف کی پر اوسکو
تہمت لگانا اہلبیت طاہرین پر کون مشکل ہے تا اینکہ جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام نے اپنے تقشف کرامت ظہور سے نکالا [illegible]
[illegible] کہ تجہسے مجہے ضرر پہونچیگا اور مجہسے تجہکو ضرر پہونچیگا
جیسا کہ [illegible] الانوار امام شعرانی و رسالۃ الاولیا [illegible]
مطالب السئول محمد بن طلحہ شافعی و تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی و الفصول المہمہ
ابن صباغ مالکی و عقد النبوی و سیر مصطفوی شیخ بن عبد اللہ العیدروس
اور [illegible] مذکور ہے محصل لواقح شعرانی یہ ہے کہ سفیان ثوری
خدمت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا دیکہا کہ حضرت جبہ خز
پہنے ہیں سفیان نے اسپر اعتراض کیا کہ آپ اہلبیت نبوت میں ہیں ایسا
لباس پہنتے ہیں حضرت نے اوس کو باطن کو دکہا دیا کہ دیکہہ یہ لباس ظاہری
ہمارا باطنی ایسا ہے اور اپنے نفس کشی کے لیے جو نیچے اسکے
ملصق ببدن ہے کیسا گندہ اور خشن ہے قربان اعجاز نمائی امام برحق
کہ بعد اوسکے سفیان کے ظاہر و باطن کا حال دکہا دیا کہ فریب دہی عوام
کے لیے تو ظاہری لباس ایسا گندہ اور پشمی جبہ پہنے ہے اور نیچے اوسکے
جو بدن سے ملصق ہے وہ کپڑا ایسا نرم اور ملایم ہے کہ پوست اندرون
بیضہ کے ملایمت اوس سے کم ہے یہی حال ہے اہلسنت کے اولیاء اللہ
مشایخ تصوف کا بعد اوسکے حضرت نے فرمایا اے سفیان تو زیادہ
ہمارے پاس آیا کہ تجہسے مجہکو ضرر پہونچیگا اور مجہسے تجہکو ضرر ہوگا اور

اور حلیۃ الاولیا میں ہے کہ جب ثوری نے [illegible] کوفی [illegible]

سفیان کے [illegible] حضرت نے

[illegible] گیا تو حضرت نے فرمایا [illegible] بیان کرتا ہوں

زیادہ حدیث تیرے لئے اچھی نہیں ہے [illegible]

سفیان ثوری سے فرمایا تو وہ [illegible]

اور تو ان کے پاس آمد و رفت [illegible]

[illegible] ہے بیان سے [illegible]

[illegible] دشمن امام کی روایت [illegible] حضرت نے

بار [illegible] نکال دیا اور [illegible]

زیادہ حدیث بیان کرنے کو فرمایا [illegible]

[illegible] علیہ السلام

[illegible] کے جیسا حضرت نے فرمایا [illegible]

[illegible] ثوری [illegible]

[illegible]

قلب و جگر کو رعشہ ہوتا ہے آخر سبط ابن جوزی کو بھی باوصف تعصب [illegible]

اسلام کا جوش آ ہی گیا اور اس روایت کو اپنے نانا کی کتاب سے نقل کرکے

باطل کر دیا جیسا کہ مذکور ہوا پھر کیف اس روایت کے موضوع اور باطل

ہونے میں کوئی عذر نہیں رہا دوسری روایت بنقل ازالۃ الغین ص

از اصابہ روایت کیا ابن وہب نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے اور [illegible]

صفحہ ۱۲۱۵ در حلیۃ الاولیاء ج ۲

صفحہ ۵۰ استقصاء الافحام ج ۲

[illegible]

صفحہ ۹۳۷ ازالۃ الغین

صفحہ ۳۴۳ اصابہ

زید سے اوسنے اسلم سے کہ عمر نے نکاح کیا ام کلثوم سے اور چالیس ہزار درہم مہر دیا اولاً اس روایت سے کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام کی تخصیص و تعیین نہیں سمجھے جاتے کیونکہ صرف نام ام کلثوم کے متعلق ہے اور سابقا ذکور ہوا کہ خلیفہ دوم کی دو جورو دونکا نام ام کلثوم تھا پس وہ نہیں دونوں میں کسیکا مہر ہوگا کما یہیں ایسی روایت سے تعیین نکاح حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ پر استدلال کرنا داخبط دینا ہے ثانیاً عبد الرحمن بن زید بتصریح میزان الاعتدال و کاشف و حاشیہ کاشف باستشہادت یحیی بن معین و عثمان دارمی و ابن منکدر و اصبغ و قتیبہ و ہشام و بخاری و ابو حاتم و ابن مدینی و نسائی ضعیف ہے اور یحیی نے کہا لیس بشئے اور ابن مدینی نے کہا کہ کل اولاد زید بن اسلم میں کوئی ثقہ و معتمد نہیں ہے پس یہ شخص بطرح عموم و خصوصاً ضعیف و لیس بشئے و غیر ثقہ قرار پایا ہے کہ مولوی عبد الحی ذہبی اپنی سعی مشکور میں اقرار کیا کہ تقی سبکی نے اقرار کیا ہے کہ عفاری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں انتہی ثالثاً زید بن اسلم خادم خاص خلیفہ دوم جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے زید بن اسلم و او زید بن زید کہ ازاد کردہ عمر بن خطاب بود الخ پس خود خادم ہے خلیفہ دوم بے اعتبار کے لیئے کافی ہے کہ اپنے آقائے نامدار کے لیے کیا کچھ بنایا ہوگا اور حق نمک کیا کچھ ادا کیا ہوگا لیکن علاوہ اس وجہ سے کہ میزان الاعتدال میں ہے کہ اہل مدینہ کو اسکے بارہیں کلام ہے اور عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ قرآن کی تفسیر بالرائے کرتا ہے جسکے بارہیں یہ روایت ہے جو شخص

صـ ۲۴۶
میزان الاعتدال جلد اول

صـ ۳۸۶
سعی مشکور

صـ ۹۴۴
ازالۃ الخفین

صـ ۱۵۲
میزان الاعتدال جلد اول

تفسیر قرآن کرے اپنی رائے سے وہ کافر ہوا کما فی مدارج النبوۃ اور

تذہیب التہذیب مین ہے کہا مالک نے زید بن اسلم من تلقاء نفس حدیث

بیان کیا کرتا تہا اور مولوی حیدر علی نے بھی منتہی الکلام مین زید بن اسلم کے

روایت کو باوصف موافقت روایات صحیحین غیر معتمد قرار دیا چنانچہ کہا روایت

زید بن اسلم البتہ لائق احتجاج واعتقاد نخواہد بود پس نہین معلوم اہلسنت

ایسے شخص کی روایت اس امر مین کیونکر پیش کرسکتے ہین جو خلیفہ دوم کا

غلام اور غلام زادہ تہا کہ بوجہ تفسیر بالرائے کافر ہوا اور اپنی خواہش

نفسانی سے حدیثین گڑہا کرتا تہا پس یہ روایت بھی باطل ہوی اور صنعت

اوسکی بخوبی ثابت ہوئی **تیسری روایت** بنقل ازالۃ الغین اصحابہ سے

کہا زبیر نے کہ بطن ام کلثوم سے زید ورقیہ پیدا ہوے ام کلثوم وزید نے

ساتہہ وفات کی انتہے **اولاً** اس روایت مین بہی کوی تصریح اسکی

نہین ہے کہ یہ ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام ہین کسی لفظ سے

اس روایت کے یہ امر ثابت نہین ہوسکتا اور سابقاً مذکور ہوا کہ ام کلثوم بنت

جرول خزاعی زوجہ خلیفہ دوم کے بطن سے بالاتفاق زید بن عمر پیدا ہوا تہا

پس معلوم ہوا کہ یہہ وہی ام کلثوم زید ہے کہ بوجہ اشتراک نام حضرت

ام کلثوم علیہا السلام کیطرف نسبت ہوی جو باتفاق فریقین شریک

معرکہ کربلا ہتین **ثانیاً** راوی اس روایت کا **زبیر بن بکار** ہے جسکا حال

سابقاً کلام جناب شیخ مفید اعلے اللہ مقامہ سے مذکور ہوا کہ دشمن جناب امیر تہا

علاوہ بران احمد بن علی سلیمانی نے اسکو منکر الحدیث کہا اور واضعین حدیث

صفحہ ۹۲ منتہی الکلام

صفحہ ۹۲۷ ازالۃ الغین

[illegible]

ہین شمار کیا جیسا کہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی ہین ہے کہ یہہ روایت ہی
باطل ہوئی اور موضوعات زبیر بن بکار ہین شامل اگر ایسے موضوعات
پر بناے کار ہو تو اہل اسلام کا کہین ٹھکانا نہ رہیگا۔ اور یہ صفت اس واضع
ناصبی کی کچھ ایسے ہی مقاموں پر موقوف نہین ہے جس سے کسر شان اہلبیت
طاہرین ہو اور اعلاے مراتب فاروقی بلکہ خلیفہ اول کی زوجہ بی بی
عایشہ کی مان ام رومان کی بزرگی جتانے کے لیے یہہ روایت بنائی
کہ جب ام رومان نے انتقال کیا تو سرور عالم جناب رسالت مآب صلعم اوسکی
قبر مین اوترے اور دعاے مغفرت فرمائی اور کہا کہ جسکو حور العین کے
دیکھنے کا شوق ہو وہ ام رومان کو دیکھ لے چنانچہ یہہ روایت موضوع
اسدرجہ مشہور و معروف ہے کہ اعاظم دین ائمہ اہلسنت نے مثل ابن السکن
اور خطیب بغدادی و ابو عمر صاحب استیعاب و قاضی عیاض و ابراہیم
ابن یوسف صاحب مطالع الانوار و ابو القاسم سہیلی و ابو الفتح اندلسی
و حافظ مزی و امام ذہبی و ابو سعید صلاح الدین وغیرہ نے صحیح بخاری کی
اوس حدیث افک پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکا راوی مسروق ہے
ام رومان سے بربنیاد اسکے کہ ام رومان تو عہد رسول مین وفات کر گئی تہی
اور مسروق بعد وفات سرور کائنات آیا پہر ملاقات کیونکر ہوئی جو روایت
کرے چونکہ صحیح بخاری پر الزام سخت آتا تہا کہ ایسی روایت منقطع درج صحیح
ہوئی لہذا علامہ ابن حجر عسقلانی کو جوش آیا اور راز مخفی کو فاش کیا
اور ثابت کر دیا کہ یہہ حدیث محض غلط اور وضعیات زبیر بن بکار اور واقدی

واقدی سے ہے چنانچہ فتح الباری مین بعد نقل قوال معترضین فرماتی ہیں
کہ بنیاد انکی اعتراضات کی واقدی اور زبیر بن بکار کے اس روایت پر ہے
کہ ام رومان نے سنہ ہجری مین وفات کیا حالانکہ بخاری نے تاریخ اوسط
و صغیر مین اس قول کے غلطی کیطرف اشارہ کیا ہے اور ابراہیم حربی نے
بیقین بیان کیا ہے کہ مسروق نے پندرہ برس کی سن مین بعہد خلافت
عمر ام رومان سے سماعت کی کیونکہ ولادت مسروق سال ہجرت مین ہے
اسی وجہ سے ابو نعیم اصبہانی نے کہا کہ ام رومان بعد وفات آنحضرت
زندہ رہین اور خطیب وغیرہ کا اعتراض بر بنیاد دو قول واقدی و زبیر بن بکار ہے
جو صحیح نہین کیونکہ روایت احمد مین عایشہ سے منقول ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوا
تو حضرت نے مجھسے ابتدا کی اور فرمایا کہ ایک بات مین تجھسے کہتا ہون مگر
اسمین جلدی نہ کرنا جبتک اپنے باپ ابو بکر اور مان ام رومان سے مشورہ
نہ لیلو اور صحیحین مین بھی یہ روایت ہے مگر ام رومان کا نام نہین ہے اور آیہ
تخییر سنہ مین نازل ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ جسوقت واقدی اور
زبیر بن بکار نے وفات بیان کی اوسوقت ام رومان نہین مرے تھے غرضکہ
اس عبارت طولانی سنے معلوم ہو کہ ابن حجر عسقلانی نے کسطرح واقدی
اور زبیر بن بکار والی روایت کو جسمین کمال فضیلت ما در بی بی عایشہ
باطل کیا اور ان دونون کی لغویت اور بے اعتمادی ور غلط بیانی
ثابت کی پس ایسے شخص کے یہہ روایت با وصف عداوت اہلبیت علیہم السلام
کیونکر نہ موضوع قرار پائیگے حالانکہ جن دلائل سے عسقلانی نے روایت

وفات ام رومان کو باطل کیا او نہین دلایل سے یہہ بہی باطل ہے مگر ناظرین یہین سے سمجہ سکتے ہین کہ غلط قصے کسطرح مشہور ہوجاتے ہین کہ اتنے اتنے اکابر علمانے ایسے موضوعات کی بنیاد پر صحیح بخاری کو مقدوح کیا پس جہان فضیلت عمر اور توہین اہلبیت دونون غرضین شامل ہون وہان ایسی وضعی روایت کا مشہور ہونا کون بڑی بات ہی ہای افسوس صحیح بخاری کے برابر بہی اہلبیت نبوی صلعم کی قدر نہین جو کسیکو جوش آوے اور ان وضاعین و کذابین کی پردہ دری کرے **چوتہی روایت** بنقل ازالۃ الخفین از اصابہ ابوبشر دولابی نے بطریق ابن اسحق روایت کی کہ جب بیوہ ہوئین ام کلثوم بنت علی عمر سے الخ تا آخر روایت ام یہ ابن اسحق وہ بزرگ ہین کہ اہلسنت کے یہان علم سیر و مغازی انہین پر موقوف ہے سعید بن حجاج انکو امیر المومنین فے الحدیث کہتے ہین مگر دیگر ائمہ دین اہلسنت ان کو کذاب و دجال بتاتے ہین چنانچہ میزان الاعتدال مین ہے کہا ابوداود نے کہ ابن اسحق قدری معتزلی ہے اور سلیمان تیمی نے کہا کہ کذاب ہے یحیے نے کہا بہت بڑا جہوٹا ہے ہشام بن عروہ نے کہا کذاب تہا یحیے بن سعید اور مالک ابن اسحق کے بارے مین جرح کرتی تہے ابن ادریس سے روایت ہی کہ مین امام مالک کے پاس بیٹہا تہا کہ کسینے کہا ابن اسحق کہتا ہے علوم مالک ہمارے پاس لاؤ کہ ہم اوسکے بیطار ہین مالک نے کہا وہ دجال ہی منجملہ دجالون کے اسنے کہا ابن عیینہ نے کہ مینے ابن اسحق کو مسجد خیف مین دیکہا پس مجہکو شرم آئے کہ کوئی مجہکو اوسکی پاس دیکہے کہا یحیے نے تعجب ہے کہ ابن اسحق

ص ۹۲۷

ف چوتہی روایت

ص ۲۸۸ میزان

ف ابن اسحق دجال ہے

اہل کتاب سے روایت کرتا ہے اور شرجبیل کے روایت نہین مانتا تھا کہتے قطان سے نے مین گواہی دیتا ہون کہ ابن اسحاق کذاب ہے کہا در اور دہی کہ مین صحبت ابن اسحاق مین بغرض تحصیل علوم بیٹھا تھا کہ ابن اسحاق کو اونگہ آئے بیدار ہوکر کہا ابہی مینے خواب مین دیکھا کہ کوئی مسجد مین آیا ہے اور او ہاتھ مین رسی ہے ایک گدہے کی گردن مین ڈالکر کہینچتا ہوا لیجاتا ہے اس خواب کے بیان کرنے کو تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ ایک آدمی ہاتھ مین رسی لئے ہوے آیا اور ابن اسحاق کی گردن مین ڈالکر بادشاہ کے پاس لیگیا اور اسپر تازیانہ لگا دیئے کہا محمد بن اسمعیل نے کہ خاص ابن اسحاق کے ہزار روایتین ہین جنکو دوسرا کوئی نہین روایت کرتا تہے اور علامہ ابو الفتح اندلسی عیون الاثر مین فرماتے ہین کہ یحیے قطان نے کبہی ابن اسحاق سے روایت نکی اور امام مالک نے کہا ایک دجال ہے منجملہ دجالون کے اور ہشام بن عروہ سے کسی نے کہا کہ ابن اسحاق یہہ حدیث بیان کرتا ہے او سپر ہشام نے کہا کذب الخبیث خبیث جہوٹا ہے یہہ دشمن خدا کذاب میری زوجہ سے روایت کرتا ہے بہلا کہان دیکہا اوسکو کہا مالک نے کہ ابن اسحاق کذاب ہے تا آخر عبارت طولانی عیون الاثر پس اگر ایسے دجال بلکہ صد دجال اور کذاب کے روایت سے استدلال اہلسنت درست ہو تو لچہمن ورام کے قصون سے اہل اسلام کیون نہ ملزم ہونگے اب یہان سے اوس حدیث کی بہی بخوبی تصدیق ہوگئی جسکو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دجال خروج کریگا تو مجہمین عثمان اوسکی متابعت کرینگے جیسا کہ میزان الاعتدال و مغنی اور لسان المیزان مین

ف ابن اسحق کذاب ہے

ف خود ابن اسحق کذاب

صفحہ ۱۵۳ میزان الاعتدال جلد اول

ہے اور ذہبی اور حافظ ابن حجر نے اوسکی تصحیح کی ہے کیونکہ اس دجال یعنے
ابن اسحق کی روایت کو دوستداران عمر وعثمان کس بشاشت سے قبول کرتے ہین
اور اہلحق یعنے شیعہ کے روبرو پیش کرتے ہین اہرحق کو کسیطرح نہین مانتے
اور اس دجال کذاب کے پیروی پر اڑے ہین بہرکیف مولوی حیدرعلی ... کے
اوس فقرہ کا بخوبی جواب ہوگیا جو رواۃ شیعہ کے بارہ مین نقل کیا تہا کہ بروایات
چندے از ابالسہ ودجاجلہ کہ نقیض این احادیث ست حوالہ می کنند کیونکہ خود
انہین حضرات کی روات دجال بلکہ ہر دجال قرار پای پاتے ہین روایت
منقول ازالۃ العین از اصابہ عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ عہد جاہلیت ادرہم ہا
مضمون وہی ہے جو عبدالرحمن بن یسین سلم کی روایت کا مضمون ہے بہرکیف
یہہ عطاء خراسانی عقیلی کے نزدیک ضعفا مین سے ہے اور کذاب ومفتری ہے
بہی ابن حبان نے بہی ضعفا مین شمار کیا ہے اور اوسکی روایات سے استدلال
کرنیکو باطل قرار دیا ہے اور بخاری نے اوسکی روایات کو مقلوب الاسانید
کہا جیساکہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے اور انساب سمعانی مین ہے
کہ ردی الحفظ تہا وہم وخطا وخلل مین گرفتار تہا اوسکی روایات سے
استدلال کرنا باطل ہے انتہے پس ایسے ضعیف وکاذب ومفتری کی روایت
مقلوب الاسانید سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرنا کیونکر زیبا ہے کہ خود ان
اکابر نے اوسکی روایات کو باطل کردیا والحمد للہ وکفی اللہ المومنین القتال چہٹی
روایت ازالۃ العین مین ہے نور الدین حسینی از رئیس المحدثین یعنے
دار قطنی روایت مینماید کہ ابوحنیفہ در مدینہ بشرف خدمت امام باقر

صفحہ ۲۰۰ ہی تعریف شعمل ہوا ۱۲

ف جواب عبارت مولوی حیدرعلی

ص ورق ظلمی ج ۲

ص ۹۳۹

مشرف شدند در بیست قبیله که با شنندگان کوفه را بسوی خود راه نمیداد و انها از ترس

خود نمی نشستند ابوحنیفه گوید که من مطلب امام را فهمیدم و بسوی آنجناب نشستم و گفتم که در حق ابوبکر و عمر چه میفرمائی فرمود که خدا رحمت کند ایشان عرض کردم که اهل کوفه میگویند که تو از شیخین بیزاری فرمود که برب کعبه قسم که آنها بر من افترا می کنند ایا تو نمیدانی که حضرت علی بن ابیطالب دختر خود را که نام او ام کلثوم بود از بطن مبارک حضرت فاطمه زهرا پیدا شده بنکاح عمر داد و جد او حضرت پیغمبر خاتم المرسلین است و جده او حضرت خدیجه کبرے سیدۂ اهل الجنة و برادرانش حسن و حسین هر دو سرداران اهل بهشت و عم او حمزه و جعفر بن ابیطالب اگر علی مرتضے عمر بن الخطاب را مستحق تزویج نمیدانست زینهار دختر خود را بحبالۂ نکاح عمر نمی سپرد ابوحنیفه میگوید که بعد از ین عرض کردم که کاش این مضمون را باهل عراق در مکتوبے می نوشتے تا ایشان را معلوم میشد که تو ازین تهمت مبرا هستی فرمود که اهل عراق اطاعت نمیکنند ترا گفتم که نزد من بنشین برگشته من عمل نکردی انها که سراز شریعت می تابند سخن مرا کے گوش میکنند انتہے **اقول** اولاً اس نقل سے مولوی صاحب کی نورالدین حسینے سے بخوبی شناخت صاحب کی اوس اتمام کی حالت ظاہر ہوئی جو تحفہ مین اس روایت کے نسبت کتب شیعہ کی طرف کی اور کوئی نام اوس کتاب کا یا راوی کا بھی نہ لکھا کیونکہ اگر کچھ اصلیت اسکی شیعونکی کسی کتاب مین ہوتے تو کبھی مولوی صاحب اس روایت کو اپنے یہان کی روایت نہ بتاتے چونکہ تحفے کے جوابوں مین شاہ صاحب کی صرفت اس بارے مین بخوبی ظاہر کی گئی ہے لہذا مولوی صاحب نے

نے اور اسکی نسبت نہ کی اور بخوف تفضیح اپنے ہی معتقدون کے سر مڑھا
خیر شکر خدا کہ مولویصاحب کی بدولت اس افترا سے نجات ملی تا تا گیا موضوعیت
اس روایت کی ہر ہر لفظ سے توبس بداہت سے ظاہر ہے کہ کسی عاقل کو ذرا تامل
بھی نہ ہو گا بفور سماعت اسکے موضوعیت کا حکم لگا دیگا تا التا خلاف روایات
مذکورة الصدر ہے جسمین انکار اور اعتداد از جناب امیر اور ناراضی حضرت کی
یقینًا مذکور ہے مگر ہم ان امور سے قطع نظر کرکے اصل روایت اور سند کے
حالت بیان کرتے ہین کیونکہ ناقل اس روایت کے نور الدین حسینی ہین جو
مشہور بہ سید سمہودی ہین جنکے تصانیف سے تاریخ مدینہ اور جواہر العقدین
ہے فاضل رشید انکی شان مین فرماتے ہین ما کتاب جواہر العقدین را میدانیم
و مصنف انرا ہمی شناسیم ذکر اینقسم مجہولین بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد
پس مولویصاحب کی خدمت مین ہم بھی یہی مضمون بلاغت مشحون
فاضل رشید ادا کرتے ہین عطاے تو بہ لقاے تو کہ ایسے مجہولین سے
استناد خصوصًا بمقابلہ اہلحق بجز اظہار حمق خود فائدہ نمی بخشد باقی رہے
نقال اول یعنے رئیس المحدثین دار قطنی جنسے سید سمہودی نے نقل کیا
پس انکے بارمین زیادہ کد کرنیکی ضرورت نہین ہے یہان صرف عبارت
سعی مشکور پر کفایت کیجاتی ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر تضعیف حدیث
من زار قبری مین فرماتے ہین کہ اس حدیث کو کسی حفاظ مشہورین سے
صحیح نہ جانا اور نہ ائمہ محققین نے اسپر اعتماد کیا بلکہ فقط امثال دار قطنی نے
روایت کیا ہے جو اپنی کتاب مین غرائب سنن کو روایت کرتا ہے

سید سمہودی

دار قطنی

ص ۲۳۰

اور بہت سی روایات منکرہ اور موضوعہ اوسمین بھرتا ہے اور بعض جگہ
علتہ حدیث اور سبب ضعف وانکار بیان کرتا ہے انتہے مولوی عبدالحی
بجواب اسکی فرماتے ہین کہ اس سے موضوع اور ضعیف واہی ہونا اس روایت کا
لازم نہین پس کچھ ضرور نہین کہ جو روایتین ایسی ہون وہ سب ساقط ہو جاتین
تا آخر تقریرہ پس اس سوال وجواب اہل حدیث وحنفی سے دارقطنے کا
جامع غرائب سنن ومخرج روایات منکرہ وموضوعہ ہونا ثابت ہوا کیونکہ
مولوی عبدالحی نے جرح دارقطنی کو قبول کیا گو ایک روایت خاص
من زار قبری مین دوسرے خصوصیات سے وہ حکم عام کتاب دارقطنی نہ
جاری ہو مگر اصل کتاب کا مجموعہ غرائب سنن وموضوعات ومنکرات
ہونا بخوبی ثابت ہوا حالانکہ بنص امام ذہبی لفظ منکر الحدیث مثل الفاظ
دجال وکذاب ووضاع وغیرہ ارد وعبارات جرح سے ہے کما فی مقدمہ
میزان الاعتدال بہرکیف اگر مولوی صاحب روایت ابوحنیفہ کو دربارہ
عقد جسے دارقطنی نے نقل کیا مثل روایت من زار قبری کے عیوب
موضوعیت ومنکریت سے خالص کہینگے تو دیکھا جائیگا ابھی تو حکم عدم اعتماد
اوسپر جاری ہے اور کیونکر نہ جاری ہو کہ خود شاہ عبدالعزیز صاحب
نے بے اعتمادی اوسکی ظاہر کردی ہے چنانچہ فاضل رشید شاگرد عزیز مین
فرماتے ہین صاحب تحفہ در رسالہ اصول حدیث میفرماید طبقہ ثالثہ احادیثیکہ
جماعۃ از علمائے متقدمین پیش از زمان بخاری ومسلم یا معاصرین ایشان
یا لاحقین بایشان در تصانیف خود روایت کردہ اند وکتب آنہا بشہرت و

و قبول در طبقہ اولیٰ و ثانیہ نرسیدہ و رجال آن کتب موصوف بعدالت اند
و بعضے مستور و بعضے مجہول و اکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہا نہ شدہ اند
بلکہ اجماع برخلاف آن منعقد شدہ و اسامی آن کتب این ست مسند دارمی
مسند ابی یعلی موصلی مسند عبد بن حمید سنن دار قطنی الخ پس کتاب سنن دار قطنی
کا مجموعہ روایات مستورین و غیر عادلین و مجہولین ہونا مسلم ہوا اور خود دار قطنی
کی بھی عظمت تحقیق بخوبی معلوم ہو گئی پس کیا تماشا ہے کہ اپنی خانہ جنگی اور
تحقیقات واقعی مین تو روایات دار قطنی کو موضوعات و منکرات سے قرار دین
اور بخلاف اجماعیات بتائین اور شیعون کے سامنے اس بشاشت
اور مسرت سے اوسکے موضوعات کو پیش کرین سبحانک هذا شئی عجیب
باقی رہے راوی اول اس روایت کی اہلسنت کے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی
سو میری کیا مجال ہو اونکی شان والا مین کچھ کہہ سکون ابھی اونکی امت
حنفی لوگ سر کھائینگے دماغ چاٹ جائینگے مگر چونکہ تحقیق روایت کا واسطہ اگر
گو یہ مشکل و گرنہ گویم مشکل ہان چند شہادتین بڑے بڑے ائمہ دین اہلسنت
کی اوسکے بارہیں حصہ اول ذوالفقار حیدریہ مین لکھ چکا ہون وہین کی طرف
اشارہ کافی ہے جسکے بعد کسی عاقل دیندار کو انکی روایت پر اعتبار نہین ہو سکتا
اور اگر اہلسنت اون عام شہادتون کو نہ مانین اور اپنے بڑے بڑے پیشوایان
دین کے گواہیون کی نہ سماعت فرمائین تو مجبوری اور چند شہادتین
بیان کرتا ہون جنکو اصول فن حدیث سے خاص تعلق ہے اور حدیث
کی صحت و سقم کا دار مدار ہے پس واضح ہو کہ انکی ابتدا سے سوانح

[illegible] ذوالفقار حیدریہ حصہ اول

عمری مین بھی اہلسنت کو اختلاف عظیم لاحق ہے کوئی انکو کابلیون کی نسل
سے بتاتا ہے کوئی عجم سے کوئی نسل عرب سے کہتا ہے مگر اکابر علماے
اہلسنّت مثل امام فخر رازی محقق دہلوی وغیرہ کے ناقل ہین کہ ابو حنیفہ
غلام زادہ تھے آزاد و احرار سے نہ تھے چنانچہ انکا نسل عجم سے ہونا بھی
اسی امر کی دلیل ہے انکے دادا زوطی نام کی نسبت مورخون کا بیان ہے
کہ کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم کے کسی عورت کی غلام رہے
بعض ہوا خواہون نے اسکا بھی دعوے کیا ہے کہ غلام زادہ نہ تھی اور سند
مین اسکے خود انکے پوتے اسمعیل کا قول نقل کیا ہے جسکی بے اعتباری
ایسی ہے کہ محتاج برہان نہین بعضون نے یہانتک ترقی کی کہ انکو
نسل عرب مین داخل کر دیا جسکی بدولت غیر غیر لوگون کو انکا دادا پردادا
بنانا پڑا مگر جب اسکی خرابی پر تنبہ ہوا تو خود انہین لوگون نے تردید کر کے
عجمی النسل ہونا انکا ثابت کیا بہر کیف چونکہ امام فخر رازی نے انکے اس
غلام زادگی کو دلائل فضیلت امام شافعی مین پیش کیا ہے اور اسوجہ سے
بھی امام ابو حنیفہ کو اونسے مرجوح کیا لہذا اسقدر حوالہ قلم ہوا ورنہ
زیادہ بحث اس سے فضول ہے کیونکہ اکثر ائمہ اہلسنت ایسے ہی نکو ہین
رنگی ہوی ہین ۹۵ انکے پیشہ کی نسبت صاف صاف یہ نہین کہا جاتا کہ جولاہے تھے
بلکہ کہا جاتا ہے کہ خز بافی انکا پیشہ آبائی تھا یعنی خز جو ایک قسم کا کپڑا ہے
اسکو بنتے تھے اور اوسکی تجارت کرتے تھے جیسے نبارس وغیرہ کے
جولاہے زر بفت مشروع بنتے ہین شاید یہی وجہ ہے کہ جولاہے دہینے

ف سوانح عمری ابو حنیفہ

ف ذات ابو حنیفہ

سیرۃ النعمان مولوی شبلی ص ۱۰

سیرۃ النعمان ص ۱۰

ف پیشہ ابو حنیفہ

ابتدای تحصیل علم ابو حنیفہ

دیگر اقوام زیادہ تر انکے پیرو و مقلد ہین الجنس یمیل الی الجنس کیونکہ ہمجنس
کیطرف میل کرنا امر فطری ہے انکی ابتداے تحصیل علم کے متعلق علامہ
خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابو حنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا
ابو حنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت
کرنا شروع کیا کسیسے کہا علم قرآن سیکھو ہمنے فائدہ پوچھا تو لوگون نے
کہا کہ جب قرآن سیکھ لوگے تو مسجد مین بیٹھ کر لڑکون کو تعلیم کروگے کچھ دنون بعد
کوی لڑکا تمسے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہوگا ساری ریاست تمہاری
جاتی رہیگی تب ہمنے کہا کہ علم حدیث حاصل کرین اور ایسے حافظ حدیث بنین
کہ دنیا مین ہمارے برابر کوی حافظ نہو لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑہاپے مین
مبتلاے اغلاط ہوگے آخر تکو لوگ کاذب کہکر بدر کرینگے تو ہمنے (ابو حنیفہ)
کہا ایسے علم کی مجھے حاجت نہین اچھا علم نحو سیکھین لوگون نے کہا
تب معلم ہوگے تنخواہ آمدنی تمہاری دو دینار یا تین دینار ہوگی تب کہا
کہ فن شعر مین مہارت پیدا کرین لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کسیکی تمنے مدح کی
اور اوسنے کچھ دیا تو خیر ورنہ تم ہجو کہوگے اور پارسا عورتون پر تہمت لگاؤگے
تب ہمنے کہا کہ علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر و
زندقہ کا تمپر الزام لگایا جائیگا آخر قتل ہوگے اور اگر بچ گئے تو ہمیشہ مذموم و
ملوم رہوگے تب ہمنے کہا علم فقہ حاصل کرین لوگون نے کہا تب تمام پوچھے جاؤگے
لوگ تمسے فتوی لینگے قاضی بنائینگے تو ہمنے (ابو حنیفہ) کہا کل علوم مین علم فقہ سے زیادہ
نفع کا کوی علم نہین لیس ہمنے علم فقہ سیکھنا شروع کیا یہانتک کہ سیکھنا تمام ہوا

کلام ابو حنیفہ مختار مختصر تاریخ بغداد سے مولوی محمد شبلی نعمانی نے
بھی اپنی سیرۃ النعمان[صفحہ ۳۰] مین اس روایت کو کچھہ کتر بیونت کر کے بطور اختصار
لکھا ہے مگر اوسکے غلط ہونیکا بھی دعوے کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ ناما
جو ریمارک امام صاحب کیطرف منسوب کئے ہین ایسے جاہلانہ ریمارک ہین
کہ ایک معمولی آدمی کیطرف بھی نسبت نہین کیجا سکتی اس روایت کو صحیح
مانین تو ماننا پڑیگا کہ حدیث و کلام کیطرف امام ابو حنیفہ نے توجہ ہی نہین کی
حالانکہ ان فنون مین امام ابو حنیفہ کا جو پایہ ہے اوس سے کون انکار
کر سکتا ہے انتہے ہمکو بہت **افسوس** ہے کہ اس معترض نے مطلقا
اسکا خیال نہین کیا کہ یہہ اعتراض اس روایت پر کس اصول کے مطابق
ہے کیونکہ روایت کی غلطی یا از راہ سلسلہ کیجاتی ہے یا از راہ درایت سلسلہ
مین تو کوئی عذر ہی نہین کیونکہ علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین مسلسل السند
یہہ روایت لکھتے ہین اور اس تاریخ کا یہہ مرتبہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم
اسکی سماعت کو تشریف لاتے تھے کما فی بستان المحدثین لشاہ عبد العزیز
باقی رہا دوسرا اصول یعنی درایت کی راہ سے پس جب خود اسکو بطور
فخر سے بیان کرتے ہین کہ ابو حنیفہ نے حسب تقاضائے سلطنت تمدن
مسائل کو سہل کیا اور سلطنت کے ایک رکن قرار پائے اور بعد پیشہ
تجارت کے بعد تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوئے تو کس عاقل کو تامل ہو سکتا
کہ ایسا آدمی ضرور اعلے درجہ کے پر نفع علم کیطرف متوجہ ہوگا جسکے منافع
بہ نسبت تجارت کے زیادہ ہون کہ وہ علم فقہ ہے جسکی بدولت کیا کچھہ نفع

نہ ملا اور فاینر بمرام ہوے سواے اسکے حب دنیاوی خیال سے امام
ابو حنیفہ نے ان علوم کے نفع و ضرر کو بیان کئے ہین ایسے بدیہی ہین
کہ کسیکو اوسمین تامل نہین ہو سکتا پس ایسے بدیہی نفع و نقصان دکھانیوالے
کو جاہل کہنا سراسر حیرت خیز ہے باقی رہا ابو حنیفہ کا بے بہرہ ہونا علم کلام
و علم حدیث سے پس ایسا مسلم ہے کہ کسیکو عذر نہین کیونکہ اہلسنت کے یہان
اصلی اوستاد علم کلام کے معتزلہ ہین مگر جبسے اشاعرہ کا مذہب قائم ہوا
تو اب تین اوستاد مانے جاتے ہین ابو الحسن اشعری سے حنفیہ ابو منصور ماتریدی سے
حنابلہ ابو حنیفہ کو کسینے بہی اس فن کا اوستا نہین جانا ہے باقی رہا علم حدیث
پس حقیقت یہ ہے کہ ابو حنیفہ کو بہ نسبت کل علوم کے زیادہ تر نفرت اسی
علم سے تہی بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب الاسماء چار صحابی
جناب رسالت مآب کے انکے زمانہ مین موجود تہے مگر کسی سے کوئی حدیث
کی روایت نہین کی مولوی شبلی صاحب نے بہی اقرار کیا ہی پس اس سے
بڑہ کر انکے کنارہ کشی کی دلیل علم حدیث سے کیا ہو سکتی ہے اور لسان المیزان
مین امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اوسکا اوستاد ابو حنیفہ
مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبری
مین نقل کیا ہے کہ حنفیونکی کتابین مثل فروخ کے مشک کے ہین
کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب
مسائل انکے خلاف ہین انیجاست کہ یہہ امام اہلسنت اکثر احادیث
نبوی کے بارہ مین حکم دیتے تہے کہ اسکو خنزیر یعنے سور کی دم سے

۵۱ معیار الحق صفحہ ۷ لاہور

۵۱ عمارۃ المساجد مولوی محمد سعید صفحہ ۱۹

جہیل ڈالا اور خلیفہ دوم کے بعض احکام کو ہذیان مجنون بتاتے تھے
کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد یہان بعض ہواخواہون نے جیسا کہ انکی
تابعین سے ہونیکا دعوے کیا ہے اوسیطرح بعض صحابی سے بسند انکے
روایتین بہی نقل کین تا اینکہ ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی نے دفعیہ عار
جہل علم حدیث کے لیئے ابو حنیفہ کے پانچ سو چہپن برس مرنیکے بعد
سنہ ۶۶۵ کے قریب قریب ایک مسند تیار کیا جسمین چند اور مسندون کا
نام بہی بتایا ہے حالانکہ کہین اونکا پتہ نہین آخر خود انہین لوگون نے
فیصلہ کردیا کہ محض جعلی کارروائی یارون کی حرفت بازی سے ہے
نتیجہ اس ہواخواہی کا یہ ہوا کہ جس عیب سے بچنے کے لئے امام صاحب نے
علم حدیث سے گریز کیا تہا اون بدخواہون کی بدولت اونہین جرمونکے
مجرم اور اونہین الزامون کے ملزم قرار پائے شعر دشمن دانا کہ بجان بود
بہتر ازان دوست کہ نادان بود بہت صحیح ہے مین اپنے دعوے کی تصدیق
مین چند شہادتین ائمہ عدول اہلسنت کی پیش کرتا ہون علامہ ذہبی
جنکو شاہ عبد العزیز صاحب امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال
مین لکہتے ہین نعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفہ کوفی امام اہل الرای
کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسیطرح ابن عدی وغیرہ نے
بلکہ اوسی میزان مین ہے اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت ابو حنیفہ
کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین سہ پشتی ضعف ایسکو کہتے ہین
علامہ عبد الرؤف مناوی اپنے فیض قدیر مین جہان امر حدیث

اذا طلعت الثریا امن الزرع من العاھة کے ضعیف ہونے کی وجہین بیان
کی ہین اوہین سےہین لکہتے ہین کہ راوی اس حدیث کا ایک شعیب ہی جسکو ذہبی نے
ضعفامین شمار کیاہے اور ایک راوی اسکے نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ)
ہین جسے ذہبی نے ضعیفون مین گنا ہے اور ابن عدی کہتے ہین کہ کل
روایتین انکی غلطی اور تصحیف و زیادات سی ملو ہین او علامہ ابن جوزی
نے کتاب منتظم مین لکہا ہی کہ کہا سعید بن ابی مریم نے کہ یحیے بن سعید سے
ابو حنیفہ کو پوچہا تو یحیے نے کہا حدیثین اوسکی لکہی جائین قابل نقل
نہین اور عبداللہ بن علی نے عبداللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کو
از حد ضعیف جانا کیونکہ ابو حنیفہ نے کل پچاس حدیثین روایت کین اور
سبہون مین خطا کی اور ابی حفص عمرو بن علی سے روایت ہی کہ کہا ابو حنیفہ
حافظ نہین ہی مضطرب الحدیث اور واہی الحدیث ہی ابو بکر بن ابی
داؤد نے کہا کہ کل یکصد و پنجاہ حدیثین ابو حنیفہ نے روایت کین
سبہو مین خطا کی یا کہا کہ نصف روایتین غلط ہین انتہے اور امام بخاری
حمیدی سے ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ گیا تو حجامت
بنانے والے سے تین سنتین سیکہین کیونکہ جب حجامت کیلیے ہم بیٹہے
تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹہو بعد اوسکے داہنی طرف سے حجامت بنانا شروع کیا
اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی کہا حمیدی نے کہ جو شخص ایسا ہو
کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے نہ واقف ہو کہ حجام سے سیکہنے کا
محتاج ہو اوسکی تقلید احکام خدا میراث و فرائض و زکوۃ و صلوۃ و دیگر امور

اسلام مین کیونکر کی جا سکتی ہے اور امام فخر الدین رازی رسالہ ترجیح مذہب
شافعی مین فرماتے ہین کہ بخاری ابو حنیفہ کو ضعفا مین شمار کرتے تھے اور
امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کی نہ راے ہے نہ حدیث بلکہ تاریخ صغیر
بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس
تھے کہ خبر مرگ ابو حنیفہ آئی اوسپر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ
کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا پس جب
ایسے ایسے ائمہ دین اہلسنت اور ارکان شرع متین انکے ضعف اور نا قابلیت
اور عدم صحت روایت پر ابو حنیفہ کی نص قطعی کرین اور اتنی جماعت کثیر محدثین
محققین متفق اللفظ انکی روایت کے باطل ہونے پر شہادت دین تو کون ایسا
مسلمان ہے جو انکی روایت پر اعتماد کر سکتا ہے بالخصوص اس روایت مین
جس سے ہمکو بحث ہے یعنی روایت عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے
بار مین تو پرِ پشہ برابر بھی انکی صداقت نہین مانے جا سکتے کیونکہ خود
اصل روایت ہی سے انکی مخالفت امام کے ساتھ ظاہر ہے کہ امام زمان
منع کرتے ہین تو ہمارے پاس نہ آ مگر یہہ عدول حکمی کرتے ہین اور کسیطرح
حکم امام نہین مانتے اور دربار امام مین چلے جاتے ہین گو امام علیہ السلام نے
مصلحتاً للوقت یا بخوف فتنہ و فساد کان پکڑوا کر نکلوا تو دیا مگر غیظ و غضب اپنا
ظاہر فرمایا اور کہدیا کہ تو بھی دہنین اہل کوفہ سے ہے جنھون نے احکام شریعت
سے سرتابی کی ہے تجھے منع کیا کہ میرے پاس نہ آ مگر چلا آیا پس جس شخصکو
روبرو امام علیہ السلام کے یہہ جراءت ہوا وسنے نہ یک امام پر اتہام لگا

اور افترا جوڑنا کیا مشکل ہے چنانچہ یہی ابو حنیفہ نے جنکو اسکا دعویٰ ہے
کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین اور مریدان انکے اس شاگردے
وتلمذ کو بڑے فخر سے لکھتے ہین ابھی جو مخالفت امام کی وہ معلوم ہوے
اب انکی سلوک کو اپنے مرشد زادہ اور محسن زادہ محسن تمام عالم جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام ابن جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ملاحظہ
فرمائے کہ قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابو حنیفہ
مین لکھتے ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے
کہلا بھیجا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم وفضل پر مفتون
اور گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت
و دشوار ہون تاکہ امام اوسکے جواب سے عاجز ہون تب مین نے حسب الحکم
خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کئے اور منصور خلیفہ کے پاس بمقام
حیرہ بھیجدیا خلیفہ نے مجھے بلا بھیجا جب گیا تو دیکھا کہ منصور خلیفہ سریر خلافت پر بیٹھا ہے
اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بھی داہنے طرف خلیفہ کے رونق افروز
ہین امام علیہ السلام کے مشاہدہ سے وہ ہیبت اور رعب میرے دل مین
معلوم ہوا کہ منصور خلیفہ کا بھی یہ دبدبہ کبھی نہ معلوم ہوا تھا حسب الحکم خلیفہ
مین بیٹھ گیا تو منصور امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوا اور کہا
کہ یا ابا عبداللہ یہہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون
تب منصور خلیفہ نے کہا اے ابو حنیفہ پوچھو اپنے ان مسائل کو جسے
منتخب کئے ہین مین نے سوال کرنا شروع کیا حضرت امام علیہ السلام

ص ۱۹ اخبار ... اثنا عشر سنہ ... ابو حنیفہ و فقہ نقل ص ۳۰۹ فی استقصاء الافحام و عبقات الانوار ص ۵۰۸

ہر مسئلہ کا ایسا مسکت جواب فرماتے تھے کہ مین لاجواب ہو جاتا تھا
یہانتک کہ چالیسوین سوال کا جواب دیا اسوجہ سے مین کہتا ہون کہ
امام جعفر صادق علیہ السلام اعلم ناس ہین باختلاف فقہا اور سب
سے زیادہ فقیہ ہین سہتے **ناظرین** کو اس روایت سے جسکو تنے بڑے
خیر خواہ بلکہ محسن ابو حنیفہ نے لکہا ہے اخلاص و محبت ابو حنیفہ کا حال
بہ نسبت حضرات اہلبیت طاہرین علیہم بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا اور سلطنت کے
مخالف امام سے اور ابو حنیفہ کا لگاو سلطنت کے ساتھہ اور خاندان
رسالت سے اپنی علیحدگی جتانا خلیفہ وقت کے نزدیک جس سے خلیفہ نے
جانا کہ جناب امام علیہ السلام ابو حنیفہ کو پہچانتے بہی نہونگے اسوجہ سے
ظاہر کیا کہ میں ابو حنیفہ ہے اور فرزند رسول کا صبر و تحمل اور خوش اخلاقی
سے کام لینا کا اتنا بہی نہ فرمایا ہمارے ہی خاندان کا تعلیم یافتہ ہے
یہ کل امور ایسے بدیہی ہین ہر شخص اس روایت کے دیکھنے سے سمجہ سکتا ہے
پس جس شخص کی ہمت علیا بخاطر خلیفہ عباسی تذلیل و تحقیر فرزند رسول
امام جناب امام ہمام علیہ السلام پر ایسے منہمک ہو کہ دربار عام میں حضرت کو
لاجواب کرکے عیاذاً باللہ عوام پر جہالت حضرت کی ثابت کرنا چاہے اور
اونکی گرویدگی و حسن عقیدت کو مٹانا چاہے تو اوسکے نزدیک امام
اہتمام لگانا کون بڑی بات تہی خصوصاً ایسے ایسے امرا و خلفا و اعدای
اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی خوشنودی میں جنسے ہزار ہا روپیہ انعام
پاتے تہے اور خلقو مبتلائے توہین اہلبیت طاہرین اور اظہار فضائل مصنوعہ

خلفائے ثلثہ خصوصاً خلیفہ دوم کی فکر مین رہتی ہون اور انواع مکر وحیلہ سے اسکے اشاعت اور شہرت مین سرگرم رہتے ہون پس گو اب اس روایت کے بعد کہ ابو حنیفہ نے دربار عام مین اپنے محسن زادہ فرزند رسول کے ساتھ یہہ برتاو کیا بلکہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت کے عالم صغر سنی مین یعنی پنج شش سالگی مین بھی سلوک کیا اور جواب دندان شکن پاکر خود ذلیل ہوا اسکا موقع نہین رہا کہ انکے مخالفات کو اصحاب امام کے ساتھ بیان کرین مگر چونکہ ظرافت آمیز ہے اور اوس سے مخالفت امام کی زیادہ تر تائید ہوتی ہے لہذا ایک لطیفہ بیان کرتا ہون کہ ایک روز ابو حنیفہ اور مومن الطاق علیہ الرحمہ سے جو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے تھے مسئلہ رجعت مین مباحثہ ہوا ابو حنیفہ کچھہ مونہہ آئے اور کہا کہ تم لوگون کے عقیدہ کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کئے جاینگے اور اونپر قتل و قصاص جاری ہوگا پس تم و سے اشرفیان اسوقت ہمکو قرض و رجعت مین ہمسے لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے کہا ہان مگر ہمکو یہ کیونکر معلوم ہوگا کہ تم کس صورت مین مسخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تمسے روپیہ وصول کرینگے اگر اسکے اطمینان ہوجائے تو ہم قرض دینے کو حاضر ہین ابو حنیفہ اس جواب سے شرمندہ ہوکر ساکت ہوئے علے ہذا القیاس ہزارون مقام ہین جنمین ظاہر بظاہر عداوت و بغض و عناد اہلبیت کے ساتھ ابو حنیفہ نے ظاہر کئے ہین پس ایسے شخص کی روایت کیونکر قابل اعتبار ہوسکتی ہے نہایت قابل حیرت یہ امر ہے کہ باوصفیکہ حضرات اہلسنت فضائل و مناقب

علوم و کمالات اہلبیت طاہرین ع کے مقر ہین حتیٰ کہ اس شاگردی کو ابو حنیفہ کے بڑے فخر و مباہات سے بیان کرتے ہین کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد تھے باایں ہمہ نہ معلوم انکو امام اعظم کا خطاب کیونکر ملا اور امام مالک جو انکے اوستاد تھے اس شرف سے کیون محروم ہوے شاید اسلئے یہ عہدہ بھی ہو کہ جس خلیفہ یا عالم کو قران و رسول و اہلبیت سے زیادہ علحدگی ہو وہی اعظم بنایا گیا چنانچہ خلیفہ دوم جنہون نے سیکڑون مسائل مین خود رائی کرکے خلاف حکم خدا و رسول اپنے قیاس و رائے سے احکام جاری کئے جنکو اصول اجتہادات ائمہ اربعہ کہتے ہین اور مذہب فاروقی کہا جاتا ہے اونکو فاروق اعظم کا خطاب ملا ابو حنیفہ نے جو بہ نسبت بقیہ ائمہ اربعہ کے بالکل قرآن و حدیث و اہلبیت کے مخالفت کرکے اپنے قیاس و رائے سے حسب خواہ سلاطین وقت احکام جاری کئے تو امام اعظم بنے چنانچہ دیکھیے معاویہ و یزید و ہارون رشید وغیرہ جو اپنی مان بہن پھوپھی کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوئے اونکی لئے یہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنے محرمات شرعیہ کے ساتھ بلف حریر مرتکب حرام ہو تو جائز ہے فرق اتنا ہوا کہ نام بردگان بلا پردہ مرتکب ہوے اس امام اعظم نے ایک پردہ شرعی قائم کردیا طرہ آن یہ اختراع کیا کہ اگر اپنی مان بہن کے ساتھ نکاح کرے تو کسیطرح اوسپر حد نہین جاری ہوگی اور چونکہ خلفاے بنی عباسیہ کے زمانہ مین عورتون کے ساتھ لواطہ کرنا بہت رائج تھا اسواسطے محدثین اہلسنت نے یہ روایت بنائی کہ آیہ نساؤکم حرث لکم اسی بارہ مین نازل ہوا کہ عورتون کے دبر مین جماع کرنیکی قباحت

سیرۃ النعمان

ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۹۶

مشتبہ ہو کر اخیر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکال دیا چنانچہ سنا گیا مذکور ہوا مگر امام ابو حنیفہ نے عام فتوی دیدیا کہ عورتون کے ساتھ لواطہ جائز ہے اور اوسکی کوئی اصلاح بھی نہ کر سکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الاثار مین لکھتے ہین کہ کہا عبد الرحمن بن قاسم نے مینے کسی ایسے شخصکو جو قابل اقتدا ہوا مر دین مین ایسا نہ پایا جو اسمین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر مین وطی کرنا حلال ہے بعد اوسکے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا آپ اسسے بڑہ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کے دبر مین یا اپنی لونڈی کے دبر مین یا اپنی عورت کی دبر مین تو اوسپر حد نہین ہے اور اسمین کسیکو اختلاف نہین ہے اسیطرح چونکہ اون سلاطین کو شراب وکباب کا از حد شوق تہا حتے کہ خود قاضی یحیے بن اکثم جو بڑا عالم اہلسنت کا تہا ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا تہا تو اونکی خوشامد مین ابو حنیفہ نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو پیالہ شراب پی اور نشہ نہو تو اوسپر حد نہین اسیطرح نماز کی یہہ گت بنائی کہ نبیذ سے جو ایک قسم کی شراب ہی اولٹا وضو کرے اور کتّے کی کہال جو دباغت کی ہوئی پہنے اوسپر بہی جو تہائی کپڑہ نجاست سے آلودہ کرے اور الله اکبر بزبان فارسی دو برگ سبز کہے کہ مرغون کیطرح دو چار ٹہونگین لگا کر بجائے سلام کے گوز کر دے تو نماز درست ہی جیسا کہ تفصیل اسکی ظفر المبین مین لکہی ہے اور جلد ہشتم ذو الفقار حیدری مین مفصل لکہ چکا ہون اسیطرح اون سلاطین کو چونکہ ایمان سے کوئی واسطہ نہ رہا تہا امام ابو حنیفہ نے

صفحہ ۶۷۸ عینی شرح ہدایہ ج ۲ مطبوعہ لکہنؤ

ظفر المبین صفحہ ۲۲۰

فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصر ج ۵ صفحہ ۱۱۵

فتاوی سراجیہ

کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے چنانچہ کہا ایمان ابو بکر و ایمان ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین وکفش وغیرہ کی پرستش کرے تو جائز ہے وغیرہ وغیرہ مسائل کہ الجبال لا جلد اوّل نمبر ذوالفقار حیدریہ میں مرقوم ہوا پس غالباً یہی وجہ ہوے کہ اس امام کا مذہب اہلسنّت کو نہایت درجہ مرغوب ہوا کیونکہ ع ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر ست ۱۲ اہلسنّت کا نہایت ہی مضبوط اصول ہے چنانچہ ابتدا سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہیں ہے از ینجاست کہ اصول کو تابع ان سلاطین کا بنایا نہ یہ کہ خلفا و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دین چنانچہ جب امام صاحب نے ان سلاطین و امرا کی رعایت مین احکام شرعی کی یہہ حالت بنائی تو ان سلاطین نے بھی بقاعدہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان اس مذہب کے ترویج مین نہایت کوشش کی سیرۃ النعمان صفحہ ۱۰ مین ہے ابن حزم جو ارباب ظاہر کے مشہور امام ہین اونکا قول ہے کہ دو مذہبون نے سلطنت کی زور سے ابتدا سے ہے رواج عام حاصل کرلیا ایک ابو حنیفہ کا مذہب کیونکہ جب قاضی ابو یوسف کو قاضی القضاۃ کا منصب ملا تو انھون نے حنفی لوگون کو عہدہ قضا پر مقرر کیا دوسرا امام مالک کا مذہب اندلس مین کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحیی مصمودی خلیفہ اندلس کے نہایت مقرب تھے اور کوئی شخص انکے مشورہ کے عہدہ قضا پر مقرر ہو نہین سکتا تہا وہ صرف ہم مذہبون کو مقرر کرتے تھے سوا اسکے

مصنف سیرۃ نے اور اور خلفا اور سلاطین کے حالات بھی لکھے ہیں جنہوں نے
اس مذہب حنفی کو رواج دیا اور نہایت غلو سے اسکی ترویج میں کوشان
ہوئے مگر افسوس ہے کہ ان واقعات کے بعد بھی مولف کو خیال تردید قول
ابن حزم پیدا ہوا جو موجب صد مضحکہ ہے از انجا کہ مشاہدہ سے یہ بھی ثابت ہے
کہ اکثر ظالم لوگ اپنی سزا کو پہونچ جاتے ہیں خوشامدی کی مکاری آخر کھل جاتی ہے
ابو حنیفہ نے بھی اپنا نتیجہ اوٹھایا جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کو
تباہ کیا تھا پہلے اونہوں نے کفر و زندقہ سے دو مرتبہ ابو حنیفہ کو توبہ کرایا
آخر میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے جو مروان کیطرف سے کوفہ کا گورنر تھا
حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس دس درے لگائے جائیں چند روز تک کوڑے
کھایا کئے جب مروانی سلسلہ سلطنت کے بعد بنی عباس کا دور آیا خلیفہ
منصور جسکی خاطر سے ابو حنیفہ نے چالیس سخت مسئلہ جناب امام جعفر صادق
سے پوچھے تھے اور معاذ اللہ حضرت کو جاہل بنانا چاہا اور دوستوں کے
محبت و گرویدگی کو کم کرنا چاہا تھا اور اسی سے منصور کی تعلیم سے امام مالک نے
کتاب **موطا** تصنیف کی کہ بڑے فخر سے اس تعلیم کو امام مالک فخر کر
کرتے تھے جیسا کہ تاریخ ابن خلدون میں ہے اور اوسکی تعریف عدالت
و زہد و تقوے و فضل و کمال سے کتاب تاریخ خمیس اور کنز الاخبار
اور تاریخ الخلفا علامہ سیوطی اور تاریخ ابن خلدون وغیرہ مالا مال ہیں ایسے
خلیفہ عادل عالم زاہد اہلسنت نے جسکو بقول صاحب سیرۃ النعمان درجہ
اجتہاد بھی حاصل تھا معلوم کتنی تحقیقات واقعہ کے بعد اس امام اعظم

دو مرتبہ ابو حنیفہ کا کفر و زندقہ سے توبہ کرنا تاریخ بغداد و جامع المسانید و تاریخ ... میں منقول ہے صفحہ ۲۲۳
کوڑے سیرۃ النعمان صفحہ ۴۸

ابو حنیفہ کو سنہ ۱۴۶ھ مین قید کیا مگر انکے مریدون اور پیرون کی جماعت

ایسی لاتعداد تھی کہ منصور ایسا خلیفہ عادل امام برحق انکا باوصف

ثبوت جرم ابو حنیفہ کے عام مجمع مین تعزیر نہ کر سکا اور باوصف کمال رعب

و دبدبۂ شاہی و رشوکت و جلالت سلطانی سے ایسا خائف رہا کہ بقول

حضرات اہلسنت ابو حنیفہ کو قتل نہ کر سکا آخر قید خانہ مین زہر دلوا دیا مگر

ایسے بھی فتنہ انکا فرو نہوا اور لوگون نے اونکی پیروی نچھوڑی علامہ خطیب

بغدادی ایک سنہ ۱۶۱ھ علماے دین کا نام ایکجگہ اور بتیس ۳۲ امامونکا نام دوسری جگہ

لکھتے ہین جنہوںنے امام ابو حنیفہ کی تردید کی اور نہایت توہین و تحقیر سے

پیش آئے حتے کہ امام بخاری کے اوستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف

کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو

اولٹ دیا حتی کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا ناجائز ہو وہ اس

سلف سنی اپنے اس امام اہلسنت کے نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ

خطیب کا حکم کہ ابو حنیفہ دجال ہے اور خود پیر دستگیر غوث الاعظم عبد القادر

جیلانی کی شہادت انکی کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے پر حصہ اول ذوالفقار حیدری

مین بتفصیل لکھ چکا ہون لہذا حاجت اعادہ نہین صرف اسقدر لکھنا کافی ہے

کہ امام صاحب کے قیاس و راے کا اور شریعت نبوی کے تخریب کے تصدیق

اس تعریف سے بھی ہوتی ہے کہ صاحب سیرۃ النعمان ص ۲۱۰ لکھتے ہین بعض

لوگون کا خیال ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فقہ کی تدوین مین رومن لا یعنے

رومیون کے قانون سے بہت کچھ مدد لی اور اوسکے بہت سے مسائل

اپنی فقہ مین داخل کرنے کے لئے اس عبارت کو مولف نے تعریف مین ابو حنیفہ کے
ذکر کیا ہے کہ مثل مقننین قوانین انگریزیہ انکا درجہ قایم کیا چنانچہ اسی وجہ سے
اس فقہ حنفی کو چار شخصون کی رایونکا مجموعہ قرار دیا مگر آخر مین کچھہ سمجھہ
بوجہ کر اسکی تردید کرنے چاہے ہی اور بہت کچھہ دماغ سوزی کی مگر کچھہ
بن نہ پڑا آخر مین اسکا اعتراف کیا کہ مینے روم من لاہنین دیکہا جو موازنہ کرتا
بہرکیف اس جملہ سے امام غزالی کے اوس جملہ کی بخوبی تصدیق ہوئے
کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا اور انتظام کو اوسکے بدلدیا اور
چونکہ شناخت کے لیے یہہ قاعدہ بہی نہایت ہی خوب ہی کہ جس شخص کے
حالت دریافت کرنا منظور ہو تو اوسکے ساتھی کو دیکھنا چاہیے لہذا
اس امام اہلسنت کے شاگرد ساتھی کا حال لکھنا بہی دلچسپی سے خالی نہوگا
خصوصًا حال ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ جو بلقب احد صاحبیہ ملقب ہین
تاریخ الخلفا ص ۲۵۲ علامہ سیوطی مین ابن المبارک سے جو مثل ابو یوسف وغیرہ کے
تلامذہ ابو حنیفہ سے ہین اور اہنین چند نفرون نے ملکر ابو حنیفہ کو امام بنایا
اور فقیہ کہلوایا نقل ہی کہ ہارون رشید خلیفہ ہونیکے بعد اپنے باپ
مہدی عباسی کی ایک لونڈی پر عاشق اور فریفتہ ہوا جب قصد ہم بستر ہونے کا
کیا تو اوس لونڈی سے کہا کہ ہم تم پر حرام ہین کیونکہ تمہارے باپ کے
تصرف مین آچکے ہین ہارون نے ابو یوسف قاضی کو بلا بہیجا اور سارا قصہ
بیان کیا ابو یوسف نے کہا اے امیر المومنین اس لونڈی کی کہنے کا
کیا اعتبار اور اوسکے کلام کی تصدیق کرنے کی کیا ضرورت ہو تھا

جان کراپنی کارروائی کرو ابن المبارک کہتے ہین ہم نہین جانتے ان تینون
آدمی کے حال سے کسکا حال زیادہ قابل تعجب ہو آیا ہارون رشید کے
حال سے تعجب کرین جسنے ہزارون مسلمانون کا ناحق خون کیا اور مال
اونکا غصب کیا اسپر بھی اپنے باپ کی حرمت کا خیال کرکے
ابو یوسف سے فتوے لیا یا اس لونڈی کے حال پر تعجب کرین کہ
بادشاہ روے زمین اوسکا قصد کرتا ہے اور یہ گریز کرتی ہے یا اس ابو
یوسف کے حال سے تعجب کرین جو فقیہ روے زمین ہے ہارون رشید
کو فتوے دیا کہ اپنے باپ کی ہتک حرمت کرے اور اپنی شہوت پوری
کرے اور گناہ اوسکا میری گردن پر رکھے انتہے اور نیز اوسی کتاب مین ہے
کہ ایکروز ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ ہم ایک کنیز پر راغب ہوے
چاہتے ہین کہ قبل از تمامی عدہ اوس سے کاربرآری کرین کوئی حیلہ تمہارے
پاس ہے ابو یوسف نے کہا ہان اوس کنیز کو اپنے کسی لڑکے کو
ہبہ کردو بعد اوسکے نکاح کرلو اور ابن اسحق سے منقول ہے کہ ہارون رشید نے
ایکرات ابو یوسف کو بلایا اوسنے حسب خواہ خلیفہ فتوی دیا ہارون رشید
نے حکم دیا کہ لاکھ درہم انعام مین دیا جاے ابو یوسف نے عرض کیا
کہ اگر امیر المومنین اس انعام کے ادا کارمین تعجیل کرین تو بہتر ہے کہ قبل
از طلوع آفتاب وصول ہو جاے خلیفہ نے تعجیل کا حکم دیا ملازمین
خلیفہ نے عرض کیا کہ خزانچی اپنے گھر ہین دروازے بند ہین ابو یوسف
نے کہا کہ ہمارے یہان بھی تو دروازے بند تھے جب خلیفہ نے

بلایا دروازے کہلگئے اور شاہ ولی اللہ رسالہ انصاف مین لکھتے ہین کہ
ابو یوسف و محمد شاگردان ابو حنیفہ عیدین مین بطریق ابن عباس تکبیر کہتے
تھے کیونکہ ہارون رشید کو اپنے جد امجد کا طریقہ نہایت پسند تھا انتہے پھر کیف
ان شہادتون سے دنیا طلبی ابو حنیفہ اور اونکے شاگردون کی بخوبے
ثابت ہوئی کہ اونے ادنے امر دینی خلیفہ کے خوشامد مین یہ لوگ اپنے
دین و ایمان کو برباد کرتے تھے افسوس کہ بوجہ اختصار زیادہ شرح و بسط
نہین کر سکتے صرف ترجمہ پر اختصار کیا جسکو شوق تفصیل ہو جلد اول
استقصاء الافحام و ضربت حیدریہ ملاحظہ کرے بہر کیف بقول اے س
کجا بودم اکنون کجا آمدم بزار رفتم اما بجا آمدم بعض وجوہ سے خارج
از بحث چلا گیا کیونکہ مقصود دربارہ جرح و قدح ابو حنیفہ سے متعلق بفن حدیث
بس ہرگاہ یہ بزرگوار بشہادت ان ائمہ کبار کے مقدوح و مجروح ہون
بلکہ یہ لقب دجال ہذہ الائمہ ملقب ہون اور بقول امام غزالی ائمہ سلف سے
انکے حق مین لعن و طعن منقول ہو تو انکی روایت کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے
خصوصاً در صورتیکہ یحیے بن معین کا عام حکم ہو کہ روایات ابو حنیفہ قابل
نقل نہین اور علامہ عبد الرؤف مناوی صرف اسوجہ سے کہ ابو حنیفہ
راوی ہین حدیث کو باطل کر دیتے ہین تو اس روایت کے موضوع
اور مکذوب و باطل ہونے مین کس جاہل کو شک ہو سکتا ہے
طرہ بران یہ ہے کہ بعض علماے اہلسنت نے روایات ابو حنیفہ کی تعداد
بہی اس کمی سے بتائی تھی کہ بعض محققین متاخرین نے بہی جانچ

پڑتال کے بعد ثابت کیا کہ کل سترہ روایت کا انسے وجود پایا جاتا ہے
چنانچہ علامہ ابن خلدون جو متاخرین محققین سے ہین اپنی تاریخ مسمے
بہ عبر دیوان المبتدا و الخبر مین فرماتے ہین فابو حنیفۃ رح یقال بلغت روایتہ
الی سبعۃ عشر حدیثا او نحوها یعنے کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ کی روایتین سترہ
ہین یا مثل اسکے جس سے معلوم ہوا کہ کل سترہ روایتین انسے منقول ہین
خواہ وہ صحیح ہون یا غیر صحیح بلکہ فے الواقع کل غیر صحیح ہین کیونکہ شاہ
ولے اللہ صاحب جو ابن خلدون سے بھی متاخر ہین اپنی کتاب مسوے
شرح موطا مین فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے بطور ثقات کے روایت
نہین ہوئی انتہے پس معلوم ہوا کہ کوی روایت انکی صحیح نہین ہے
والحمد للہ حمدا کثیرا یہانتک گفتگو اس روایت مین از روے سند تھی جس سے
ضعیف و واہی و موضوع و باطل ہونا اس روایت کا ثابت ہوا
اب ایک نظر اجمالی از راہ درایت بھی اس روایت پر کیجاتی ہے جسکے
اصول کو بقول صاحب سیرۃ النعمان خود بدولت نے قایم کیا پس اس
راہ سے بھی موضوعیت اسکے بدیہی ہے کیونکہ اولا یہی امر خارج از عقل ہے
کہ جناب امیر؏ ایسا اشرف و اشجع بلا وجہ و بلا سبب اس عقد کو قبول فرماتین
کہ اپنی دختر نیک اختر چار یا پنج سالہ کو عمر ایسے پیر شصت سالہ بدخلق بدمزاج
مشکوک النسب سے بیاہ دین حالانکہ حسب وصیت رسول مقبول اپنی بنت
سیدہ کو انکے چچازاد بھائی محمد بن جعفر سے مقرر ہو اور باوصفیکہ خود
حضرت کا ارادہ اور منظور ہون اور تمامی خاندان از خورد تا بزرگ ناراض ہون

ص ۳۴ کما نقل فی الحطہ تصدیق حسن خان مطبوعہ نظامی

ص ۱۹ کما نقل فی عجالۃ المساع لمحمد سعید بنارسی

بلکہ خود دختر بھی عدم رضا اپنی ظاہر کرے اسپر بھی بحال جبر شدید عقد فرماوین
کوئی عاقل منصف مزاج قبول نہین کر سکتا تھا نیا ایسے امر کو جو بفرض
محال یا ہین جبر شدید واقع ہو جیساکہ روایات موضوعہ اہلسنت مین مندرج
ہے اور کوئی وسپر راضی ہو جناب امام علیہ السلام فضائل عمر مین
بیان کرین وہ بھی بمقابلہ ابو حنیفہ جسکو دعواے شاگردی واخلاص ہو
کیونکہ یہ امر خود نہایت بدیہی ہے کہ جو بات کسی مجبوری کے عالم مین ہوتی ہے
اوس سے نہ کسی فضیلت پر استدلال کیا جاتا ہے نہ کسی عیب پر چہ
جائیکہ خود امام ع ایسے امر سے استدلال فرماوین اور ابو حنیفہ ساکت
ہو جاوین بلکہ اسی جملہ سے حضرت کو دوستداران شیخین سے مانین اور
اون روایات کو بھی پیش نظر کرین جسمین ناراضی جناب امیر ع اور حضرت
عقیل وعباس وجناب امام حسن ع وامام حسین ع مندرج ہے کما مر
پس بہ بداہت عقل سلیم معلوم ہوا کہ یہ روایت جیسے از روے سلسلہ
موضوع وغلط ہے ویسے ہی از راہ درایت محض غلط وبے بنیاد ہے
کوئی اصلیت نہین ہے مین سمجھتا ہون کہ جن ہواخواہان خلیفہ دوم وابو حنیفہ
نے روایت کرنے کو صحابہ رسول سے جھوٹی جھوٹی موضوعات لغویات
سے ثابت کرنا چاہا کہ آنحضرت نہین کے ہم آوازون نے اس عذر سے
استعفا دیا اور غلط بنایا انہین لوگون نے دیگر حدیثون کی طرح بنا کر ابو حنیفہ
کیطرف نسبت کردی تاکہ امام ع اور ابو حنیفہ دونون کی خیرخواہی ہو جائے
ورنہ حقیقت مین ابو حنیفہ [illegible] روایت سے ویسے ہی بری ہین جیسے

دوم اس خیال فاسد سے یہہ صرف یارونکے درمیانی کارروائی ہے
ازینجاست کہ یہہ روایات صحاح ستہ اہلسنت مین نہین پائی جاتی بلکہ
بلکہ صرف دار قطنی ایسے لوگون نے اپنی کتابون مین جو مجموعہ موضوعات
وضعاف ہے نقل کیا جیسا کہ سابقاً مرقوم ہوا پس الحمد للہ کہ اس روایت کے
بطلان و موضوعیت مین درایۃً روایۃً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی

ساتوین روایت اوسی ازالۃ الغین صفحہ ۴۰ مین محدث ابو صالح سے
روایت ہے مضمون وہی ہے کہ عمر نے خواستگاری کی اور حدیث
رسول بیان کی کہ ہر حسب و نسب منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا حسب
و نسب جسپر عقد حضرت ام کلثوم ہوا اب انکی حالت سننا چاہیے کہ ابو صالح
کاتب لیث وہ ہین کہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال صفحہ ۲۲۱ مین فرماتے ہین کہ
کہا صالح جزری نے ابن معین اسکے توثیق کرتے ہین اور میرے نزدیک
وہ مرتکب کذب ہوتا تہا حدیث مین اور کہا نسائی نے کہ ثقہ نہین ہے
یحیے بن بکیر میرے نزدیک اون سے احسن ہے اور کہا ابن مدینی نے ہم
اوسے کچھ نہین دیکھتے ہیں تعجب ہے کہ ایسے کاذبین غیر موثقین کے
روایت الحق کے سامنے پیش کرکے ایسے امر عظیم کا اثبات چاہتے ہین

آٹھوین روایت وہی ازالۃ الغین صفحہ ۹۴۲ مین ہے دار قطنی از حدیث لیث
بن سعد از موسی بن علی بن رباح مضمون واحد ہے لیث بن سعد کو
جو راوی روایت مین امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین مجہولین سے
شمار کیا ہے چنانچہ کہا کہ چودہ مقامون مین صحیح مسلم کے روایت مجاہیل سے

جسکو ابو علی غسانی منقطع کہتے ہین پہلے روایت تیمم مین ہے حدیث ابی الجہم کہ روایت کیا لیث بن سعد نے الخ اور ظاہر ہے کہ روایت مجہول کی کبھی مستند نہین ہو سکتی جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا **نوین روایت** ادسے ازالۃ العین مین ہے و مولف کتاب ذریۃ طاہرہ از عاصم بن عمر بن قتادہ روایت مینماید الخ حالانکہ عاصم کے بارےمین عام حکم ابن معین ہے کل عاصم فی الدنیا ضعیف جیسا کہ کتاب الضعفا محمد طاہر گجراتی مین ہے اور عبد الحق نے تضعیف اسکی علما سے بالخصوص نقل کی ہے کما فی میزان الاعتدال صفحہ ۲۰۳ **دسوین** روایت اوسی ازالۃ العین مین ہے ہم دار قطنی از طریق ابن مہران از حدیث شریک بسند آوردہ الخ راوی اول بن مہران یعنی سہیل ابن ابی خرم مہران ضعیف ہے کما فی التقریب **راوی دوم** شریک اسکے بارےمین علامہ ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین شریک بن عبد اللہ نخعی کوفی یحیے بن سعید سے اسکی تضعیف منقول ہے کہا عبد الجبار نے کہا مجھے یحیے بن سعید نے کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ شریک آخر عمر مین مختلط ہو گیا یحیے نے کہا ہمیشہ سے مختلط ہے ابن معین نے کہا شریک بن عبد اللہ بن سنان نخعی جد اوسکا قاتل حسین ع ہے ابن مبارک سے نقل ہے کہا حدیث شریک لیس بشئی ہے اور جوزجانی نے کہا سے الحفظ مضطرب الحدیث مائل ہے انتہے اور سعی مشکور مین ہے کہا علی بن مدینی نے کہ یحیے نے روایت نہ کی شریک سے گیارہوین روایت زہری سے تاریخ خمیس مین ہے کہ پہلے عمر کا عقد ام کلثوم سے ہوا

میزان الاعتدال صفحہ ۱۸۶ جلد اول

صفحہ ۳۱۲ سعی مشکور مولوی عبد الحی

صفحہ ۲۸۴ تاریخ خمیس جلد ۲

لعبد جھکر عون سے الخ منجملہ زہری وہ بزرگ ہین کہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح
نہج البلاغہ مین لکھا ہے منجملہ منحرفین کے جناب امیرؑ سے زہری ہے
چنانچہ جریر بن عبد الحمید نے محمد بن شیبہ سے روایت کیا کہ مین مسجد رسول
مین تھا کہ دیکھا زہری اور عروۃ بن زبیر بیٹھے ہوے جناب امیرؑ کا تذکرہ
کر رہے ہین پس اون دونون نے جناب امیرؑ کو برا کہنا شروع کیا یہ خبر جب
جناب امام زین العابدین ؑ نے سنی تو تشریف لائے اور فرمایا اے
عروہ میرے پدر بزرگوار یعنے جناب امیرؑ سے اور تیرے باپ زبیر سے
خدا کے یہان محاکمہ ہوا خدا نے میرے جد امجد کے مطابق فیصلہ کیا
اور تو اے زہری اگر مکہ معظمہ مین ہوتا تو جناب امیرؑ کی عظمت و جلالت
دکھاتا انتہے واضح رہے کہ ابن ابی الحدید گو معتزلی ہے اور اہلسنت
بمقابلہ شیعہ معتزلہ کے نام پر فوراً واویلا کرنے لگتے ہین مگر یہ معتزلی وہ شخص ہے
کہ فاضل فضل بن روزبہان صاحب ابطال الباطل اسکے کلام سے
استدلال کرتے ہین بلکہ قریب ابن جوزی ذکر کرتے ہین تاہم انحراف زہری جناب امیرؑ
سے خود استیعاب ابن عبد البر کی سے بھی ظاہر ہے کیونکہ ذکر زید بن حارثہ مین
لکھتے ہین کہ کہا زہری نے ہم جہانتک جانتے ہین زید بن حارثہ کے پہلے
کوئی اسلام نہ لایا کہا عبد الرزاق نے سوائے زہری کے اور کسی نے ایسا
بیان نہین کیا ہے انتہے پس اس سے بھی انحراف زہری کا جناب امیر
علیہ السلام سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ باوصفیکہ جناب امیرؑ کا سابق الاسلام
ہونا اس درجہ مشہور و معروف و متواتر ہے کہ سب واقف ہین مگر محض

بغرض اغواے عوام ایسا بیان کیا کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام
لائے ہیں اگر ایسے معاندین جناب امیر علیہ السلام سے روایت کر کے اثبات اس
عقد کا کیا جائے تو سراسر عجب ہی باینہمہ زہری بتصریح امام ذہبی مبتلائے
تدلیس تھا کہ روایت ہو اور کی نسبت کہین دوسرے کیطرف جسکی مذمت
سابقاً مذکور ہوئی ہیں جب بلا سبب ان لوگون کی تدلیس کارگر ہوتی ہے
توجہان اشتراک نام ہوگا ایک ام کلثوم کے واقعات کو دوسری ام کلثوم
کیطرف منسوب کرین تو کیونکر یہہ تدلیس پر تلبیس نہ کارگر ہوگی اور شیخ عبد الحق
جنکو مولوی حیدر علی محقق دہلوی سے کہتے ہین اور وہ حضرت بڑی پردہ داری سے
بعض جگہ بمجبوری اپنی رواۃ کے معائب کو ظاہر کرتے ہین اسماء الرجال
مشکوۃ مین جو تحریر کرتے ہین وہ بھی اس زہری کی ضلالت و خسران کے
لئے کافی ہے کیونکہ شیخ صاحب موصوف فرماتے ہین زہری بن شہاب
صحبت مراد سے یعنے خلفائے بنی امیہ مین مبتلا ہوا اقران اوسکے جو عباد
و زہاد سے تھے معترض ہوتے تھے اور اس شرکت کو اوسکی قبیح جانتے تھے
زہری بجواب انکے کہتا کہ مین اونکے امر خیر مین شریک ہوں نہ امور شر کا
وہ لوگ بجواب اوسکے کہتے تھے کہ یہ تو ضرور دیکھتا ہے کہ اونکے فسق و فجور کو دیکھتا ہے
اور خاموش رہتا ہے کچھ اعتراض نہین کرتا [illegible] مین بعمر ۷۲ سال وفات
کے انتہے بس جو شخص بطمع دنیا شریک فسق و فجور خلفائے بنی امیہ ہوا
اور اگر اونکی خوشامد مین یہہ بدعات تدلیس و تلبیس وضع کی ہو تو کون
جائے تعجب ہے کیونکہ سابقاً لقب حضی امیہ کا دربارہ سب و شتم جناب امیر

صفحہ ۶۲ دیکھئے

اور اہتمام اونکا ایسی احادیث کے بنوانیمین جس سے توہین حضرت
رسول پر تہمت لگادی ہو ڈھونڈ کو رہوی پس خود صحبت خلفاء بنی امیہ
کی ہو اور خوشامد پرستی علماے اہلسنت کی کہ کبوترون کے واسطے
اسکے لئے کافی تھی چہ جائیکہ خود بھی اتنا بڑا دشمن ہو کہ عیاذا باللہ حضرت کو
دشنام دے اور برخلاف اجماعی فریقین صرف بغرض کسر شان علوے
زید بن حارثہ کو سب سے سابق الاسلام بتاوے بہرکیف بوجہ اختصار ان
روایتون پر اختصار کرتے ہین جنکو مولوی حیدر علی سے عالم متبحر امام المتکلمین
اہلسنت نے انتخاب کرکے لکھا ہے بقیہ دو چار روایتین واہیہ ازالۃ الغین
کی در صواعق محرقہ وغیرہ کی جنکی حالتین مع قدح رواۃ و جرح مخرجین روایات
اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ مین بشرح و بسط تمام مرقوم ہے
ذکر اونکا بسبب تطویل سمجھکر یہان حذف کیا اگر پروردگار عالم نے توفیق
اور حیات مستعار نے وفا کی اور مومنین بایقین نے توجہ فرمائی تو عنقریب
انشاء اللہ اصل کتاب حلیہ طبع سے مجلی ہوکر ملاحظہ مومنین مین در آئیگی
والا یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید افسوس صد افسوس کہ حضرت
اہلسنت ایسے روایات موضوعہ سے جنکی روات ضعیف کاذب وضاع
مفتری ایسے لیئے دجال بلکہ خر دجال ہین اثبات ایسے امر عظیم کا چاہتے ہین
دشمنان و مخالفین اہلبیت طاہرین ہونا تو ایشان خیرخواہان خلیفہ دوم سے
تو روایت کرتے ہی تھے نوبت بہ انجا رسید کہ قاتلان حضرت سید الشہداء
مظلوم کربلا روحی لہ الفداء کے اولاد نبی امیہ [illegible] کرنے لگے

جنہونے اہلبیت نبی کی خون ریزی کی پہراونکویا اونکی اولاد کو آبروریزی
اہلبیت مین کیا عذر ہوگا ناظرین باانصاف ذرا غور کرین کہ ان راویون کے
روایتین کبھی لایق سند ہو سکتی ہین ایسے ایسے واضعین دکاذبین و
مفترین بلکہ دجالون کی روایتون پر کوئی بھی اعتماد کر سکتا ہے کیا غضب ہے
کہ ذری ذری باتون پر تو روایتون کی یہانتک قدح کیجاتی ہے کہ چونکہ ابو حنیفہ
راوی ہے لائق اعتبار نہین اور ان روایات عقدہ کے بارہ مین تحقیق و تفحص سے
ذرا کام بھی نہین لیا جاتا یہ نیا ظلم ہے بدعتین خلفا و صحابہ خصوصًا بی بی
عایشہ کا احداث ایسا قطعی و یقینی کہ خود بی بی عایشہ نے کہا مجکو روضہ
رسول مین نہ دفن کرو کیونکہ مینے بعد آنحضرت احداث کیا اسپر بہی
بدعتین اونکی جب کتب صحیحہ اہلسنت سے دکہائی جاتی ہین تو قدح و جرح
رواۃ کی بدولت غلط بناتے ہین مگر ان روایات واہیہ و موضوعہ مین ذرا
تامل نہین کرتے دیکھیئے خود شاہ صاحب تحفہ مین صفحہ ۶۵ دسوان طعن بی بی
عایشہ یہ بیان کرتی ہین کہ عایشہ نے ایک اپنی لونڈی یا لیا لڑکی
کو خوب آراستہ و پیراستہ کر کے کہا کہ شاید اسکی بدولت بعض جوانان قریش
کو شکار کرین اور پہنسائین اسنے حالانکہ یہ طعن شیعون کی کتابون مین نہین
پایا جاتا شاید شاہ صاحب نے اپنے جی کی لی ہو کہ جن امر کو شیعہ نہین بہی لکہتے
اونکا بہی جواب دین بہر کیف اسکی جواب مین شاہ صاحب فرماتے ہین جواب
این طعن آنست کہ اول این روایت بچند وجہ مجروح ست زیرا کہ از راوی کہ
بن الجراح عن عمار بن العمران عن امرأة من عنزہ عن عایشہ آوردہ ست عمار

پیہ طعن ... بہتان

بن عمران مجہول الحال ست وامر ثۃ من جنعمر مجہول الا اسحر والمسمی ست فلا یصح
الا حتجاج بہما دیا زدرین روایت عنعنہ ست کہ محتمل ارسال وانقطاع باین قسم
روایات بے سروپن در مطاعن امہات المومنین تمسک جستن شان مومنین نیست
دوم جاے طعن نیست زیرا کہ طلب کفو کریم براے دختر خانہ پروردہ خود چہ
عیب دارد پس جاے تعجب ہی کہ راوی کو صرف مجہول الحال ہونیکے سبب سے
تو یہہ روایت باطل ہو جاے استدلال نہ درست ہو حالانکہ سیکڑون بلکہ
ہزارون مجہول الحال کی روایتین کتب صحاح وغیرہ مین بہری پڑی ہین
اور ان روایات عقد کے جو رواۃ مجہول الحال کذاب دجال وضاع
مفتری ہین اوسپر بہی اس روایت کے صحت مین کوئی خلل نہ پڑے اور
استدلال اس سے باطل نہو اور روایت کا بطریق عنعنہ ہونا کہ عن فلان عن فلان
یہان قادح کیا جاتا ہے حالانکہ صحاح کی اکثر روایتین بہی یونہین ہین
اور روایات عقد بطور عنعنہ ہین یہہ قدح نہ کارگر ہو سراسر عجب ہے
دیکہیے اصابہ کی کل روایتین اس مادہ مین یون وارد ہین عن عمر عن محمد بن علی
الخ عن عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ الخ من طریق ابن اسحق
عن الحسن بن علی الخ ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
الخ واہ کیا خوب انصاف اہلسنت ہی کہ یہان جو چاہا بنالیا مگر یہان تو
مطاعن بی بی عایشہ کا واسطہ تہا اب سنئے کہ فضایل جناب امیر علیہ السلام اور
ائمہ دین اہلسنت کیسی یقینی اور متواتر ہین وہین یہہ کوشش کیجاتی ہے
کہ خود اپنے ہی یہان کی روایات مین کسی راوی کو ضعیف یا شیعہ بنا

اصل روایت کو باطل کریں جیسا کہ حدیث ان علیا منی وانا من علی
ولی کل مومن بعدی ہیں شاہ صاحب فرماتے ہیں حدیث باطل است
زیرا کہ در اسناد او اجلح واقع شدہ واو شیعی ست متہم در روایت خود و جمہور او را
تضعیف کردہ اند پس بحدیثش احتجاج نتوانکرد وغیرہ وغیرہ جسکی رد مجلدات عبقات
الانوار میں موجود ہے پس اسپر حیرت ہے کہ ایسی روایات متواترہ قطعیہ تو
ایک راوی کے ضعیف یا شیعہ ہونیکی بدولت باطل ہوجائیں حالانکہ بکثرت
طرق اس روایت کے اس عیب سے خالی ہیں اور یہ الزام بھی غلط ہے جیسا
کہ جلد ثالث عبقات الانوار خاص اسی حدیث کے لیے تصنیف ہوے
اور ان روایات موضوعہ وکاذبہ میں روات دجال کذاب وضاع مفتری خادم خلیفہ
دوم اولاد قاتل امام حسین سے ہیں ایک نظر سرسری بھی نہیں ڈالی جاتی
کہ روات اس قصہ کے کیسے ہیں نہ اصل واقعہ پر غور کیا جاتا ہے کہ کسطرح
سے امور جو ان روایات میں مذکور ہیں ممکن الوقوع ہیں یا نہیں بہرکیف ان
روایات کی حالات سے بخوبی معلوم ہوا کہ انکی روایتیں بالکل موضوع ہیں
اور اصل قصہ باطل ہے کیونکہ یہ بات تو بدیہیات اولیہ سے ہے کہ توثیق حدیث
موقوف توثیق رجال پر ہے کما قال المولوی بغیر وسابہ المولوی عبدالحی فی
السعی المشکور ص ۲۹۲ پس الحمد للہ کہ یہ روایات بلکہ کل روایات قصہ کے غلط و بے بنیاد
ہوئی کیونکہ جب صرف ایک صاحب ہدایہ کے خطا سے بیچ میں عالم نے
انکی متابعت کی در بقول فاضل رشید خاموش ٹھہرے تو جہاں انتزد جال
کذاب اغوا و اضلال کو ٹھہرا ہو اور جمیع عمر و عثمان متابعت کیوں نہ کرتے

تو سب جاعلی و ضال و مضل بنائے جائینگے حالانکہ بلا اس جرح و قدح کے
بھی یہ روایتین عقلاً باطل ہین چہ جائیکہ بلا سند ہون اور روایت بلا سند
بقول شاہ صاحب قابل اعتبار نہین بلکہ شتر بیمہار ہین فالحمد للہ ثم الحمد للہ

بحث از دعوی اہلسنت بشہرت و تواتر این قصہ

ہلکا بحمد اللہ و حسن توفیقہ بطلان اور موضوعیت ان روایات کی اجمالاً و تفصیلاً
بخوبی ثابت ہو چکی تو اب ہمکو کوئی ضرورت انکے دعوے شہرت و تواتر سے
بحث کرنے کے نہین رہی کیونکہ شہرت اور تواتر انہین روایات موضوعہ کے مجموعہ
کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی خاص جانور ہو پس جب اصل روایات موضوعہ و
غلط و باطل ہوے تو انکے مجموعہ کے موضوع و باطل ہونے مین کیا
عذر رہا چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین اگر احیاناً جزے از اخبار
الیشان بروایت جمعی وارد شد بیک لفظ یا الفاظ متقاربہ بغیت اختلاف
الفاظ و اضطراب آن بہ نہجے می آید کہ جمع و تطبیق دشوار مے افتد و تعدد
رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد چیزے روایت کند کہ مخالف
دیگر باشد قادح صحت خبر میشود نہ مفید شہرت انتہے مگر بنظر مزید تسکین خاطر
مخالفین اجمالاً اس سے بھی بحث کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ اولاً نفس وقوع
عقد کے بارے مین کوئی روایت بھی صحیح نہین چہ جائیکہ مشہور و متواتر ہو مگر ہان
دربارہ وفات ام کلثوم و زید بن عمر کے شاہ صاحب اور مولوی حیدر علی
نے دعوے تواتر کیا ہے چنانچہ عبارت شاہ صاحب یہ ہے کہ در ینجا خود
بالقطع والتواتر ثابت ست کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمد و او را

عمر بنام برادر خود زید بن الخطاب کہ در جنگ مسیلمہ کذاب شہید شدہ بود مسمّے کرد
و زید بن عمر جوان شد و لبست سال عمر یافت در خانہ جنگے کہ فیما بین
بنی عدی واقع شدہ بود شب ہنگام برائے اصلاح از خانہ خود برآمدہ بود
از دست کسی در آن حیص بیص شہید شد و مادر مطہر او نیز ہمان روز بمرض
در گذشتہ بود و ہر دو جنازہ را بیکوقت حاضر نمودند حضرت امام حسینؑ و عبد اللہ
بن عمر نماز جنازہ خواندہ دفن کردند لکھتے اور مولوی حیدر علی نے بھی اسی
امر پر دعوے تواتر کیا ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و فرزند او زید بن عمر
در ایّام خلافت معاویہ بن ابی سفیان رو دادہ در وقت واحد چنانچہ محدثین
اہل حق ہمین امر تصریح کردہ اند و از قبیل متواترات شمردہ وہی و تردّدے
درین باب بخاطر خود راہ ندادہ اند جس سے معلوم ہوا کہ اصل دعوے
تواتر وفات ام کلثوم و زید بن عمر پر ہے بنفس وقوع پر جسکے باب مین
روایتین مذکور ہوئین گو بطریق لزوم دعوے کر سکتے ہین کہ جب وفات ہی
ماں بیٹے کے دعوے تواتر ہوا تو عقد پر بھی ضروری ہوا لیکن اصل دعوے
اسی وفات سے متعلق ہے شاہ صاحب نے سند مین اس دعوی کے
حاشیہ پر عبارت نہایۃ الارب نقل کی ہے اور مولویصاحب نے باوصف
تطویل لاطائل کوئی سند نہین دی سوائے اسکے کہ عبارت اصابہ
منقولہ مولویصاحب مین یہ مرقوم ہے ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و ابنہا
زید الخ اور عبارت اسد الغابہ سے یہ نقل کیا ہے و توفیت ام کلثوم
و ابنہا زید فی وقت واحد [illegible] ہے کہ ام کلثوم

صہ ۹۲۸

و زید نے ساتھہ وفات کیا امام حسن یا امام حسین یا سعد بن ابی وقاص
یا ابو ہریرہ یا عبد اللہ بن عمر یا سعید بن عاص نے نماز جنازہ پڑہی چاہیں
اسکو سند صحیح سے تعبیر کریں یا متواتر بتائیں یا مشہور کہیں ہمکو صلیت
سے اس واقعہ کے مطلقاً گفتگو نہیں مگر اس سے حضرت ام کلثوم بنت
جناب امیر ع کی کسیطرح تعیین نہیں ہوسکتے کیونکہ اصل روایات میں صرف
نام ام کلثوم و زید وارد ہے جس سے نہ بالخصوص ام کلثوم بنت علی
کے تعیین ہوسکتی ہے نہ زید کا پسر عمر ہونا اور سابقاً ہم ثابت کرچکے ہیں
کہ خلیفہ دوم کی دو زوجہ کا نام ام کلثوم تہا ایک ام کلثوم بنت جرول
خزاعی جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت میں رہی اور اوس سے زید
بن عمر پیدا ہوا دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے
بمقام حدیبیہ عقد کیا اور بروایات متواترہ فریقین یہہ بھی یقیناً اور حتماً ثابت
ہوچکا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ع اپنے بہائی امام حسین ع
کے ساتھہ شریک معرکہ کربلا رہیں بلکہ اوسکے بعد بہی زندہ رہیں جس سے
ببداہتہ عقلیہ معلوم ہوا کہ زید کے ساتھہ ان حضرت ام کلثوم علیہا السلام نے بعد
معاویہ نہیں وفات کی جو تا معرکہ کربلا زندہ رہیں بلکہ وہ ام کلثوم بنت جرول
خزاعیہ زوجہ عمر مادر زید تہی رواۃ نے تدلیس پر تلبیس بیان کیا اور علمائے
بوجہ اشتراک نام ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کیطرف منسوب
کردیا جیسا کہ سابقاً بصراحت تمام مع نظایر مذکور ہوا اصل قصہ وفات
ام کلثوم و زید کے متواتر یا صحیح السند یا مشہور ہونے سے ہرچند کہ جو

تعریف مشہور اور متواتر کی اصول فقہ کی کتابون مین بیان ہوی ہے اور جو شرائط
مقرر ہوئے ہین کسیطرح یہان نہین پائے جاتے ہمکو بحث نہین ہے کیونکہ
مقصود ہمارا تحقیق اصل عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام سے اور اون سے
زید کا پیدا ہونا اور ساتھ مرنا بھی جو بخوبی باطل ہوا اور یقیناً ثابت ہوا کہ نہ انکا عقد
عمر سے ہوا نہ مادر زید ہوئین نہ ساتھ مرین حالانکہ بفرض محال اگر اہلسنت اسکے
مدعی بھی ہون اور مشہور قرار دین تب بھی کوئی فائدہ نہین کیونکہ خود امام فخر الدین
رازی ہانک پکار کر کہتے ہین کہ بیس یا ہزار راوی کے اتفاق کر لینے سے
کسی امر پر نہ تواتر واقعی حاصل ہوتا ہے نہ تواتر معنوی کیونکہ عرف مین
ہرگز مستبعد نہین ہے کہ بیس آدمی کسی دروغ واقعہ پر اتفاق کر لین اور بعبارات
مختلفہ بیان کرین اور **تصدیق** اس دعوے کی عبد اللہ بن زبیر کے
حرکت سے بخوبی ظاہر ہے جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے چون اصحاب
برآمد عبد اللہ بن زبیر پنجاہ مرد از سکان آن موضع نزد عایشہ آورد تا گواہی
دادند کہ این آب حواب نیست و لشکر از آب حواب در اول شب
گذشت و گویند کہ این گواہی اول شہادت دروغے بود کہ در اسلام بوقوع
پیوست پس جب بیس یا ہزار آدمیون کا دروغ واقعہ پر اتفاق کرنا ممکن ہوا
اور عہد صحابہ کبار مین جسکو خیر القرون کہتے ہین بلکہ خود صحابہ کبار روبروے
ام المومنین اس امر شنیع کے مرتکب ہون کہ خفیف امر پر پچاس
پچاس آدمی جھوٹی گواہی دین تو دو چار یا دس پانچ راویون کا اتفاق
کر لینا اس دروغ واقعہ پر کیونکر موجب تعجب ہو سکتا ہے دیکھئے

کما نقل فی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص ۲۵۸ وقد نقل فی عبقات الانوار ص ۱۱۴۵

اہلبیت طاہرین علیہم السلام کا انکار کرنا جواز قیاس سے اور اوسکو
ایسا نیز جانا بہ اجماع علماے امامیہ و اتفاق علماے اہلسنت اسدرجہ
مشہور و متواتر ہے کہ علامہ عبری قائل ہین کہ حق یہہ ہے کہ اہلبیت ع
کا مثل باقر و صادق کے انکار کرنا قیاس سے ویساہی مشہور ہے
جیسا کہ ابو حنیفہ و شافعی و مالک سے قول بوجوب عمل بہ قیاس مشہور ہے
انتہے اور خود مخالفت ان حضرات ع کی ابو حنیفہ کے قیاس سے حیوۃ الحیوان
اور تاریخ ابن خلکان اور تاریخ یافعی وغیرہ مین بھی مذکور ہے اور اصل
حدیث معاذ جسکو جواز قیاس کی سند قرار دیتے ہین ایسی غلط و باطل ہے
کہ خود علامہ سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داود مین جوزقانی سے
ناقل ہین کہ یہہ حدیث باطل ہے لوگ شعبہ سے نقل کرتے ہین مینے مشائخ
صغار و کبار سے اس حدیث کو تفحص و تلاش کیا اور جن اہل علم سے ملاقات
ہوئی اونسے بھی دریافت کیا مگر بجز اس طریق کے یعنی جسمین حارث بن
عمرو داخل ہے دوسرے طریق سے یہ روایت نہین پائی جاتی اور یہہ
حارث بن عمرو مجہول ہے اور اصحاب معاذ شہر حمص کے بھی معروف
نہین ہین اور ایسی سند پر اصول شریعت مین اعتماد نہین ہوسکتا اگر
کوئی کہے تمامی فقہا نے اس روایت کو اپنی کتابون مین لکھا ہے اور
اوسپر اعتماد کیا ہے تو کہا جائیگا اس روایت کا یہی طریق ہے اور متاخرین نے متقدمین
کی اسمین تقلید کی اگر اس طریق روایت کے سوا دوسرے طریق سے کوئی روایت
قابل قبول اہل نقل پیش کرینگے تو ہم اوسکے قول کیطرف رجوع کرینگے مگر یہہ

مرونکے امکان مین نہین ہے البتہ اسقدر ہے جس سے معلوم ہوا کہ خود اہلسنت کے نزدیک ان کی ادنیٰ حدیث قابل اعتماد درباره قیاس نہین ہے اور خود فاضل رشید بھی اشتہار انکار اہلبیت اطہار کے مقر ہین چنانچہ شوکت عمریہ مین کہتے ہین اشتہار انکار بر قیاس و منع آن از ائمه اطهار در حق قدمای شیعه مسلم است رہی آنکه در اکثر عامه بوزند الخ با انیهمه بطلان واقعی ذات قیاس و اشتهار انکار اہلبیت اطہار علیہم الصلوۃ والسلام من الملک الغفار فاضل ملتانی بھی تنبیہ السفیہ مین بہ نسبت اسکے کہتے ہین خبر احتجاج که کذابین و وضاعین مشتہر بسیارند و در حقیقت اصلی ندارد و بمجرد اشتهار احتجاج نتوان کرد انتہی وتفصیلہ فی المجلد الاول من استقصاء الافحام لیکن جب واقعی امور مشہور و متواتر ہین یہ احکام انکے نافذ ہون تو نہ معلوم کہ ہم لوگ اہلحق ان روایات موضوعہ و واہیہ عقد کے بارہ مین جسکی حالت مذکور ہوے بشرط تسلیم شہرت بطور واقعی کیون نہ کہینگے کہ خبر یاست کہ کذابین و وضاعین مشتہر بسیارند و در حقیقت اصلی ندارد لہذا بمجرد اشتہار احتجاج نتوان کرد

سبحان اللہ نسبت شیعون کی جناب امیر علیہ السلام اور اہلبیت طاہرین علیہم السلام کیطرف کسدرجہ یقینی اور متواتر ہے کہ خود حضرات اہلسنت بھی بالاتفاق قائل ہین بلکہ جیسا کہ اسی جرم پر شیعے مورد طعن ہوتے ہین جیسا کہ کلام عضدی و دوانی و مولوی عبد الحلیم سابقا مذکور ہوا انیہمہ صاحب رجوم الشیاطین اس تواتر کو مفید علم قطعی نہین جانتے چنانچہ کہتے ہین و نیز این تواتر کہ منحصر در جماعت خاص باشد بغرض من الاغراض ہرگز مفید علم قطعی نیست چہ جاے اینکہ

از بدیہیات باشد وجوابہ فی معین الصواب قائل پس جب اسکے اسباب
اغراض جنکے لیے جہوٹہ اور غلط امر پر تواتر کرنا اور اسکو مشہور کرنا ممکن ہے
تو اگر بفرض محال یہ روایات عقد اہلسنت کے نزدیک ایسا ہی مشہور
و متواتر ہوں جیسا کہ انتساب شیعہ اہلبیت کیطرف یقیناً و واقعاً مشہور ہے
تو بھی بوجہ انحصار اوسکی جماعت کا ذہین درپے چند اغراض اونمین ہیں بغرضہا
من الاغراض مفید علم قطعی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ شہرت اسکی عشر عشیر شہرت انتساب
تشیع کی برابر بھی نہو چنانچہ فے الواقع ایسا ہی ہے پس صاحبان عقل و ادراک ایسی لغویات
اور خرافات کو کیونکر قبول کر سکتے ہیں پس الحمد للہ کہ بتقریر وافی و کافی ان روایات کا بشرط
تسلیم شہرت بھی غیر مفید علم ہونا ثابت ہوا اگر بنا بر احتمال اول اشتباہ رواۃ اور خطاے
علما کے قایل ہوں تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ اسباب اشتباہ و دلائل و قرائن
و شواہد و نظایر اوسکے سابقاً مذکور ہوے کہ بڑے بڑے علماے محققین چہ فقہا چہ محدثین و چہ مورخین
و چہ متکلمین سیکڑون اغلاط مین ایسا مبتلا ہوے کہ اپنے دہوکہونکی بدولت روایات صحیحہ کو باطل کرنیلگے
چنانچہ قصہ وفات ام رومان و نسبت متعہ طرف امام مالک کے اور اعتماد کرنا تمامی فقہا کا
روایت باطل جواز قیاس پر سابقاً مذکور ہوا پس بعض فقہا کا ان
روایات موت ام کلثوم و زید بن عمر سے جناب ام کلثوم علیہا السلام
کو سمجھ لینا اور سارے واقعی کو ادہر منسوب کرنا اسی قبیل سے ہوگا
اور اگر بنا بر احتمال ثانی وضعیت روایات اور وضاعی رواۃ کے قایل ہوں
تو بھی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ دلائل اور شواہد اور نظایر اسکے
اور احوال شہرت و تواتر ابھی مذکور ہوے جس سے بطور حتم و یقین

ثابت ہوا کہ یہ قصہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کا محض غلط اور موضوع اور باطل اور تہمت اور افترا ہے نہ خلیفہ نے خطبہ کیا نہ عقد ہوا نہ زید پیدا ہوا نہ بعد معاویہ وفات کیا وغیرہ وغیرہ واضع اول نے اصل خطبہ ام کلثوم بنت ابو بکر کے قصہ کو کچھ تبدیل و تغیر کر کے بغرض اصلاح خرافت خلیفہ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کیطرف منسوب کیا ما بعد والی راویون اور ناقلون نے بلا عمد یا بلا عمد زید وام کلثوم کے اصلی حالات کو ادھر منسوب کر دیا اور متاخرین نے اپنے متقدمین کی تقلید کر لی تحقیق امر واقعہ کی ازینجا ست کہ حالات صدر اول کے غور کرنے سے کوئی نشان اور اصلیت اس قصہ کی مطلقاً معلوم نہین ہوتی بلکہ خلاف اسکے ثابت ہوتا ہے چنانچہ بعض حالات کیطرف اجمالاً اشارہ کیا جاتا ہے

اول یہ کہ جب خلیفہ دوم پر ابو لولو کا وار کاری لگا تو عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ کیا یہ امر تم لوگون کے مشورہ سے تھا ابن عباس نے انکار کیا جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب بنی ہاشم کو کسطرح سے اپنا دشمن سمجھتے تھے پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو کسطرح خلیفہ صاحب ایسی تہمت لگاتے نہ ایسا خیال دوڑاتے دوسرے یہ کہ جب خلیفہ دوم نے وقت موت اضطراب و قلق و بیچینی شروع کی تو بروایت بخاری وغیرہ حضرت ابن عباس نے یون تسکین دینا شروع کیا کہ تم صحبت رسول مین رہے اور حضرت راضی گئے ابو بکر سے صحبت رہی وہ بھی راضی گئے اور لوگون کے ساتھ بھی اچھی سلوک کرتے رہے پھر کیون جزع کرتے ہو اسپر خلیفہ نے

ص ۱۰۱
ازالۃ الخفا

کہا کہ جو کچھ ہمکو خوف و الم ہے وہ سب بدولت تمہارے اور تمہارے
اصحاب کے ہے انتہے اسیطرح اور لوگون کے ہمنشین بھی مگر قوم بنت
مگر یہہ کسینے نہ کہا کہ آپ کیا جزع و فزع کرتے ہو کہ ان سب فضایل و مناقب
وصحبت نبوی کے ساتہ رسول سے تمکو ایسی قرابت قریبہ اور ایسا وسیلہ
حاصل ہے کہ خود حضرت نے فرمایا سب حسب و نسب بروز قیامت
منقطع ہوجاوینگے مگر سبب و نسب جسکو بقول اہلسنت خلیفہ نے اپنی نجات
کے لیا اسدرجہ کا عروة الوثقی جانا کہ بمقابلہ اسکے تمامی فضائل
و مناقب کو ہیچ و پوچ سمجہا پس اگر کچہہ بھی اس واقعہ کے اصلیت ہوتی
تو ممکن نہ تہا کہ صحابہ ایسے بزرگ فضیلت کو وقت تسکین جزع و فزع
خلیفہ پیش نہ کرتے اور اس نعمت عظمی سے اونکی تسلی و تشفی نہ کرتے
کیونکہ کوئی عاقل نہین مان سکتا کہ جس فضیلت کو خلیفہ صاحب یہ عظمت
سمجہین صحابہ کبار اوسکو عدل خلیفہ وصحبت رسول وصحبت ابوبکر کے
برابر بھی نہ جانین کہ ایسے وقت نازک مین اوسکا اظہار کرتے حالانکہ
عقلا و نقلا مسلم ہے کہ ایسے جانکاہ وقت مین کہ مومنین کو رحمت
خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے اور فساق اور فجار کو غضب جبار و قہار کا
سامنا ہے پس ایسی حالت مین قاعدہ مقررہ ہے کہ وہ باتین تسکین بخش
ذکر کرتے جس سے نہایت درجہ کا اطمینان اور پوری تسکین حاصل ہو اور
پہلے سہرے کے فضایل و بزرگیان بیان کرتے ہین کہ دل قوی ہے
اور مسرور و خوش رہے چنانچہ دیکھیے بنا بر زعم اہلسنت بی بی عایشہ

کہ وقت موت حضرت ابن عباسؓ نے اونہین فضائل و مناقب سے تسلی اور تشفی دی جو انہا درجہ کے فضایل سے انکے تہے چنانچہ صحیح بخاری سے منتہے الکلام مین منقول ہے کہ قبل موت عایشہ ابن عباسؓ آئے او خیریت مزاج پوچہی اسکے بعد کہا تم بخیر ہو انشا اللہ کیونکہ زوجہ رسول ہوا ور سوا ے تمہارے کسی باکرہ سے رسول نے نکاح نہین کیا اور تمہارا عذر آسمان سے نازل ہوا الخ اور ظاہر ہے کہ یہ اوصاف فضائل عالیہ بی بی عایشہ مین مذکور ہوتے ہین اور ایسا کوئی وصف اونمین نہ تہا پس اگر خلیفہ کا عقد ہوا ہوتا تو اسوقت یہ امر بہی ان کلمات تشفی سمات مین پیش کرتے جس سے بڑہ کر کوئی فضیلت نہ تہی حالانکہ کسی نے بجز صحبت رسول و ابوبکر و عدالت جو منتہاے فضیلت خلیفہ مین مذکور ہوتے ہین اس امر کو نہ بیان کیا جس سے معلوم ہوا کہ اسکی کچہہ اصلیت نہین ہی ورنہ ایسے وقت نازک مین ضرور ذکر کرتے تیسرے یہ کہ بجواب ابن عباس خلیفہ صاحب یہ نہ فرماتے کہ میری بہینی دا اضطراب سب تمہاری بدولت اور تمہارے اصحاب کے سبب سی ہے کیونکہ جب اسدرجہ محبت و موافقت تہی تو بقول اہلسنت تو پہر انکے سبب سی خوف عذاب کیون ہوتا جو کہا قسم بخدا اگر تمامی روے زمین طلا ہو جاتا تو قبل مشاہدہ عذاب خدا اوسکو تصدق کرتا چوتہی یہ کہ اگر واقعی یہہ عقد ہوا ہوتا تو کچہہ تو خلیفہ صاحب جناب امیرؑ کی خلافت مین سعی کرتے جیساکہ عبدالرحمن بن عوف نے عثمان کے لیے سعی کی لا اقل صرمان کی تو سعی نہ کی ہوتی جیساکہ ذوالفقار حیدریہ جلد

منتہی الکلام

مین مفصلاً لکھ چکا ہون پانچوین یہ کہ نواصب جنکو محبت شیخین سے
اور عداوت اہلبیت طاہرین سے باقرار اہلسنت انسے زیادہ ہے
وہ بھی اس امر غلط کا ادعا نہین کرتے چنانچہ شاہ صاحب نے جو اقوال انکے
نقل کیے ہین انسے بخوبی اسکی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ حاشیہ تحفہ مین
فرماتے ہین بدان وفقک اللہ کہ تزویج حضرت زہرا ع باشاہ مردان
فضیلتے ست کہ مختص باوست و نواصب گفتہ اند کہ رسول دو دختر بعثمان
داد و فرمود مرا اگر صد دختر بودی ہمہ را بعثمان میدادم یکے پس دیگرے
پس عثمان افضل باشد درین باب از علی و تخصیص این فضیلت بعلی
روا نبود و نیز گفتہ کہ رسول دو دختر از شیخین گرفت پس ہر چہار را اصہار یافت
و فضیلت مصاہرت بدو مختص نباشد اہلسنت جواب گفتہ اند کہ حضرت
زہرا ع از جملہ دختران بزرگتر در مرتبہ و محبوب تر بود نزد پدر دیگر آنکہ حضرت زہرا ع
اولاد گذاشت و پس از پدر زندہ ماند پس مصاہرت نصب وے اقوی بود
از آنچہ نسبت غیر وے بود نواصب درین سخن قدح کردہ اند کہ بزرگی
زہرا مقابل زیادتی منکوحات عثمان ست چہ آن دو بودند ضعیفان
يعلبان قويا و اولاد گذاشتن و پس از پدر زندہ ماندن در امر میراث سود دہد
و آن نزد شما باطل ست و در اصل مصاہرت مردن منکوحہ ضرر نمی کند
چہ بعد از وفات حضرت زہرا ع حضرت علی را معزول نمی فہمید و نیز خود
روایت کردہ اید کہ کل صہر و نسب ینقطع یوم القیامة الا صہری و نسبی
پس عثمان و علی ع ہر دو برابر اند و آنکہ منکوحات ایشان مردند در رد فضیلت

ص ۶۹۱

دو منکوحات ایشان برانگیختہ شود لیس پیش مردان اچہا اعتبار ہے اُسکا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ نواصب نے شیخین کو خسر حضرت کا بتایا یعنی داماد حضرت کا قرار دیا ہو پس اگر یہ عقد ہوا ہوتا تو عمر کو خسر اور داماد رسول دونو قرار دیتے جیسا کہ عثمان کو اسوجہ سے کہ دو بیٹیاں بیاہی گئیں جناب امیر سے افضل کہتے ہین حالانکہ اوس روایت کل صہر و نسب کو بھی لکھتے ہین معہذا اس شرف دامادی رسول مین جناب امیر اور عثمان ہی کو داخل کرتے ہین نہ عمر کو بلکہ عمر و ابوبکر کو صرف سسر جانتے ہین پس بالیقین معلوم ہوا کہ نواصب بھی اسکے مدعی نہین ہین کہ یہ عقد واقع ہوا اور سچ ہے وہ کیونکر مدعی ہون ایسے امر کذب کے جو بقول اہلسنت وہ لوگ پابند راستی و صدق مقال ہین پس جیسا اس تقریر سے عدم وقوع عقد مسلم ہوا ویسا ہی اہلسنت کا نواصب سے زیادہ مفتری اور دروغگو اور وضاع ہونا بلکہ زیادہ دشمنِ اہلبیت ہونا بھی ظاہر ہوا کہ باوصف عدم ادعاے نواصب اہلسنت ایسے امر لغو کے مدعی ہین اور بے محابا کذب و افترا کے مرتکب ہوتے ہین اور خوف خدا و رسول نہین ہوتا پس درمیان نواصب و اہلسنت وہی فرق ٹھہرا جو درمیان کافر و منافق کے ہے جسکے بارے مین پروردگار عالم یہ شہادت ادا کرتا ہے کہ واللہ یشھد ان المنافقون لکاذبون **واضح** رہے کہ شاہ صاحب نے اعتراضات خوارج و نواصب کو بڑے استحکام اور مضبوطی سے بیان کیا ہے ایک اعتراض کا تو ٹوٹا پھوٹا کچھ جواب بھی دیا جس سے خود اس جواب کا

ضعف ظاہر ہے اور اعتراض ثانی کا بالکل جواب ہے نہ باجس سے
تسلیم کرنا اوس اعتراض کا اور لاجواب ہونا اہلسنت کا ظاہر ہے چونکہ ہکو یہان
کسیکے سوال و جواب سے غرض نہین ہے لہذا اسکا جواب نہین دیتے مگر
اتنا کہے دیتے ہین کہ بنا بر تسلیم عثمان کے مشابہت یا ماثلت جناب امیر
کے ساتھ امر دامادی نبوی مین محض لغو ہے کیونکہ عثمان کی مثال وہ دوسرے
اشخاص ہو سکتے ہین جو بقول اہلسنت داماد رسول تھے اور اون کے
ازواج نے روبروے آنحضرت وفات کی یا طلاق پائی مثل ابوالعاص
شوہر زینب و عتبہ و عتیبہ شوہران سابق رقیہ و ام کلثوم جنکی طلاق کے بعد عثمان
سے اونہین دختران کا عقد ہوا بلکہ وہ تینون باعتبار شرف تقدم حضرت عثمان سے
اشرف ہوے اور شیخین کا خسر رسول ہونا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار
مردگان کے سوا زندہ مین ابوسفیان کو یہ شرف ملا اور رسول کا سسر بنا بہر کیف
خلیفہ دوم مثل خلیفہ اول سسر ہی رہے داماد نہوے اور اگر عقد اونکا حضرت
ام کلثوم علیہا السلام سے عیاذاً باللہ ہوا ہوتا تو وہ بھی داماد رسول کہلاتے
جیسا کہ عثمان کہے گئے بلکہ اونکی دامادی عثمان سے افضل ہوتی پس
اس سے بھی معلوم ہوا کہ ہرگز ہرگز یہہ عقد واقع ہوا نہ اسکی کچھ اصلیت ہے
بہرکیف ان روایات عقد کے موضوع اور باطل اور افترا و تہمت ہونے مین عقلاً و
نقلاً و سنداً و متناً کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے اور ان راویون کے
کذاب و وضاع و دجال مفتری غیر ثقہ ہونے مین ذرا شک و شبہہ
نہ رہا اور اہلسنت کے بد تر از نواصب و خوارج ہونے مین ذرا تامل کی گنجائش نہ رہ

فانقشع الحق والحق یعلو ولا یعلی والسلام علی من اتبع الہدی

خاتمہ

باقی رہا یہہ امر کہ جناب ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام کا عقد کس سے ہوا
اور انکا شوہر کون تہا پس یہہ امر حسب روایات فریقین ثابت ہے کہ جسطرح
سائر بنات جناب امیر کا عقد انہی ہی خاندان بنی ہاشم میں اولاد حضرت عقیل و جعفر وغیرہ سے
ہوا گو وہ کل بیٹیاں دختر جناب سیدہ ؑ شقیقین و سبطین نہ تہیں عقد حضرت ام کلثوم کا بہی
ہی خاندان میں حضرت محمد بن جعفر طیار کے ساتہہ ہوا فقط اختلاف تہا تو اسمین کہ آیا
عمر کے ساتہہ عقد ہوا یا نہیں جسکو ہمنے بخوبی ثابت کیا کہ ہرگز خلیفہ دوم سے عقد نہیں ہوا اور اوسکے
ساتہہ یہہ بیان اہلسنت بہی باطل ہوا کہ بعد عمر عون بن جعفر سے بحکم جناب امیر عقد ہوا کیونکہ
بالاتفاق علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ عون بن جعفر نے عہد خلافت عمر میں بجنگ تستر
شہادت پائی پہر وہ زندہ کہاں سے تہے جو بعد عمر اونسے عقد ہوتا گو یہ ممکن ہے
کہ پہلے عون سے عقد ہوا ہو تب محمد بن جعفر سے مگر خلاف عقل ہے کہ محمد کے ہوتے ہوئے
اونکو چہوڑ کر عون سے کیوں ہونے لگا یا اہمہ عمر سے عقد ہونا ہر طرح محال
ٹہرا اور اسیکے ساتہہ یہہ دعوے بہی زیادہ تر غلط ہوا کہ بعد عمر محمد بن جعفر سے
عقد ہوا بعد اونکے عون بن جعفر سے کیونکہ شہادت عون مقدم ہے
وفات محمد بن جعفر پر بلکہ قتل عمر پر از ینجاست کہ جن جن علما نے بالاتفاق
بذریعہ روایات بیان کیا ہے کہ بعد محمد یا قبل از محمد عون سے عقد ہوا
جہان ذکر وفات عون لکہا ہے مطلقا عقد وغیرہ کو نہیں لکہا بلکہ یہی
بیان کیا کہ بجنگ تستر عہد عمر میں لاولد انتقال کیا جیسا کہ سابقا عبارات

اصابہ و استیعاب مذکور ہوئے مگر شیخ عبد الحق صاحب جنکو لقب محقق دہلوی کا
ملا ہے سبکے خلاف بلا سند کسی کتاب وغیرہ کی رہبری سے ناقل ہین کہ بعد
عمر عون سے عقد ہوا اور اون سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد عون کے
عبد اللہ سے عقد ہوا ان محقق صاحب نے محمد کو ایکدم غائب کر دیا اور صاحب
تاریخ خمیس وسی رہبری سے بالکل خلاف اونکے ناقل ہین کہ بعد عمر عون
سے عقد ہوا اور کوئی لڑکا نہین ہوا بعد عون محمد سے عقد ہوا اونسے
ایک لڑکی ہوئی بعد محمد عبد اللہ سے عقد ہوا اور اونسے کوئی اولاد نہین ہوئی
اونہین کی زوجیت مین وفات کی انہین اختلافون سے انکی تحقیقات کا حال بخوبی
معلوم ہوتا ہے اور اسیکے ساتھ یہ بیان بھی ہے جو تمامی روایات مین مذکور ہے
کہ بعد محمد و عون عبد اللہ بن جعفر سے عقد ہوا بلکہ بقول مولوی حیدر علی
خود جناب امیر ع نے یہ عقد کیا غلط ٹہرا کیونکہ عبد اللہ بن جعفر شوہر حضرت
زینب علیہا السلام تھے پہر باوصف موجودگی اونکے یہ عقد جس سے جمع بین
الاختین لازم آوے کیونکر ممکن ہے پس یہ کل بیانات ان روایات کے
غلط ٹہرے اور صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم علیہ السلام کا محمد بن
جعفر سے ہوا چنانچہ یہ امر استیعاب اصابہ تاریخ خمیس اسد الغابہ سرور المحزون
شاہ ولی اللہ ازالۃ الغین مولوی حیدر علی وغیرہ مین مرقوم ہے مگر اونہین
مہملات کے ساتھ جسکو ہم باطل کر چکے لیکن عبارت استیعاب اور اصابہ سے
البتہ تعیین محمد بن جعفر کے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ عبارت اصابہ یہ ہے
کہ محمد بن جعفر بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی برادر عبد اللہ

وعون بن حبان وغیرہ نے انکو صحابہ مین ذکر کیا ہے دار قطنی نے کہا بمقام
حبشہ پیدا ہوے اور ابن مندہ وغیرہ نے کہا کہ عہد نبی مین اونکی ولادت
ہوئی اور ابو عمر نے کہا کنیت اونکی ابو القاسم ہے انہین کا عقد حضرت
ام کلثوم بنت جناب امیر سے بعد عمر ہوا الخ عبرت سے بخوبی تحقیق پر انحصار
عقد محمد کے ساتھ ظاہر ہوا اور چونکہ جملہ امیرہ یعنی بعد بیعت عمر غلط ہے جیسا کہ
مذکور ہوا پس صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم کا حضرت محمد بن جعفر سے
ہوا نہ عمر سے نہ عون سے نہ عبد اللہ سے اور از انجا کہ حسب تصریحات
علماے اہلسنت ہمسن و ہمعصر ہونا جناب زینب و عبد اللہ بن جعفر کا و جناب
ام کلثوم و محمد بن جعفر کا اور زیادہ تفاوت سنی نہونا درمیان ہر دو خواہر کے
مسلم ہے پس نہایت قرین قیاس بلکہ مطابق واقع ہے کہ عقد ہر دو
خواہر کا بزمانہ واحد ہوا جو مقدم ہے اوس زمانہ سے جسمین خطبہ خلیفہ دوم
وغیرہ بیان کرتے ہین جیسا کہ مفاد تمامی ان روایات کا ہے اور تائید
اس امر کی اون روایات سے بھی ہوتی ہے جسمین دربارہ تعجیل نکاح دختران
یہانتک تاکید کی گئی ہے کہ بلوغ اونکا اپنے شوہرون کے گھر ہو کیونکہ
ظاہر ہے کہ مکارم اخلاق کے منبع اور اصول کرم حضرات اہلبیت
طاہرین ہین پس کب ممکن ہے کہ خود جناب امیر نے تاخیر کی ہو اور اتنی
مہلت دی ہو خصوصاً درصورتیکہ ہر دو خواہر ہمسن ہون اور اس عسرت
کے ساتھ گھر ہی مین اپنے بھتیجون سے جنکی پرورش جناب امیر علیہ السلام ہی کے
متعلق ہو بیاہ دیا ہو کہ وہ دونون خود بھی ہمسن اور ازواج بھی ہمعمر و ہمسن ہون

اور تصریح ورثت اور وفات بہی نہ ہونا بوجہ اسکے کہ اسما بنت عمیس مادر حضرت
عبداللہ و محمد و عون فرزندان جعفر جناب امیر ع کی زوجیت مین بہتین ہمہ وقت
رہتی تہے اور پردہ شرعی مانع وعائق اسکا تہا پس ایسی صورت مین
عموما عقد مین تعجیل کیجاتی ہے اگرچہ احدالزوجین صغیر ہون چہ جائیکہ حد
بلوغ شرعی پر پہونچ بہی گئے ہون چنانچہ جناب رسالتمآب نے بہی رقیہ
وام کلثوم کا عقد ساتہی کیا تہا پس اس سے بہی معلوم ہوا کہ عقد
حضرت زینب و ام کلثوم کا زمانہ خلافت خلیفہ اول ہی مین انجام پاگیا تہا
اور وفات محمد بن جعفر جنگ صفین کے بعد ہوئی چنانچہ اصابہ مین ہے
کہ محمد بن جعفر جناب امیر علیہ السلام کے ساتہہ شریک معرکہ صفین رہے
عبیداللہ بن عمر معاویہ کیطرف سے اور محمد بن جعفر جناب امیر ع کیطرف سے
میدان مین لڑنے گئے دونوں مین لڑائی ہوئی ایک نے دوسرے کو
مارڈالا اور دونوں وہین قتل ہوئے اور بعض کا بیان ہے کہ محمد بن
جعفر محمد بن ابی بکر کے ساتہہ مصر مین تہے اور بعد شہادت محمد بن ابی بکر
مخفی ہوئے اور وہاں سے فلسطین گئے اور ایک شخص نے اونکے
مادری رشتہ دارون سے حفاظت کی اور معاویہ کے ظلم وستم سے
نجات دی اور یہی امر محقق ہے انتہے عبارۃ الاصابہ بہرکیف بعد وفات
محمد بن جعفر حضرت ام کلثوم یقینا معرکہ کربلا تک زندہ رہین اور پہر کسی
سے عقد نہین ہوا کیونکہ سابقا اہلسنت کی روایات کا یہ بیان کہ بعد
محمد عقد انکا عبداللہ سے ہوا غلط ہوچکا ہے اور سوائے عبداللہ

اہلسنت کے یہان بہی کسیکا نام نہین ہے پس معلوم ہوا کہ یہی امر صحیح ہے اور دعواے عقد ثالث ورابع مثل دعواے عقد عمر محض غلط وافترا ہے باقی رہی وفات حضرت ام کلثوم پس اہلسنت کی تین قول ہین ایک یہہ کہ قبل عبد اللہ وفات کیا دوسرے یہ کہ بعد عبد اللہ تیسرا وہی وہی قول ہے کہ عہد معاویہ مین زید کے ساتھ وفات کیا جسکا بطلان سابقا مذکور ہوا کہ وہ دوسرے ام کلثوم بنت جرول خزاعی زوجہ عمر مادر زید ہے کہ بجہت اشتراک نام ایک ام کلثوم کا نام دوسرے ام کلثوم کیطرف منسوب ہوا اور اصل یہی ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و حضرت زینب علیہا السلام بعد معاودت مدینہ از کربلا در شام واقع ہوی کہ دونو معظمہ نے اپنے بہائی سید الشہدا روحی لہ الفدا کی مصیبت مین رو رو کر جان دی اور چونکہ وفات اون دونون معظمہ کے اور عبد اللہ بن جعفر کے اوستہی قریب زمانہ مین ہوی کسینے پہلے عبد اللہ کہا کسینے بعد عبد اللہ کہا حالانکہ منشا اون قائلین اور ناقلین کا تعین کرنا زمانہ کا تہا مگر ناواقفون نے بوجہ اپنی غلط فہمی کے اسی قرب وفات سے اونکی زوجیت کی قایل ہوے هذا ما تیسر لی فی هذا المقام بفضل الله المفضل المنعام و لا غرو انکم ترك الاوائل للاواخر وللارض نصیب من کاس الکرام والحمد لله اولا و اخرا والصلوة علی نبیه واهل بیته الطاهرین ما تعاقبت اللیالی والایام

تمت